١٣١١هـ

الأمن والعلى

لناعتي المصطفى بدافع البلاء

إكمال الطامة على شرك سوي بالأمور العامة

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۲۰۰	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۳۰

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

اس کتاب میں اصل مضمون کے علاوہ یہ ضمنی رسالہ بھی شامل ہے

منيه اللبيب أن التشريع بيد الحبيب

RIDAWI
رضا
PRESS

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء

کلمہ دافع البلا کے ساتھ مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نعت بیان کرنے والوں کے لئے (بلاؤں سے) امن اور (انکے مرتبے کی) بلندی ہے

مسمّٰی بہ نام تاریخی

اکمال الطامۃ علیٰ شرکٍ سوّی بالامور العامّۃ ۱۳۱۱

پوری قیامت ڈھانا (وہابیوں کے اس) شرک پر جو امور عامہ کی طرح (موجود کی ہر قسم پر صادق) ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۳۵

از دہلی بارہ ہندو رائے مرسلہ مولوی محمد کرامت اللہ خانصاحب[عہ] ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید کہتا ہے کہ پڑھنا درود تاج اور دلائل الخیرات کا

عہ مولانا کرامت اللہ خاں صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہما

www.alahazratnetwork.org

شرک محض اور بدعت سیئہ ہے اور تعلیم اس کی سمِ قاتل شرک اس لئے کہ درود تاج میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم رسول اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں مذکور ہے اور بدعت سیئہ اس لئے کہ یہ درود بعد صدہا سال کے تصنیف ہوئے ہیں۔ عمرو جواب میں کہتا ہے کہ وِرد اِس درودِ مقبول کا موجبِ خیروبرکت اور باعثِ ازدیادِ محبت ہے۔ زید عربیت سے جاہل ہے وہ نہیں سمجھتا کہ حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سبب ہیں دفعِ بلا کے، اگرچہ دافع البلاء حقیقتاً خدائے تعالٰی ہے۔ مختصر المعانی میں انبت الربیع البقل (بہار نے سبزہ اگایا۔ت) کو بقولِ مومن مجاز اور بقولِ کافر حقیقت فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم[2] (اللہ تعالٰی ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔ت) اور وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین[3] (ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ت) ہمارے دعوے پر دو بزرگ گواہ ہیں، اور کیا سالِ ولادت حضرتِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں قحطِ عام کی وبا دفع نہیں ہوئی، اس کے سوا جبریل خلیل کا مقولہ قرآن کریم میں اس طرح درج ہے: لاھب لک غلٰما زکیا[4] (میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔ت)۔ یہاں بقولِ زید حضرت جبریل بھی معاذ اللہ مشرک ہو گئے کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہاب فرمارہے ہیں۔ پس جو جواب زید کی طرف سے ہوگا وہی ہماری طرف سے۔ پھر چونکہ یہ درود معمول بہ اکثر علماء و مشائخ عظام ہے پس وہ سب بھی زید کے نزدیک مشرک ہوئے، اور طرہ یہ کہ خود زید بھی اس خواہ مخواہ کے شرک سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ بھی سم[عہ] کو قاتل اور ادویہ کو دافع درد و رافع غشیان کہتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قصیدۂ اطیب النغم میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع فرمارہے ہیں۔ سندیں تو اور بھی ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ رہا صدہا سال کے بعد تصنیف ہونے سے بدعتِ سیئہ ہونا، یہ بھی زید کی حماقت پر دال ہے۔ خود زید جو

عہ سم یعنی زہر۔

---

[1] مختصر المعانی احوال اسناد الخبر المکتبۃ الفارقیہ ملتان ص ۸۵
[2] القرآن الکریم ۸/ ۳۳
[3] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۰۷
[4] " ۱۹/ ۱۹

www.alahazratnetwork.org

مولوی اسمٰعیل صاحب کے خطبے جمعہ میں برسرِ منبر پڑھتا ہے اس کے لئے اس کے پاس کوئی حدیث ہے یا وُہ زمانۂ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تصنیف ہیں۔ سبحان اللہ ان خطبوں کا پڑھنا (جو صدہا سال بعد کی تصنیف ہیں) تو زید کے لئے سنّت ہو اور خاصانِ حق کی تصنیف درود کا پڑھنا بدعت سیئہ ٹھہرے، ہاں جو صیغے درود کے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کا پڑھنا ہمارے نزدیک بھی افضل و بہتر ہے مگر علمائے راسخین و فقرائے کاملین نے حالتِ ذوق و شوق میں جو درود شریف بالفاظِ بدیعہ تصنیف فرمائے ہیں جن میں جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی بھی شامل ہیں، اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں درج فرمائے ہیں، اور خود حضرت شیخ نے ایک مستقل رسالہ اس بارہ میں تالیف فرمایا ہے، اور جتنے درود مشائخ عظام نے تصنیف فرمائے ہیں سب اس میں درج ہیں، اور شرح سفر السعادۃ میں ۳۶ صیغے رسولِ خدا سے منقول ہیں باقی صحابہ و تابعین نے زیادہ کئے ہیں۔ زید جاہل نے ان سب حضرات کو (معاذ اللہ) مشرک بنایا ہے۔ اب علمائے اعلام سے استفسار ہے کہ قول زید کا صحیح اور موافق عقائدِ سلف صالح کے ہے یا عمرو کا؟ بہ تشریح و تفصیل ارشاد ہو، اللہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ علیٰ ما علم وھدٰنا للذی اقوم وسلك بنا السبیل الاسلم وصلی ربنا و بارك وسلم علیٰ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم سیّدنا ومولٰنا ومالکنا و ماوٰنا محمد مالك الارض و رقاب الامم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اولی الفضل والفیض والعطاء والجود والکرم اٰمین قال الفقیر المستدفع البلاء من

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ اس نے ہمیں علم عطا فرمایا اور سب سے سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی اور ہمیں سلامتی والے راستے پر چلایا۔ ہمارا پروردگار درود و سلام اور برکت نازل فرمائے بلا، وبا، قحط، بیماری اور دُکھوں کو دُور کرنیوالے ہمارے آقا و مولیٰ و مالک و ماوٰی محمد پر، جو زمین اور امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں، اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو فضل، فیض، عطا، اور جُود و کرم والے ہیں، آمین۔ کہتا ہے فقیر عبدالمصطفےٰ احمد رضا سُنّی حنفی قادری

www.alahazratnetwork.org

فضل نبیہ العلی الاعلیٰ صلی علیہ اللہ تعالٰی عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنّی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی دفع نبیہ عنہ البلاء ومنح قلبہ النور و الجلاء۔

برکاتی بریلوی جو نبی اعلیٰ کے بلند فضل کے طفیل مصیبت سے بچنے کا طلبگار ہے۔ نبی کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم اُس سے مصیبت کو دُور فرمائیں اور اس کے دل کو روشنی اور چمک عطا فرمائیں۔ (ت)

یہ مختصر جواب موضع صواب متضمن مقدمہ و دو باب و خاتمہ۔

مقدمہ اتمام الزام وتمہید مرام میں عائدۂ قاہرہ و فائدۂ زاہرہ پر مشتمل۔

عائدۂ قاہرہ

ایہا المسلمون دفع نبیکم عنکم بلاء المجنون وفتنۃ المفتون (اے مسلمانو! تمہارے نبی نے تم سے مجنون کی بلاء اور فتنہ انگیز کا فتنہ دور کردیا ہے۔ت) زید بیقید کے ایسے کلمات کچھ محلِ تعجب نہیں کہ مذہبِ وہابیہ کی بنا ہی حتی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والسلام کے ذکر شریف مٹانے اور محبوبانِ خدا جل وعلا وعلیہم الصلٰوۃ والثنا کی تعظیم قلوبِ مسلمین سے گھٹانے پر ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[1] (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) مگر تعجب ان مسلمانانِ اہلسنت سے کہ ایسے ناپاک اقوال پر کان دھریں، بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے، مسلمان صحیح العقیدہ اُن کی طرف التفات ہی کیوں کریں، ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اور غیبت میں فراموشی، اور اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوب بے مثال صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ذکر پاک کی زیادہ گرمجوشی کہ مخالف خود ہی اپنی آگ میں جل بھیں گے قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور[2] (تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ت) اس تالفہ کے رُد میں اقوالِ ائمہ وعلماء پیش کرنے کا کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے اعتقاد سے ائمہ وعلماء کہتے ہو ان کے

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷
[2] " ۳/ ۱۱۹

www.alahazratnetwork.org

نزدیک وُہ بھی تمھاری طرح معاذ اللہ مشرک بدعتی تھے، درود محمود میں کتب وصیغ کثیرہ کی تصنیف واشاعت انھیں نے کی تمھارے پیارے نبی محمد مصطفٰے دافع البلاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر ومددبخش ہر خشک وتر وواسطۂ ایصال ہر خیر وبرکت ووسیلۂ فیضان ہر جود ورحمت وشافی وکافی وقاسم نعمت وکاشف کُرب ودافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحاتِ قاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔ فقیر غفر اللہ لہ نے کتاب مستطاب سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الوری ۱۲۹۷ھ میں بکثرت ارشاداتِ جلیلہ ونصوصِ جزیلہ جمع کئے جن کے دیکھنے سے بحمد اللہ ایمان تازہ ہو اور رُوئے ایقان پر احسان کا غازہ تو اُن کے نزدیک حقیقۃً یہ شرک وبدعت تمھیں وہی سکھا گئے آخر ان کا بانیِ مذہب شیخ نجدی علیہ ما علیہ ڈنکے کی چوٹ کہتا تھا کہ ۶۰۰ برس سے جتنے علماء گزرے سب کافر تھے کما ذکرہ المحدث العلامۃ الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ المکی فی الدرر السنیۃ[1] (جیسا کہ حضرت محدث العلامہ الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام زینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان المکی قدس سرہ المکی نے اس کو الدرر السنیۃ میں ذکر کیا۔ ت)۔ احادیث دکھانے کا کیا موقع کہ آخر سب کتب حدیث صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وغیرہ حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کے بعد تصنیف ہوئیں تو ان کے طور پر معاذ اللہ وہ سب بدعت اور مصنف بدعتی۔ رہی آیت کہ رب العزۃ جل وعلا نے بلاتخصیص لفظ وصیغہ ووقت وعدد مطلقاً اپنے حبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود وسلام کی طرف بلاتا ہے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا[2]

اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین کلما ولع بذکرہ الفائزون ومنع من انکارہ الھالکون۔

اے اللہ! درود وسلام اور برکت نازل فرما آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب پر، جب بھی آپ کے ذکر پر شیفتہ ہوں کامیاب ہونیوالے اور اس کی کثرت سے انکار کریں ہلاک ہونیوالے (ت)

---

[1] الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ مکتبۃ حقیقۃ دار الشفقۃ استانبول ترکی ص ۵۲

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۶

www.alahazratnetwork.org

تو دلائل الخیرات و درود تاج وغیرہما سب اس حکم جانفزا کے دائرہ میں داخل، یہ بھی انھیں مقبول ہوتی نظر نہیں آتی کہ ان کتب وصیغ میں حضور والا دافع البلاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اوصاف عظیمہ جلیلہ ونعوتِ کثیرہ جزیلہ ہیں۔

اور اُن کے امام الطائفہ کا حکم ہے کہ "جو بشر کی سی تعریف ہو اس میں بھی اختصار کرو"[1]

علاوہ ازیں وظیفہ درود میں صدہا بار نام اقدس لینا ہوگا اور اُن کا امام لکھ چکا کہ نام جپنا شرک ہے۔ اب وُہ اپنے امام کی تصریح مانیں یا تمھارے خدا کا اطلاق۔ ہاں اگر انھیں کے امام الطائفہ اور اس کے آباء واجداد واکابر کی تصانیف دکھاؤ تو شاید کچھ کام چلے کہ امام الطائفہ کو کچھ کہیں تو ایمان کی گت بُری بنے اور اس کے اکابر سے مکابر رہیں تو اس سے کیونکر گاڑھی چھنے، ایسی ہی جگہ پر بدلگامی کا قافیہ تنگ ہوتا ہے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا نہ چلنے کی تا۔ ت) مثلاً:

اولاً یوں پوچھئے کہ حیا دارو! صرف اس جرم پر کہ حضرات علمائے دین مصنفین کتب رحمہم اللہ تعالٰی زمانۂ اقدس حضور دافع البلاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نہ تھے انھیں کی کتابیں بدعت اور وہ معاذ اللہ اہلِ بدعت قرار پائیں گے یا یہ حکم امام الطائفہ اور اس کے عمِ نسب و پدرِ شریعت و جدِ طریقت جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور اس کے جدِ نسب وجدِ شریعت وفرجدِ طریقت شاہ ولی اللہ صاحب اور فرجد نسب وتلمذ وجدالجد بیعت شاہ عبدالرحیم صاحب وغیرہم اکابر و عمائد خاندان دہلی کو بھی شامل ہوگا۔ کیا یہ حضرات زمانۂ اقدس میں تھے، کیا ان کی کتابیں جبھی تصنیف ہوئی تھیں، کیا انھوں نے اپنی تصانیف کے خطبوں میں بیسیوں مختلف صیغوں سے جو درود لکھے ہیں سب بعینہا حضور دافع البلاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہیں، اگر ہیں تو بتادو اور نہیں تو کیا ہٹ دھرمی سینہ زوری ہے کہ ان کی تصانیف بدعت اور یہ بدعتی نہ ٹھہریں، کیا وحی باطنی اسمٰعیلی میں یہ حکم تشریعی بھی آچکا ہے کہ یجوز لآبائك مالا یجوز لغیرھم (تیرے آباء کے لئے جائز ہے جو ان کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں۔ ت) ان کا امام صاف صاف لکھ چکا کہ بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادا کو بھی داخل کیا ہے) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریعی اُترتے ہیں وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیرو اور ایک جہت سے خود محقق

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشراک الخ مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۴

www.alahazratnetwork.org

ہوتے ہیں وہ شاگردِ انبیاء بھی ہیں اور ہم استاد انبیاء بھی، وہ مثل انبیاء معصوم ہیں[1] (دیکھو صراط المستقیم مطبع ضیائی میرٹھ ص ۳۸ دو سطر اخیر تا ص ۳۹ سطر ۱۰ و ۱۱ دو سطر اخیر ص ۴۱ سطر ۵ و ۶ تا ص ۴۲ سطر ۲ و ۳ و ۴) گمراہی بددینی کا منہ کالا، پھر نبوت کیا کسی پیڑ کا نام ہے، اللہ کی شان یہ کھلم کھلا اپنے استادوں پیروں کو نبی بنانے والے تو امام اور ائمہ شریعت، اور علمائے سنت اس جرم پر کہ صیغہائے درود مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی کیوں کثرت کی معاذ اللہ بدعتی بدنام۔

ثانیاً یہ قہرمانی حکم صرف حضور دافع البلاء صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود میں ہے یا خاندان امام الطائفہ کے ایجادات میں بھی کہ شاہ صاحب کی قول الجمیل جن کے لئے ضامن وکفیل۔ اسی قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیران ومشائخ کے آدابِ طریقت واشغالِ ریاضت کی نسبت صاف لکھا کہ ہماری صحبت وسلوک آمیزی تو نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک متصل ہے وان لم یثبت تعیین الآداب ولا تلک الاشغال[2] اگرچہ نہ ان خاص آداب کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے نہ ان اشغال کا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ میں فرماتے ہیں:

"اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات اور ہیئات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے۔"[3]

مولوی خرمعلی مصنف نصیحۃ المسلمین نے اسکے ترجمہ شفاء العلیل میں شاہ صاحب کا یہ قول نقل کر کے لکھا ہے:

"یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں۔"[4]

اور سنئے اسی قول الجمیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ قدست اسرارہم میں تصورِ شیخ کی ترکیب لکھی ہے کہ:

---

[1] صراط مستقیم حب ایمانی کا دوسرا ثمرہ کلام کمپنی تیرتھ داس روڈ کراچی ص ۶۵
" (فارسی) " " " المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور " ۳۴

[2] القول الجمیل گیارھویں فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

[3] شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل " " " ص ۵۱

[4] " " " " " " " " " ص ۲

www.alahazratnetwork.org

اذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ماتفید صحبتہ[1]

شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت وتعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔

شفاء العلیل میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا:

"حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے۔"[2]

مکتوبات مرزا صاحب جانجاناں میں ہے (جنھیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ قیم طریقہ احمدیہ داعی سنت نبویہ لکھتے ہیں):

دعائے حزب البحر وظیفہ صبح وشام وختم حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر روز بجہت حل مشکلات باید خواند[3]

دعائے حزب البحر صبح وشام کا وظیفہ اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم کا ختم شریف مشکلات کے حل کے لئے ہر روز پڑھنا چاہئے۔ (ت)

ذرا اس صبح وشام وہر روز کے الفاظ پر بھی نظر رہے کہ وہی التزام ومداومت ہے جسے ارباب طائفہ وجہ ممانعت قرار دیتے ہیں یہاں داعی سنت نے بدعت اور بدعت کا حکم دیا بلکہ اس ختم اور ختم مجددی کی نسبت انھیں مکتوبات میں ہے:

بعد حلقہ صبح لازم گیرد[4]

اس کے بعد صبح کے حلقے کو لازم قرار دے لیں۔ (ت)

انھیں میں ہے:

بعد از حلقہ صبح بران مواظبت نمایند[5]

اس کے بعد صبح کے حلقے کی پابندی کرنی چاہئے۔ (ت)

سب جانے دو خود امام الطائفہ صراط مستقیم میں لکھتا ہے:

اشغال مناسبۂ ہر وقت وریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا می باشد ولہذا محققان

ہر وقت کے مناسب اعمال اور ہر زمانے کے مطابق ریاضتیں مختلف ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ

---

[1] القول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۱ و ۸۲

[2] شفاء العلیل مع قول الجمیل " " " " ۸۰

[3] کلمات طیبات ملفوظات مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی " ۷۴

[4] " " مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں " " " " ۴۲

[5] " "

www.alahazratnetwork.org

ہر وقت از اکابر ہر طریق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بنا علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضاء کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعیین کرد شود[1] الخ۔

اکابر میں سے ہر طریقے کے محققین نے اشغال و اعمال میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی بایں وجہ جو مصلحت دیکھی یا حالات کا تقاضا ہوا اسی لئے اس کتاب کا ایک باب ایسے جدید اشغال کے لئے جو اپنے اپنے وقت کی مناسبت سے شروع کئے گئے متعین کیا گیا ہے۔(ت)

للہ انصاف، یہ لوگ کیوں نہ بدعتی ہوئے۔ اور ذرا تصورِ شیخ کی تو خبریں کہئے جسے جناب شاہ صاحب مرحوم سب راہوں سے قریب تر راہ بتا رہے ہیں، یہ ایمان تقویۃ الایمان پر ٹھیٹ بت پرستی تو نہیں یا یہ حضرات شریعت باطنہ اسمٰعیلی سے مستثنٰی ہیں۔

ثالثاً بھلا حضور اقدس دافع البلاء مانع العطا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا تو معاذ اللہ شرک ہوا اب جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی خبر لیجئے وہ اپنے قصیدۂ نعتیہ اطیب النغم اور اس کے ترجمہ میں کیا بول بول رہے ہیں:

بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ جائے دست اندوہگین است در ہر شدتے[2]

ہمیں نظر نہیں آتا مگر آں حضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر مصیبت کے وقت غمخواری فرماتے ہیں۔(ت)

پھر کہا:

جائے پناہ گرفتن بندگان وگریزگاہ ایشاں در وقت خوف روزِ قیامت[3]

حضور قیامت کے دن خوفزدوں اور خوف سے بھاگنے والوں کی جائے پناہ ہیں (ت)

پھر کہا:

نافع ترین ایشانست مردماں را نزدیک ہجوم حوادث زماں[4]

زمانہ کے ہجوم کے وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہیں۔(ت)

---

[1] صراط مستقیم مقدمۃ الکتاب المکتبۃ السلفیۃ لاہور ص ۷ و ۸

[2] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل اول تحت شعر معتصم المکروب فی کل غزوۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴

[3] " " " " فصل دوم " ملاذ عباد اللہ ملجاء خوفہم " " " "

[4] " " " " فصل چہارم " واحسن خلق اللہ خلقا وخلقہ " " " ۶

www.alahazratnetwork.org

پھر کہا:

اے بہترین خلق خدا و اے بہترین عطا کنندہ و اے بہترین کسیکہ امید او داشتہ شود برائے ازالہ مصیبتے۔[1]

اے خلقِ خدا میں بہترین، اے بہترین عطا والے اور اے بہترین شخصیت، اور مصیبت کے وقت امیدوار کی مصیبت کو ٹالنے والے۔ (ت)

پھر کہا:

تو پناہ دہندۂ از ہجوم کردن مصیبتے۔[2]

آپ مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں۔ (ت)

اپنے دوسرے قصیدۂ نعتیہ ہمزیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

آخر حالت مادح آنحضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم را وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا آنست کہ ندا کند خوار و زار شدہ باخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق اے رسول خدا عطائے ترا میخواہم روزِ حشر (الٰی قولہ) توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست رو آوردن من و بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتن من[3] اھ ملخصًا۔

حضور کی تعریف کرنے والا جب اپنی نارسائی کا احساس کرے تو حضور کو نہایت عاجزی اور اخلاص سے پکارے اور فریاد کرے اور حضور کی پناہ اس طرح چاہے کہ اے خدا کے رسول قیامت کے دن تیری عطا چاہتا ہوں تو ہی میری ہر بلا کی پناہ ہے۔ جبھی تو میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تجھ سے پناہ کا طلب گار ہوں اور میری امیدیں تجھ سے ہی وابستہ ہیں اھ ملخصا۔ (ت)

یہی شاہ صاحب ہمعات میں زیر بیان نسبت اویسیہ لکھتے ہیں:

از ثمرات ایں نسبت رویت آں جماعت ست در منام و فائدہا ایشاں یافتن و در مہالک و مضائق صورت آں جماعت پدید آمدن و

اس نسبت کے ثمرات یہ ہیں کہ اس جماعت (اویسیہ) کی زیارت خواب میں ہوجاتی ہے اور ہلاکت و تنگی کے اوقات میں وہ جماعت

---

[1] اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم تحت شعر وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲

[2] " " " " " " وانت مجیری من ہجوم ملمۃ الخ " " " " " "

[3] " " " " " فصل ششم " اشعار و آخر ما لما دحہ الخ " " " ص ۳۳، ۳۴

www.alahazratnetwork.org

حل مشکلات وے بآں صورت منسوب شدن[1]۔ ظاہر ہوکر مشکلیں حل فرماتی ہے۔ (ت)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان کے شاگرد رشید اور مرزا صاحب موصوف کے مرید تذکرۃ الموتٰی میں ارواحِ اولیائے کرام قدس اسرارہم کی نسبت لکھتے ہیں:

ارواحِ ایشاں از زمین و آسمان و بہشت ہرجا کہ خواہند میروند و دوستاں و معتقداں را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمناں را ہلاک می سازند[2]

ان کی ارواح زمین و آسمان اور بہشت سے ہرجگہ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے دوستوں اور معتقدوں کی دنیا اور آخرت میں مدد فرماتی ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں (ت)

اور دافع البلاء کس چیز کا نام ہے۔ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے:

نسبتِ ما بجناب امیر المؤمنین علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ میرسد و فقیر را نیاز خاص بآنجناب ثابت ست در وقت عروض عارضۂ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود و سبب حصول شفا میگردد[3]

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے میری نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو آنجناب سے خاص نیاز حاصل ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری جسمانی پیش ہوتی ہے میں آنجناب کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعثِ شفا ہوجاتی ہے۔ (ت)

ذرا اس "نیاز خاص" پر بھی نظر رہے۔ یہی داعی سنّتِ نبویہ فرماتے ہیں:

التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم شد باہیچکس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک بآنحضرت بحالش مبذول نیست[4]

حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں کوئی ان کا مرید ایسا نہیں کہ اس کی طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔ (ت)

ذرا اس عبارت کے تیور دیکھئے اور لفظ مبارک "غوث الثقلین" بھی ملحوظِ خاطر رہے

---

[1] ہمعات ہمعہ ۱۱ اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی حیدرآباد پاکستان ص ۵۹

[2] تذکرۃ الموتٰی مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۱

[3] کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۸

[4] " " " " " " " " " ۸۳

www.alahazratnetwork.org

اس کے یہی معنی ہیں نا کہ انس وجن سب کی فریاد کو پہنچنے والے۔

اور سُنئے یہی نفس زکیہ فرماتے ہیں:

ہمچنیں عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف است مغلاں در صحرا یا وقتِ خواب اسباب واسپانِ خود بحمایت حضرت خواجہ می سپارند وتائیدات از غیب ہمراہ ایشاں می شود[1]

ایسا ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے معتقدین کے حالات میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں چرواہے اور مسافر جنگل میں یا نیند کے وقت اپنے اسباب اور چوپائے گھوڑے وغیرہ حضور خواجہ نقشبند کے سپرد کردیتے ہیں غیبی تائید ان کے ساتھ ہوتی ہے۔(ت)

اب تو شرک کا پانی سر سے اوپر ہوگیا، ایمان سے کہیو تمہارے ایمان پر کتنا بڑا بھاری شرک ہے جس پر مدد غیبی نازل ہوتی اور یہ بات حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے مدائح میں گنی جاتی ہے، خدا کرے اس وقت کہیں تمہیں حدیث اعوذ بعظیم ھٰذا الوادی[2] (میں اس وادی کے حکمران کی پناہ چاہتا ہوں۔ت) یا آیۂ کریمہ کان رجالٌ من الانس یعوذون برجال من الجن[3] (آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے۔ت) یاد آجائے، پھر جناب مرزا صاحب اور ان کے مداح جناب شاہ صاحب کا مزہ دیکھئے، آخر تمہارا امام بھوت پریت جن پری اور اولیاء شہداء سب کو ایک ہی درجہ میں مان رہا ہے، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اکابر اولیاء کا حال بعد انتقال لکھتے ہیں:

دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد واویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطنی از انہا می نمایند وارباب

اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے استغراق کا کمال اور مدارج کے رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے اویسی اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے

---

[1] کلماتِ طیبات ملفوظاتِ مرزا مظہر جانجاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳

[2] المعجم الکبیر حدیث ۴۱۶۶ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۴/ ۲۱۱

المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ ذکر تحریم بن فاتک دارالفکر بیروت ۳/ ۶۲۱

[3] القرآن الکریم ۷۲/ ۶

www.alahazratnetwork.org

حاجات ومطالب حل مشکلات خود ازانہا می طلبند و می یابند[1]

ہیں اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اور حاجت روائی انھیں سے طلب کرتے ہیں اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔(ت)

ذرا یہ "دنیا میں اولیاء کا تصرف بعد انتقال" ملحوظ رہے اور حل مشکل و دفع بلا میں کتنا فرق ہے (یا علی مشکلکشا مشکلکشا)۔

اور تحفہ اثنا عشریہ میں تو اس سے بھی بڑھ کر جانِ نجدیت پر قیامت توڑ گئے، فرماتے ہیں:

حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او در تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است[2] (تحفہ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۳ھ آخر ص ۳۹۶ و اول ۳۹۷)

حضرت امیر یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کی اولاد طاہرہ کو تمام افرادِ امت پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ اور درود و صدقات اور نذر و نیاز انکے نام ہمیشہ کرتے ہیں، چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے۔(ت)

کیوں صاحبو! یہ کتنے بُرے شرکہائے اکبر و اعظم ہیں کہ شاہ صاحب جن پر اجماعِ امت بتا رہے ہیں، اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امتِ مرحومہ کو معاذ اللہ امتِ ملعونہ لقب دیجئے بھلا دفع بلا بھی امورِ تکوینیہ میں ہے یا نہیں جو دامنِ پاک حضرت مولیٰ علی و اہلبیت کرام سے وابستہ ہے صلی اللہ تعالٰی علٰی سیدھم و مولاھم و علیھم و بارک وسلم۔

طرفہ تر سُنئے، شاہ ولی اللہ صاحب کے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے روشن کہ شاہ صاحب والامناقب اور ان کے بارہ[۱۲] اساتذۂ علمِ حدیث و مشائخِ طریقت جن میں مولانا ابو طاہر مدنی اور اُن کے والد و استاذ و پیر مولانا ابراہیم کُردی اور ان کے استاد مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاد مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی وغیرہم اکابر داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسلِ حدیث انھیں علماء سے ہیں جو اہرِ خمسہ حضرت شاہ محمد غوث

---

[1] تفسیر فتح العزیز تحت آیۃ ۸۴/۱۸ مطبع مسلم بکڈپو لال کنواں دہلی پارہ عم ص ۲۰۶

[2] تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

www.alahazratnetwork.org

گوالیاری علیہ الرحمۃ الباری وخاص دعائے سیفی کی اجازتیں لیتے اور اپنے مریدین ومعتقدین کو اجازت دیتے۔ اعمالِ جواہرِ خمسہ ودعائے سیفی کا زمانۂ اقدس حضور دافع البلاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت، اور اس وجہ سے ان صاحبوں کا بدعتی ومروّج بدعت قرار پانا درکنار، اسی جواہرِ خمسہ کی سیفی میں وہ جوہر دارِ سیف خونخوار، جسے دیکھ کر وہابیت بیچاری اپنا جوہر کرنے کو تیار، وہ کیا کہ نادعلی کہ ایمان طائفہ پر شرکِ جلی۔ جواہرِ خمسہ میں ترکیب دعائے سیفی میں فرمایا:

نادعلی ہفت بار یا سہ بار یا یک بار بخواند و آں ایں ست نادعلیاً مظہرِ العجائب، تجدہ عوناً لك فی النوائب، کل ھمٍ وغمٍ سینجلی بولایتك یا علیُّ یا علیُّ یا علیُّ[1]

نادعلی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھنا چاہئے، اور وہ یہ ہے: علی (رضی اللہ عنہ) کو پکار جن کی ذاتِ پاک مظہرِ عجائب ہے، جب تو انھیں پکارے گا انھیں مصائب وافکار میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی وغم فوراً دور ہوجاتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی (ت)

یعنی پکار علی مرتضٰی (کرم اللہ وجہہ) کو کہ مظہرِ عجائب ہیں تو انھیں اپنا مددگار پائے گا مصیبتوں میں، سب پریشانی وغم اب دُور ہوتے جاتے ہیں حضور کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی۔

ذرا اب شرکِ طائفہ کا مول تول کیجئے، اس نفیس سند کی قدر سے تفصیل درکار ہو تو فقیر کے رسائل "انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار"[1] و "حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات"[2] و "انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ"[3] ملاحظہ ہوں۔ ہے یہ کہ ان خاندانی اماموں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے وللہ الحمد۔

ف۱: رسالہ انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور جلد ہفتم میں صفحہ ۵۶۹ پر موجود ہے۔

ف۲: رسالہ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد نہم میں صفحہ ۶۷۵ پر موجود ہے۔

ف۳: رسالہ انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد ۲۹ میں صفحہ ۵۴۹ پر موجود ہے۔

[1] جواہرِ خمسہ مترجم اردو مرزا محمد بیگ نقشبندی دارالاشاعت کراچی ص ۲۸۲ و ۴۵۳

www.alahazratnetwork.org

کیوں صاحبو! یہ سب حضرات بھی ایمان طائفہ پر مشرک، بے ایمان، واجب العذاب، مستحیل الغفران تھے یا تقویۃ الایمان کی آیتیں حدیثیں امام الطائفہ کا کنبہ چھوڑ کر باقی علمائے اہلسنت ہی کو مشرک بدعتی بنانے کے لئے اتری ہیں۔ اللہ ایمان و حیا بخشے۔ آمین!

غرض ان حضرات کے مقابل شاید ایسے ہی گرم دودھوں سے کچھ کام چلے جنھیں نہ نگلتے بنے نہ اُگلتے۔ وللہ الحجۃ الساطعۃ۔

فائدۂ زاہرہ

خیر، یہ تو اجمالاً ان حضرات کی خدمت گزاری تھی، اور بدعت کی بحث تو علمائے سنّت بہت کتب میں غایت قصوٰی تک پہنچا چکے ومن احسن من فصّلہ وحققہ خاتم المحققین سیدُنا الوالد رضی اللہ عنہ المولی الماجد فی کتابہ الجلیل المفاد "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" (خاتم المحققین سیدنا والد ماجد رضی اللہ عنہ نے اپنی جلیل و مفید کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں اس کی تحسین و تفصیل و تحقیق کی ہے۔ ت) فقیر غفر اللہ تعالٰی نے بھی اپنے رسالہ "اقامۃ القیامۃ علٰی طاعن القیام للنبی تہامہ" وغیرہا رسائل میں بقدر کافی نکات چیدہ گزارش کئے اور اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" وغیرہا میں خاندان مذکور کے بکثرت ایجاد و احداث لکھے کہ اس نو تصنیفی کی صفر اشکنی کو بس ہیں اور حضور دافع البلاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وبا و بلا و قحط و مرض و الم کو دفع فرمانے کے جزئیات و وقائع جو احادیث میں مروی اُن کے جمع کرنے کی ضرورت نہ حصر کی قدرت، اُن میں سے بہت سے بحمد اللہ تعالٰی کتب و خُطبِ عُلماء میں مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکے اور اب جو چاہے کتبِ سیر و خصائص و معجزات مطالعہ کرے۔

نکتۂ جلیلہ کلیہ مگر فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ ایک نکتۂ جلیلہ کلیہ بغایت مفید القا کرے کہ اِن شاء اللہ تعالٰی تمام شرکیاتِ وہابیہ کی بیخ کنی میں کافی و وافی کام دے، مسلمانو! کچھ خبر بھی ہے ان حضرات کا لفظ دافع البلاء اور اس کے مثال کو شرک

ف: رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" فتاوی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد پنجم صفحہ ۴۲۹ پر موجود ہے۔ رسالہ "اقامۃ القیامۃ" جلد ۲۶ ص ۴۹۵ پر موجود ہے۔

www.alahazratnetwork.org

بتانے بلکہ یہ بات بات پر شرک پھیلانے سے اصل مدعا کیا ہے وہ ایک دائے باطنی و مرض خفی ہے کہ اکثر عوام بیچاروں کی نگاہ سے مخفی ہے ان نئے فلسفیوں پرانے فیلسوفوں کے نزدیک شرک امور عامہ سے ہے کہ عالم میں کوئی موجود اس سے خالی نہیں یہاں تک کہ معاذ اللہ حضرات علیہ انبیائے کرام و ملٰئکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تا آنکہ عیاذاً باللہ خود حضرت رب العزۃ و حضور پُرنور سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ، ولہذا امام الطائفہ نے جابجا و بیجا مسائل جی سے گھڑے کہ یہ ناپاک چھینٹا وہاں تک بڑھے، جس کی بعض مثالیں مجموعہ فتاوٰی فقیر "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کی جلد ششم "البارقۃ الشارقہ علی مارقۃ المشارقہ" میں ملیں گی، ان کی تفصیل سے تطویل کی حاجت نہیں، یہ حضرات کہ اس امام کے مقلد ہیں اِنّا علٰی اٰثارھم مقتدون[1] (ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں۔ت) پڑھتے ہوئے اُسی ڈگر ہوتے، یہ حکم شرک بھی اُسی دبی آگ کا دُھواں دے رہا ہے، اجمال سے نہ سمجھو تو مجھ سے مفصل سنو۔

اقول وباللہ التوفیق، نسبت واسناد دو قسم ہے:

حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت سے متصف ہو۔

اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کردیں جیسے نہر کو جاری یا حابس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں، حالانکہ حقیقۃً آب و کشتی جاری و متحرک ہیں۔

پھر حقیقی بھی دو قسم ہے: ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور عطائی کہ دُوسرے نے اُسے حقیقۃً متصف کردیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں، یا نہیں جیسے واسطہ فی الاثبات میں۔ ان سب صورتوں کی اسنادیں تمام محاورات عقلائے جہاں و اہل ہر مذہب وملت و خود قرآن وحدیث میں شائع و ذائع، مثلاً انسان عالم کو عالم کہتے ہیں، قرآن مجید میں جابجا اولوا العلم وعلمٰؤا بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد، یہ حقیقت عطائیہ ہے یعنی بعطائے الٰہی وہ حقیقۃً متصف بعلم ہیں اور مولٰی عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطا کے اپنی ذات سے عالم ہے۔ سخت احمق وہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے۔ وہابیہ کے مسائل شرکیہ استعانت وامداد وعلم غیب و

---

[1] القرآن الکریم ۴۳/ ۲۳

www.alahazratnetwork.org

تصرفات و ندا و سماع فریاد وغیرہا ایسے فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اس بحث شریف میں ایک نفیس رسالہ کی طرح ڈالی ہے اس میں متعلق نزاعات وہابیہ صدہا اطلاقات کو آیات و احادیث سے ثابت اور احکام اسنادات کو مفصل بیان کرنے کا قصد ہے ان شاء اللہ تبارک وتعالٰی حضور پُرنور معطی البہار والسرور، دافع البلاء والشرور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے مخالف متعسف کو یُوں توفیق تصدیق نہ ہو تو فقیر کا رسالہ "سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی" مطالعہ کرے کہ بعونہ تعالٰی تحقیق و توثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان وایقان کے پھول مہکتے، خیر یہاں اس بحث کی تکمیل کا وقت نہیں تنزیلاً یہی سہی کہ احد الامرین سے خالی نہیں نسبت حقیقی عطائی ہے یا ازانجا کہ حضور سبب و وسیلہ و واسطۂ دفع البلاء ہیں لہذا نسبت مجازی، رہی حقیقی ذاتی حاشا کہ کسی مسلمان کے قلب میں کسی غیر خدا کی نسبت اُس کا خطرہ گزرے۔

امام علامہ سیدی تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی (جن کی امامت و جلالت محل خلاف وشبہت نہیں، یہاں تک کہ میاں نذیر حسین دہلوی اپنے ایک مُہری مصدق فتوٰی میں انھیں بالاتفاق امام مجتہد مانتے ہیں) کتاب مستطاب شفاء السقام شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

لیس المراد نسبۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال ھذا لایقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین[1]

یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق و فاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا، تو اس معنے پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

صدقت یا سیدی جزاک اللہ عن الاسلام والمسلمین خیرًا، اٰمین (اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا ہے، اللہ تعالٰی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاءِ خیر عطا فرمائے۔ ت)

فقیر کہتا ہے ایک دفع بلا و امداد و عطا ہی پر کیا موقوف مخلوق کی طرف اصل وجود ہی کی اسناد

---

[1] شفاء السقام الباب الثامن فی التوسل والاستغاثۃ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۷۵

www.alahazratnetwork.org

بمعنی حقیقی ذاتی نہیں پھر عالم کو موجود کہنے میں وہابیہ بھی ہمارے شریک ہیں کیا ان کے نزدیک عالم بذاتہٖ موجود ہے یا جو فسطائیہ کی طرح عقیدہ حقائق الاشیاء ثابتۃٌ (اشیاء کی حقیقت ثابت ہے۔ت) سے منکر ہیں اور جب کچھ نہیں تو کیا ظلم ہے کہ جو محاورے صبح وشام خود بولتے رہیں مسلمانوں کے مشرک بنانے کو اُن کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں، کیا مسلمان پر بدگمانی حرام قطعی نہیں، کیا اس کی مذمت پر آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ صحیحہ ناطق نہیں بلکہ انصاف کی آنکھ کھلی ہو تو اس ادعائے خبیث کا درجہ تو بدگمانی سے بھی گزرا ہوا ہے سُوئے ظن کے لئے اس گمان کی گنجائش تو چاہئے، مسلمان کے بارہ میں ایسے خیال کا احتمال ہی کیا ہے اُس کا موحد ہونا ہی اس کی مراد پر گواہ کافی ہے کما لایخفٰی عند کل من لہ عقلٌ ودینٌ (جیسا کہ کسی صاحبِ عقل و دین پر پوشیدہ نہیں۔ت)

فتاوٰی خیریہ کتاب الایمان میں ہے:

سئل فی رجل حلف انہ لایدخل ھٰذہ الدار الا ان یحکم علیہ الدھر فدخل ھل یحنث اجاب لا وھذا مجاز لصدورہ من الموحد واذا دخل فقد حکم ای قضٰی علیہ رب الدھر بدخولھا وھو مستثنٰی فلا حنث[1] اھ بتلخیص۔

ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک مجھے دہر حکم نہیں دے گا میں اس گھر میں داخل نہیں ہوں گا، اور وہ داخل ہوگیا، کیا وہ قسم توڑنے والا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ تحریر ہے کہ حانث نہیں ہوا، یہ کلمہ مجازی ہے، موحد جو خدا کو ایک مانتا ہے اس سے شرک کا صدور ناممکن ہے۔ جب داخل ہوا تو رب الدہر یعنی خدا کے حکم سے داخل ہوا اس لئے وہ حانث نہیں ہوا اھ ملخصاً (ت)

تو ایسا ناپاک ادعا بدگمانی نہیں صریح افترا ہے، وہ بھی مسلمان پر، وہ بھی کفر کا، مگر قیامت تو نہ آئیگی، حساب تو نہ ہوگا اُن خبائث کے دعووں سے سوال تو نہ کیا جائے گا، مسلمان کی طرف سے لا الٰہ الا اللہ جھگڑتا ہوا تو نہ آئے گا۔ ستمگر! جواب تیار رکھ اس سختی کے دن کا، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2] (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)

---

[1] الفتاوی الخیریۃ کتاب الایمان دار المعرفۃ بیروت ۱/۸۱

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

www.alahazratnetwork.org

بالجملہ اس احتمال کی تو یہاں راہ ہی نہیں بلکہ انھیں دو سے ایک مراد بالیقین یعنی اسناد غیر ذاتی کسی قسم کی ہو اب جو اسے شرک کہا جاتا ہے تو اس کی دو ہی صورتیں متصور بنظر مصداق نسبت یا بنفس حکایت۔

اول یہ کہ غیر خدا کے لئے ایسا اتصاف ماننا ہی مطلقاً شرک اگرچہ مجازی ہو، جس کا حاصل اس مسئلہ میں یہ کہ حضور دافع البلاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم دفعِ بلا کے سبب و وسیلہ و واسطہ بھی نہیں کہ مصداق نسبت کسی طرح متحقق جو غیر خدا کو ایسے امور میں سبب ہی مانے وہ بھی مشرک۔

دوم یہ کہ ایسی نسبت و حکایت خاص بذاتہ احدیت جل وعلا ہے غیر کے لئے مطلقاً شرک اگرچہ اسناد غیر ذاتی مانے، آدمی اگر عقل و ہوش سے کچھ بھی بہرہ رکھتا ہو تو غیر ذاتی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہوگیا کہ جب بعطائے الٰہی مانا تو شرک کے کیا معنے برخلاف اس طاغی سرکش کے جو عقل کی آنکھ پر مکابرہ کی پٹی باندھ کر صاف کہتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے[1] کسی سفیہ مجنوں سے

عہ فرق یہ کہ اول میں حکم منع حکایت بنظر بطلان و عدم مطابقت ہوگا یعنی واقعہ میں موضوع ایسے صفت سے متصف ہی نہیں جو اس حکایت کا مصحح ہو، اور دوم میں حکایت خود ہی محذور رہے گی اگر صادق ہو کہ صدق و صحت اطلاق الزام نہیں،

الا ترٰی انا نؤمن بان محمدًا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعزّ عزیز واجلّ جلیل من خلق اللہ عزوجل ولکن لا یقال محمد عزوجل بل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (ت)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخلوقِ الٰہی میں ہر عزیز سے بڑھ کر عزیز اور ہر جلالت والے سے بڑھ کر جلیل ہیں مگر محمد عزوجل نہیں کہا جاتا بلکہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔

تو درجہ اول میں ہمیں یہ بیان کرنا ہے کہ اسناد غیر ذاتی کا مطلقاً متحقق، اور دوم میں یہ کہ یہ اطلاق یقیناً جائز۔ پُر ظاہر کہ دلائل وجہ دوم سب دلائل وجہ اول بھی ہیں کہ حکایات الٰہیہ و نبویہ قطعاً صادق۔ لہٰذا ہم انھیں جانب کثرت بقلت توجہ کریں گے نصوص وجہ ثانی بکثرت لائیں گے وباللہ التوفیق ۱۲ منہ دامت فیوضہ۔

---

[1] تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷

www.alahazratnetwork.org

کیا کہا جائے گا کہ صفتِ الٰہی بعطائے الٰہی نہیں تو جو بعطائے الٰہی ہے صفتِ الٰہی نہیں، تو اس کا اثبات اصلاً کسی صفتِ الٰہی کا اثبات بھی نہ ہوا نہ کہ خاص صفت ملزومۂ الوہیت کا کہ شرک ثابت ہو بلکہ یہ تو بالبداہۃ صفت ملزومۂ عبدیت ہوئی کہ بعطائے غیر کسی صفت کا حصول تو بندہ ہی کے لئے معقول تو اس کا اثبات صراحتاً عبدیت کا اثبات ہوا نہ کہ معاذاللہ الوہیت کا، ایک یہی حرف تمام شرکیاتِ وہابیہ کو کیفرِ چشانی کے لئے بس ہے، مگر مجھے تو یہاں وہ بات ثابت کرنی ہے جس پر میں نے یہ تمہید اٹھائی ہے یعنی ان صاحبوں کا حکمِ شرک اللہ و رسول تک متعدی ہونا، ہاں اس کا ثبوت لیجئے ابھی بیان کر چکا ہوں کہ اس حکمِ ناپاک کے لئے دو ہی وجہیں متصور، ان میں سے جو وجہ لیجئے ہر طرح یہ حکم معاذاللہ اللہ و رسول تک منجر، جل جلالہٗ و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

---

www.alahazratnetwork.org

باب اوّل

وجہ اول پر نصوص سُنئے اس میں چھ آیتیں اور ساٹھ حدیثیں، جملہ چھیاسٹھ ۶۶ نص ہیں۔

فصل اوّل آیاتِ کریمہ میں

آیت ۱: قال اللہ عزوجل:

وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم[1]

اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب! تو ان میں تشریف فرما ہے۔

سبحان اللہ! ہمارے حضور دافع البلاء صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کفار پر سے بھی سبب دفعِ بلا ہیں پھر مسلمانوں پر تو خاص رؤف ورحیم ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

آیت ۲:

وماارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین[2]

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

پُر ظاہر کہ رحمت سبب دفع بلا و زحمت (خوب ظاہر ہے کہ رحمت سبب ہے مصیبت و زحمت کی دوری کا۔ت)

آیت ۳:

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما[3]

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی مانگیں اُن کے لئے رسول، تو بیشک اللہ کو توبہ کرنے والا مہربان پائیں۔

آیۂ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پُر نور عفوٌ غفور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی

---

[1] القرآن الکریم ۸/۳۳
[2] " ۲۱/۱۰۷
[3] " ۴/۶۴

www.alahazratnetwork.org

بارگاہ میں حاضری سببِ قبولِ توبہ و دفعِ بلائے عذاب ہے بلکہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلا و عذاب کہ رب العزت قادر تھا یونہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ توبہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴:

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع[1]

اگر اللہ تعالیٰ آدمیوں کو آدمیوں سے دفع نہ فرمائے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہ ڈھادی جائے۔

معلوم ہوا کہ مجاہدین آلہ و واسطۂ دفعِ بلا ہیں۔

آیت ۵:

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العٰلمین[2]

اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عزوجل کا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہو جاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔

ائمہ مفسرین فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سبب کافروں اور نیکوں کے باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

آیت ۶:

ولولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنٰت لم تعلموھم ان تطؤھم فتصیبکم منھم معرۃ بغیر علم لیدخل اللہ فی رحمتہ من یشاء لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما[3]

اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمھیں خبر نہیں کہیں تم انھیں روند ڈالو تو اُن سے تمھیں انجانی میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے، وہ اگر الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/۴۰
[2] " ۲/۲۵۱
[3] " ۴۸/۲۵

www.alahazratnetwork.org

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عُمرے کے لئے مکہ معظمہ تشریف لائے ہیں اور کافروں نے مقام حدیبیہ میں روکا شہر میں نہ جانے دیا صلح پر فیصلہ ہوا ظاہر کی نظر میں اسلام کے لئے ایک دبتی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں ایک بڑی فتح نمایاں تھی جسے اللہ عزوجل نے انا فتحنا لك فتحا مبینا (بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔ت) فرمایا اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیت نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں داخلِ مکہ نہ ہونے دینے میں کئی حکمتیں تھیں مکہ معظمہ میں بہت مرد وعورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جن کی تمہیں خبر نہیں تم قہراً جاتے تو وہ بھی تیغ وبند کے روندنے میں آجاتے اور اُن کے سوا بھی وہ لوگ ہیں جو ہنوز کافر ہیں اور عنقریب اللہ تعالٰی انھیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا اُن کا قتل منظور نہیں ان وجوہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل وقہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہوجاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ کیسا صریح روشن نص ہے کہ اہلِ اسلام کے سبب کافروں پر سے بھی بلا دفع ہوتی ہے وللہ الحمد۔

فصل دوم احادیث عظیمہ میں

حدیث ۱: کہ رب العزت جل وعلا فرماتا ہے:

انی لاَھم باھل الارض عذابا فاذا نظرت الی عُمّار بیوتی والمتحابین فیّ والمستغفرین بالاسحار صرفت عنھم۔ البیھقی فی الشعب عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان اللہ تعالٰی یقول الحدیث[2]

میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میرے گھر آباد کرنے والے اور میرے لئے باہم محبت رکھنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں اپنا غضب ان سے پھیر دیتا ہوں۔ (بیہقی نے شعب الایمان میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کہ فرمایا اللہ تعالٰی یہ حدیث بیان فرماتا ہے۔ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴۸/ ۱

[2] شعب الایمان حدیث ۹۰۵۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۵۰۰

کنز العمال ۲۰۳۴۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/ ۵۷۹

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۲: کہ حضور دافع البلا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا عباد اللہ رکع وصبیۃ رضع وبھائم رتع تصب علیکم العذاب صبا ثم رض رضا۔ الطبرانی[1] فی الکبیر والبیھقی فی السنن عن مسافع الدیلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اگر نہ ہوتے اللہ تعالٰی کے نمازی بندے اور دُودھ پیتے بچے اور گھاس چرتے چوپائے تو بیشک عذاب تم پر برسنتی ڈالا جاتا پھر مضبوط و محکم کردیا جاتا (طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن میں مسافع الدیلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان اللہ تعالٰی لیدفع بالمسلم الصالح عن مائۃ اھل بیت من جیرانہ البلاء۔

بیشک اللہ عزوجل نیک مسلمان کے سبب اُس کے ہمسائے میں سَو گھروں سے بلا دفع فرماتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے یہ حدیث روایت فرماکر آیہ کریمہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض تلاوت کی۔

رواہ عنہ الطبرانی فی الکبیر[2] وعبداللہ بن احمد ثم البغوی فی المعالم۔

طبرانی نے کبیر میں ابن عمر سے اور عبداللہ بن احمد پھر بغوی نے معالم میں اس کو روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کل یوم سبعًا وعشرین مرۃ کان من الذین یستجاب

جو ہر روز ستائیس ۲۷ بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو جن کی دُعا قبول ہوتی ہے

---

[1] السنن الکبرٰی للبیھقی کتاب صلوٰۃ الاستسقاء باب استحباب الخروج الخ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن ۳/ ۳۴۵
المعجم الکبیر حدیث ۷۸۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/ ۳۰۹

[2] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۷۷
الترغیب والترھیب بحوالہ الطبرانی الترھیب من اذی الجار حدیث ۳۹ مصطفی البابی مصر ۳/ ۳۶۳
الدر المنثور تحت الآیۃ ۲/ ۲۵۱ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۷۲۶

www.alahazratnetwork.org

لہم ویرزق بہم اھل الارض۔ الطبرانی فی الکبیر[1] عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند جید۔

اور ان کی برکت سے تمام اہلِ زمین کو رزق ملتا ہے (طبرانی نے کبیر میں ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند جید کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

حدیث ۵: فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم۔ البخاری[2] عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

کیا تمہیں مدد و رزق کسی اور کے سبب بھی ملتا ہے سوائے اپنے ضعیفوں کے۔ (بخاری نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان اللہ ینصر القوم باضعفھم۔ الحارث فی مسندہ[3] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

بیشک اللہ تعالٰی قوم کی مدد فرماتا ہے اُن کے ضعیف تر کے سبب۔ حارث نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۷: زمانۂ اقدس میں دو بھائی تھے ایک کسب کرتے، دوسرے خدمت والائے حضور دافع البلاء صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوتے۔ کمانے والے ان کے شاکی ہوئے، فرمایا،

لعلک ترزق بہ۔ الترمذی[4] وصححہ والحاکم عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت سے رزق ملے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔ اور حاکم نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

---

[1] کنز العمال حدیث ۲۰۶۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۴۷۶

[2] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من استعان بالضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۰۵

[3] کنز العمال حدیث ۱۰۸۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/۳۵۷

الجامع الصغیر " ۵۱۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۷

[4] سنن الترمذی کتاب الزہد حدیث ۲۳۵۲ دار الفکر بیروت ۴/۱۵۴

المستدرک للحاکم کتاب العلم خطبۃ صلے اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع " " ۱/۹۴

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۸ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

الابدال فی امتی ثلثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون۔ الطبرانی[1] فی الکبیر عن عبادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ صحیح۔

ابدال میری امت میں تیس ہیں انھیں سے زمین قائم ہے انھیں کے سبب تم پر مینہ اُترتا ہے انھیں کے باعث تمھیں مدد ملتی ہے (طبرانی نے کبیر میں عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسندِ صحیح روایت کیا۔ ت)

حدیث ۹ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتا ہے اللہ تعالٰی اس کے بدلے دوسرا قائم کرتا ہے۔

یُسقٰی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب۔ احمد[2] عن علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ بسندٍ حسنٍ۔

انھیں کے سبب مینہ دیا جاتا ہے، انھیں سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے، انھیں کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے (امام احمد نے حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے بسندِ حسن روایت کیا۔ ت)

دُوسری روایت یوں ہے :

یُصرف عن اھل الارض البلاء والغرق۔ ابن عساکر[3] رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

انھیں کے سبب اہلِ زمین سے بلاء اور غرق دفع ہوتا ہے (ابن عساکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰ : فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

---

[1] کنز العمال بحوالہ عبادۃ بن الصامت حدیث ۳۴۵۹۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۸۶
مجمع الزوائد باب ماجاء فی الابدال الخ دار الکتاب بیروت ۱۰/ ۶۳
الجامع الصغیر بحوالہ الطبرانی عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۳۰۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۸۲

[2] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۱۲

[3] تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء ان بالشام یکون الابدال دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۱۳

www.alahazratnetwork.org

ابدال شام میں ہیں،

بھم ینصرون وبھم یرزقون۔ الطبرانی فی الکبیر[1] عن عوف بن مالک وفی الاوسط عن علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما کلاھما بسند حسن۔

وہ انھیں کی برکت سے مدد پاتے ہیں اور انھیں کی وسیلہ سے رزق۔ (طبرانی نے کبیر میں عوف بن مالک سے اور اوسط میں علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دونوں میں بسندِ حسن روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۱: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لن تخلوَ الارض من اربعین رجلا مثل ابراھیم خلیل الرحمٰن فیھم تسقون و بھم تنصرون۔ الطبرانی فی الاوسط[2] عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ حسنٍ۔

زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس اولیاء سے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرتو پر ہوں گے، انھیں کے سبب تمھیں مینہ ملے گا اور انھیں کے سبب مدد پاؤ گے (طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لن یَخلوَ الارض من ثلٰثین مثل ابراھیم بھم تغاثون وبھم ترزقون وبھم تمطرون۔ ابن حبان[3] فی تاریخہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والثناء سے خُو بُو میں مشابہت رکھنے والے تیس۳۰ شخص زمین پر ضرور رہیں گے، انھیں کی بدولت تمھاری فریاد سُنی جائے گی اور انھیں کے سبب رزق پاؤ گے اور انھیں کی برکت سے مینہ دیے جاؤ گے (ابن حبان نے اپنی تاریخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

---

[1] المعجم الکبیر عن عوف بن مالک حدیث ۱۲۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۸/ ۶۵

[2] المعجم الاوسط حدیث ۴۱۱۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/ ۶۵

کنز العمال " ۳۴۶۰۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۸۸

[3] کنز العمال بحوالہ حب فی تاریخہ عن ابی ہریرۃ حدیث ۳۴۶۰۲ " " " ۱۲/ ۱۸۷

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لایزال اربعون رجلاً من امتی قلوبھم علٰی قلب ابراھیم یدفع اللہ بھم عن اھل الارض یقال لھم الابدال۔ ابونعیم فی الحلیۃ[1] عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ اُن کے دل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر ہوں گے اللہ تعالٰی اُن کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کرے گا ان کا لقب ابدال ہوگا (ابونعیم نے حلیہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لایزال اربعون رجلا یحفظ اللہ بھم الارض کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ اٰخر وھم فی الارض کلھا۔ الخلال[2] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے اللہ تعالٰی زمین کی حفاظت لے گا جب اُن میں کا ایک انتقال کرے گا اللہ تعالٰی اسکے بدلے دوسرا قائم فرمائیگا، اور وہ ساری زمین میں ہیں۔ (خلال نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

بیشک اللہ تعالٰی کے لئے خلق میں تین سو اولیاء ہیں کہ ان کے دل قلبِ آدم پر ہیں، اور چالیس کے دل قلبِ موسٰی، اور سات کے قلب ابراہیم، اور پانچ کے قلب جبریل، اور تین کے قلب میکائیل، اور ایک کا دل قلبِ اسرافیل پر ہے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ جب وہ ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے، اور جب اُن میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا عام مسلمین سے،

---

[1] حلیۃ الاولیاء ترجمہ زید بن وہب ۲۶۳ دار الکتاب العربی بیروت ۴/۱۷۳
کنز العمال بحوالہ طب عن ابن مسعود حدیث ۳۴۶۱۲ موسسۃ الرسالہ " ۱۲/۱۹۰

[2] " " الخلال عن ابن عمر " ۳۴۶۱۴ " " " ۱۲/۱۹۱

www.alahazratnetwork.org

فیھم یحیی ویمیت ویمطر و ینبت ویدفع البلاء۔ ابونعیم فی الحلیۃ[1] وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

انھیں تین سو چھپن[۳۵۶] اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات موت، مینہ کا برسنا، نباتات کا اُگنا، بلاؤں کا دفع ہونا ہُوا کرتا ہے (ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

قرء القراٰن ثلٰثۃ (فذکر الحدیث الی اَنْ قال) ورجل قرأ القراٰن فوضع دواء القراٰن علٰی داءِ قلبہ فاسھر بہ لیلہ واظمأ بہ نھارہ وقاموا فی مساجدھم واجبوا بہ تحت برانسھم فھٰؤلاء یدفع اللہ بھم البلاء ویزیل من الاعداء وینزل غیث السماء فواللہ ھٰؤلاء من قُرّاء القراٰن اعزّ من الکبریت الاحمر۔ ابن حبان[2] فی الضعفاء وابونصر السجزی فی الابانۃ والدیلمی عن بریدۃ رضی اللہ

تین قسم کے آدمیوں نے قرآن پڑھا (دو قسمیں دنیا طلب و قاری بے عمل بیان کر کے فرمایا) ایک وہ شخص جس نے قرآن عظیم پڑھا اور دوا کو اپنے دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس نے اپنی رات جاگ کر اور اپنا دن پیاس یعنی روزے میں کاٹا اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نماز میں قیام کیا اور اپنی زاہدانہ ٹوپیاں پہنے نرم آواز سے اس کے پڑھنے میں روئے، تو یہ لوگ وہ ہیں جن کے طفیل میں اللہ تعالٰی بلا کو دفع فرماتا اور دشمنوں سے مال و دولت و غنیمت دلاتا اور آسمان سے مینہ برساتا ہے خدا کی قسم قاریانِ قرآن میں ایسے لوگ گوگردِ سُرخ سے بھی کمیاب تر ہیں۔ (ابن حبان نے الضعفاء میں اور ابونصر سجزی نے ابانۃ میں اور دیلمی نے حضرت بریدہ رضی اللہ

---

[1] حلیۃ الاولیاء مقدمۃ الکتاب دار الکتاب العربی بیروت ۱/۹
تاریخ دمشق الکبیر باب ما جاء ان بالشام یکون الخ دار احیاء التراث العربی ۱/۲۲۳
[2] شعب الایمان حدیث ۲۶۲۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۵۳۱ و ۵۳۲
کنز العمال بحوالہ حب فی الضعفاء وابی نصر السجزی الخ حدیث ۲۸۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۶۲۳

www.alahazratnetwork.org

تعالٰی عنہ و رواہ البیھقی فی الشعب عن الحسن البصری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تعالٰی عنہ سے اور بیہقی نے شعب میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۷: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

النجوم اَمَنَۃ للسماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ماتُوعدُ، وانا اَمنۃ لاصحابی فاذا ذھبت اتی اصحابی مایوعدون، واصحابی اَمنۃ لِاُمّتی فاذا ذھب اصحابی اَتٰی امتی مایُوعدون۔

ستارے امان ہیں آسمان کے لئے، جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وُہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی شق ہونا فنا ہوجانا۔ اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا اُن سے وعدہ ہے یعنی مشاجرات۔ اور میرے صحابہ امان ہیں میری اُمت کے لئے، جب میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئیگا جس کا اُن سے وعدہ ہے یعنی ظہورِ کذب و مذاہبِ فاسدہ وتسلطِ کفار۔

صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے۔ (ت)

احمد[1] ومسلم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

امام احمد ومسلم نے حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۸ و ۱۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

النجوم امانٌ لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی[2]۔

ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے پناہ۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب بیان ان بقاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم امان لاصحابہ قدیمی کتبخانہ کراچی ۲/ ۳۰۸
مسند احمد بن حنبل عن ابی موسی الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۹۹

[2] الصواعق المحرقۃ باب الامان ببقائھم دار الکتب العلمیۃ " ص ۳۵۱

www.alahazratnetwork.org

اقول اگر اہلبیت کرام میں تعمیم ہو جیسا کہ ظاہر حدیث ہے تو غالباً یہاں ہلاک مطلق و ارتفاع قرآن عظیم و ہدم کعبہ معظمہ و ویرانیِ مدینہ طیبہ سے پناہ مراد ہو کہ جب تک اہل بیت اطہار رہیں گے یہ جانگزا بلائیں پیش نہ آئیں گی۔ واللہ ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اور بر تقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو،

کما فی روایۃ ابویعلٰی فی مسندہ عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن والحاکم فی المستدرک وصححہ وتعقب عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ولفظہ النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھل بیتی امان لاُمتی من الاختلاف[1] الحدیث۔

جیسا کہ مسندِ ابویعلٰی کی روایت میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسندِ حسن ہے۔ اور حاکم نے مستدرک میں اسے روایت کیا اور اسکی تصحیح کی اور ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کی پیروی کی، ان کے الفاظ یہ ہیں، ستارے زمین والوں کے لئے غرق ہونے سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے اختلاف سے امان ہیں، الحدیث۔ (ت)

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اھل بیتی امان لامتی فاذا ذھب اھل بیتی اتاھم ما یوعدون۔ الحاکم[2] وتعقب عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میرے اہلبیت میری اُمت کے لئے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آئیگا جو اُن سے وعدہ ہے (حاکم نے روایت کی اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی پیروی کی۔ ت)

حدیث ۲۱: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کہ انھوں نے فرمایا:

کان من دلالات حمل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کل دابۃ کانت لقریش نطقت تلک

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حمل مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اُس رات کلام کیا اور کہا ربِّ کعبہ کی

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اہل بیتی امان لامتی دارالفکر بیروت ۳/ ۱۴۹

[2] " "

www.alahazratnetwork.org

اللیلۃ وقالت حُمِل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورب الکعبۃ وھو امان الدنیا وسراج اھلھا[1]۔

قسم! رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہلِ عالم کے سورج ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۲۲ و ۲۳: کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اُطلبوا الحوائج الٰی ذوی الرحمۃ من امتی ترزقوا وفی لفظٍ اُطلبوا الفضل عند الرحماء من اُمتی تعیشوا فی اکنافھم فانّ فیھم رحمتی وفی لفظٍ اطلبوا الفضل من الرحماء وفی روایۃٍ اُخرٰی اطلبوا المعروف من رحماء امتی تعیشوا فی اکنافھم۔ العقیلی[2] والطبرانی فی الاوسط باللفظ الاول وابن حبان والخرائطی والقضاعی وابوالحسن الموصلی والحاکم فی التاریخ[3] بالثانی والعقیلی بالثالث کلھم عن سعید[4] الخدری والاخری للحاکم فی المستدرک[5] عن علی[6] المرتضی رضی اللہ

میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پاؤ گے۔ اور ایک روایت میں ہے ان سے فضل طلب کرو ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے میرے رحمدل امتیوں سے بھلائی چاہو ان کی پناہ میں چین سے رہو گے۔ عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں بلفظ اول اور ابن حبان، خرائطی، قضاعی، ابوالحسن موصلی اور حاکم نے تاریخ میں بلفظ دوم جبکہ عقیلی نے بلفظ سوم روایت کیا ہے۔ ان سب نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور مستدرک حاکم میں دوسری روایت میں بروایت علی رضی اللہ تعالٰی

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/۴۷

[2] کنز العمال بحوالہ عق، طس عن ابی سعید حدیث ۱۶۸۰۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۵۱۸

الجامع الصغیر " " " " ۱۱۰۶ دارالکتب العلمیہ " ۱/۷۲

[3] " " بحوالہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق " ۱۱۱۴ " " " ۱/۷۲

کنز العمال بحوالہ " " " " ۱۶۸۰۹ مؤسسۃ الرسالہ " ۶/۵۱۹

[4] المستدرک للحاکم کتاب الرقاق اہل المعروف فی الدنیا الخ دارالفکر " ۴/۳۲۱

کنز العمال حدیث ۱۶۸۰۷ مؤسسۃ الرسالہ " ۶/۵۱۹

www.alahazratnetwork.org

تعالٰی عنہما۔ عنہ ہے۔ (ت)

حدیث ۲۴ تا ۳۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اُطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ[1] بھلائی اور اپنی حاجتیں خوشرویوں سے مانگو۔

ع کہ معنی بود و صورت خوب را

کہ یہ خوش رُو حضرات اولیائے کرام ہیں کہ حُسنِ ازلی جن سے محبت فرماتا ہے،

من کثرت صلٰوتہٗ باللیل حسّن وجہہ بالنہار[2] (جو رات کو کثرت سے نماز پڑھتا ہے اللہ تعالٰی اس کے چہرے کو دن کی روشنی جیسا حُسن عطا کردیتا ہے۔ ت)

اور جود کامل وسخائے شامل بھی انھیں کا حصہ کہ وقتِ عطا شگفتہ رُوئی جس کا ادنٰی ثمرہ۔

الطبرانی[1] فی الکبیر عن ابن عباس بھٰذا اللفظ والعقیلی والخطیب و تمام الرازی فی فوائدہ والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان عنہ، وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج والعقیلی والدارقطنی فی الافراد والطبرانی فی الاوسط وتمام والخطیب فی روایۃ مالک عن ابی ھریرۃ، وابن عساکر و الخطیب فی تاریخہما عن انس بن مالک، والطبرانی فی الاوسط والعقیلی والخرائطی فی اعتلال القلوب وتمام وابوسہل وعبدالصمد بن

طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ان ہی لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عقیلی، خطیب، تمام رازی اپنی فوائد میں، طبرانی کبیر میں اور بیہقی شعب الایمان میں ان ہی سے راوی ہیں۔ ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں، عقیلی و دارقطنی نے افراد میں، طبرانی نے اوسط میں، تمام اور خطیب نے بواسطہ مالک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ابن عساکر اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے اوسط میں، عقیلی وخرائطی نے اعتلال القلوب میں، تمام و ابوسہل اور عبدالصمد بن

---

[1] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۱۱۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۸۱

[2] کنز العمال حدیث ۲۱۳۹۴ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۷/ ۷۸۳

www.alahazratnetwork.org

عبد الرحمٰن البزّار فی جُزئه وصاحب المهرانیات فیها عن جابر بن عبد اللہ، وعبد بن حُمَید فی مسندہ وابن حبان فی الضعفاء وابن عدی فی الکامل و السلفی فی الطیوریات عن ابن عمر، وابن النجار فی تاریخه عن امیر المؤمنین علی، والطبرانی فی الکبیر عن ابی خُصَیفة وتمام عن ابی بکرة، والبخاری فی التاریخ و ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج، و ابو یَعلٰی فی مسندہ، والطبرانی فی الکبیر والعُقَیلی والبیهقی فی شعب الایمان وابن عساکر عن ام المؤمنین الصدیقة کلّهم بلفظ اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ[1]، کما

عبد الرحمٰن بزار نے اس کو اپنی جزء میں اور صاحبِ مہرانیات نے مہرانیات میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ جبکہ عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، ابن حبان نے ضعفاء میں، ابن عدی نے کامل میں اور سلفی نے طیوریات میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ابن نجار نے اپنی تاریخ میں امیر المومنین علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے کبیر میں ابو خصیفہ سے اور تمام نے ابوبکرہ سے روایت کیا۔ بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں، ابو یعلٰی نے اپنی مسند میں، طبرانی نے کبیر میں، عقیلی و بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے بایں الفاظ ذکر کیا ہے کہ "خوش رویوں سے بھلائی طلب کرو" جیسا کہ

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین کتاب الصبر والشکر بیان حقیقۃ النعمۃ واقسامہا دار الفکر بیروت ۹/ ۹۱

کشف الخفاء تحت الحدیث ۳۹۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۲۲ و ۱۲۳

تاریخ بغداد ذکر مشائخ الاسماء دار الکتاب بیروت ۴/ ۱۸۵

" ترجمہ ایوب بن الولید ۳۴۸۳ " " " ۷/ ۱۱

" " عبد الصمد بن احمد ۵۷۲۲ " " " ۱۱/ ۴۳

" " عصمۃ بن محمد الانصاری ۷۱۴۱ " " " ۱۳/ ۱۵۸

الضعفاء الکبیر حدیث ۱۳۶۶ دار الکتب العلمیۃ " ۳/ ۳۴۰

شعب الایمان تحت الحدیث ۳۵۴۳ " " " " ۳/ ۲۷۹

(باقی بر صفحہ آئندہ)

www.alahazratnetwork.org

عند الاکثر او التمسوا[1] کما لتمام عن ابن عباس والخطیب عن انس والطبرانی عن ابی خصیفۃ او ابتغوا[2] کما للدارقطنی عن ابی ھریرۃ ولفظہ عند ابن عدی عن ام المؤمنین اطلبوا الحاجات وھو فی کامل[3] والبیھقی فی شعب

اکثر کے نزدیک ہے۔ یا اُطلبوا کی جگہ التمسوا ہے جیسا کہ تمام نے ابن عباس، خطیب نے حضرت انس اور طبرانی نے ابوخصیفہ سے روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ یا لفظ ابتغوا ہے جیسا کہ دارقطنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔ ابن عدی کی کامل میں بروایت ام المومنین حدیث کے الفاظ یوں ہیں کہ "اپنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

موسوعۃ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۳ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۲/۵۱
کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۶۷۹۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۵۱۶
الجامع الصغیر " " " ۴۴ دار الکتب العلمیۃ " ۱/۹
" " " تخ " ۱۱۰۷ " " " ۱/۷۲
المعجم الاوسط عن ابی ہریرۃ " ۳۷۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/۴۷۲
کنز العمال حدیث ۱۶۷۹۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۵۱۶
المعجم الاوسط عن جابر رضی اللہ عنہ حدیث ۶۱۱۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۷/۷۱
مجمع الزوائد باب ما یفعل طالب الحاجۃ وممن یطلبہا دار الکتاب بیروت ۸/۱۹۴ و ۱۹۵
الکامل لابن عدی ترجمہ سلیم بن مسلم دار الفکر بیروت ۳/۱۱۶۷
المنتخب من مسند عبد بن حمید حدیث ۷۵۱ عالم الکتب " ص ۲۴۳
اعتلال القلوب للخرائطی حدیث ۳۴۲ و ۳۴۳ مکتبہ نزار مصطفٰی الباز مکۃ المکرمۃ ۱/۱۶۶ و ۱۶۷
موسوعۃ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۱ و ۵۲ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ص ۵۰ و ۵۱
الضعفاء الکبیر ترجمہ سلیمان بن ارقم ۵۹۹ ۲/۱۲۱ و ترجمہ سلیمان بن کراز ۶۲۸ ۲/۱۳۹
شعب الایمان حدیث ۳۵۴۱ و ۳۵۴۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۲۷۸
[1] المعجم الکبیر عن ابی خصیفۃ حدیث ۹۸۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/۳۹۶
تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن محمد ۱۲۸۷ دار الکتاب العربی بیروت ۳/۲۲۶
[2] کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۶۷۹۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۵۱۶
[3] الکامل لابن عدی ترجمہ الحکم بن عبداللہ دار الفکر بیروت ۲/۶۲۲

www.alahazratnetwork.org

عن عبداللہ بن جراد بلفظ اذا بتغیتم المعروف فاطلبوہ عند حسان الوجوہ[1] واحمد بن منیع فی مسندہ عن یزید القسملی بلفظ اذا طلبتم الحاجات فاطلبوھا[2] وابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن ابن مصعب الانصاری وعن عطاء وعن ابن شہاب الثلثۃ مراسیل رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

حاجات طلب کرو"۔ بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن جراد سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ "جب بھلائی طلب کرو تو خوشرویوں کے پاس طلب کرو"۔ احمد بن منیع نے اپنی مسند میں یزید القسملی سے ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ "جب حاجات طلب کرو تو خوشرویوں کے ہاں طلب کرو"۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابن مصعب انصاری، عطاء اور ابن شہاب سے روایت کیا، یہ تینوں حدیثیں مرسل ہیں، رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ (ت)

حدیث ۳۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اُطلبوا الابادی عند فقراء المسلمین فان لھم دولۃ یوم القیٰمۃ[3] ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی الربیع السائح مُعْضَلٌ۔

نعمتیں مسلمان فقیروں کے پاس طلب کرو کہ روزِ قیامت ان کی دولت ہے۔ (ابونعیم نے حلیہ میں ابوالربیع السائح سے معضل (سخت مشکل) روایت کی۔ ت)

حدیث ۳۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان للہ تعالٰی عبادا اختصھم لحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم اولٰئک الامنون من عذاب اللہ۔ الطبرانی

اللہ تعالٰی کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے انھیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذابِ الٰہی سے امان

---

[1] شعب الایمان حدیث ۱۰۸۷۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۳۵

[2] اتحاف السادۃ المتقین کتاب الصبر والشکر بیان حقیقۃ النعمۃ واقسامھا دارالفکر بیروت ۹/ ۹۱

کشف الخفا تحت الحدیث ۳۹۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۲۳

المصنف لابن ابی شیبۃ حدیث ۲۶۲۶۷، ۲۶۲۶۸، ۲۶۲۶۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۳۰۰

[3] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ابی الربیع السائح ۴۱۸ دارالکتاب العربی بیروت ۸/ ۲۹۷

www.alahazratnetwork.org

فی الکبیر[1] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن۔

میں ہیں (طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

اذا اراد اللہ بعبد خیرا استعملہ علی قضاء حوائج الناس۔ البیہقی فی الشعب[2] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جب اللہ تعالٰی کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے (بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

اذا اراد اللہ بعبد خیرًا صیّر حوائج الناس الیہ۔ مسند[3] الفردوس عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ تعالٰی جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے لوگوں کا مرجع حاجات بناتا ہے (مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا گیا۔ ت)

حدیث ۴۲ و ۴۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

میری تمہاری کہاوت ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی، پتنگیاں اور جھینگر اُس میں گرنا شروع ہوئے وہ انھیں آگ سے ہٹا رہا ہے،

وانا اٰخذ بحُجَزِکم عن النار وانتم تفلتون من یدی۔ احمد[4] ومسلم عن جابر و احمد

اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمھیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو۔ (احمد اور مسلم نے حضرت جابر سے اور احمد نے

---

[1] کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر حدیث ۱۶۰۰۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۳۵۰

[2] شعب الایمان حدیث ۷۶۵۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۱۷

[3] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۹۳۸ " " " ۱/ ۲۴۳

[4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۸

مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۹۲

" " " عن ابی ہریرۃ " " " " ۲/ ۵۴۰

www.alahazratnetwork.org

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ ت)

حدیث ۴۴: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لیس منکم رجل الا انا ممسك بحجزته ان یقع فی النار۔ الطبرانی فی الکبیر[1] عن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے۔ (طبرانی نے کبیر میں سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اللہ عزوجل نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اُسے ضرور جھانکے گا،

الا وانی ممسك بحجزکم ان تھافتوا فی النار کما تھافت الفراش والذباب۔ احمد والطبرانی[2] فی الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

سُن لو اور میں تمھارے کمر بند پکڑے ہُوں کہ کہیں پے در پے آگ میں پھاند نہ پڑو جیسے پروانے اور مکھیاں۔ (احمد اور طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اللہ اکبر! اس سے زیادہ اور کیا دفعِ بلا ہوگا، ولکن الوھابیۃ لایعلمون (لیکن وہابی نہیں جانتے۔ ت)۔

تنبیہ: بائیس ۲۲ سے چوالیس ۴۴ تک چوبیس ۲۴ حدیثیں قابلِ اندراج وجہ دوم تھیں کہ قطعاً للشغف یہیں درج ہوئیں۔

حدیث ۴۶ تا ۵۲: سیّدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے دُعا کی:

---

[1] المعجم الکبیر عن سمرۃ رضی اللہ عنہ حدیث ۷۱۰۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۲۶۹

[2] مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۲۴

المعجم الکبیر " " " حدیث ۱۰۵۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۲۶۵

www.alahazratnetwork.org

اللّٰھم اعزّ الاسلام باحب ھٰذین الرجلین الیک بعمر بن الخطاب او بابی جہل بن ھشام[1] احمد وعبد بن حمید والترمذی وحسنہ و صححہ وابن سعد وابویعلٰی والحسن

الٰہی! اسلام کو عزت دے ان دونوں مردوں میں جو تجھے زیادہ پیارا ہو اُس کے ذریعہ سے یا تو عمر بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام۔ (روایت کیا اس کو احمد وعبد بن حمید وترمذی نے اور اسے حسن اور صحیح کہا۔ اور ابن سعد وابویعلٰی وحسن

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۹۵
المنتخب من مسند عبد بن حمید حدیث ۷۵۹ عالم الکتب " ص ۲۴۵
سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن خطاب حدیث ۳۷۰۱ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۸۳
" " " " " " " ۳۷۰۳ " " " ۵/ ۳۸۴
کنز العمال بحوالہ البغوی عن ربیعۃ السعدی حدیث ۳۲۷۷۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۵۸۳
" " حدیث ۳۲۷۷۱ و ۳۲۷۷۲ و ۳۲۷۷۳ و ۳۲۷۷۴ " " " ۱/ ۵۸۲
" " بحوالہ خیثمۃ فی فضائل الصحابۃ حدیث ۳۵۸۸۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۶۰۲
" " " یعقوب بن سفیان " ۳۵۸۴۰ " " " " ۱۲/ ۵۹۲
تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۷/ ۵۰ تا ۶۸
کشف الخفاء تحت حدیث ۵۴۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۶۶
دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر اسلام عمر بن الخطاب " " " ۲/ ۲۱۶ و ۲۲۰
الطبقات الکبرٰی لابن سعد ترجمہ ارقم بن ابی الارقم دار صادر بیروت ۳/ ۲۴۲ و ۲۶۷ و ۲۶۹
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دار صادر بیروت ۳/ ۸۳ و ۵۰۲
السنن الکبرٰی کتاب قسم الفیٔ والغنیمۃ دار صادر بیروت ۶/ ۳۷۰
المعجم الکبیر عن ثوبان رضی اللہ عنہ حدیث ۱۴۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۷
" " " ابن مسعود " " ۱۰۳۱۴ " " " ۱۰/ ۱۹۷
تاریخ بغداد ترجمہ احمد بن بشر ۱۶۶۱ دار الکتاب العربی بیروت ۴/ ۵۴
المعجم الاوسط حدیث ۴۷۴۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/ ۳۷۸
" " " ۱۸۸۱ " " " ۲/ ۵۱۲

www.alahazratnetwork.org

بن سفین فی فوائدہ والبزار و ابن مَرْدَوِیَّۃ وخیثمۃ بن سلیمان فی فضائل الصحابۃ و ابونعیم والبیہقی فی دلائلھما و ابن عساکر کلھم عن امیر المؤمنین عمر۔ والترمذی عن انس والنسائی عن ابن عمر واحمد و ابن حمید و ابن عساکر عن خباب بن الارت والطبرانی فی الکبیر والحاکم عن عبد اللہ ابن مسعود والترمذی والطبرانی وابن عساکر عن ابن عباس و البغوی فی الجعدیات عن ربیعۃ السعدی رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین، ورواہ ابن عساکر عن ابن عمر بلفظ اللّٰھم اشدد[1]، وکابن النجار عنہ بلفظ الحدیث الثانی و ابوداؤد الطیالسی والشاشی فی فوائدہ والخطیب عن ابن مسعود بلفظ الصدیق الاٰتی۔

بن سفیان نے اپنی فوائد میں۔ اور بزار، ابن مردویہ، خیثمہ بن سلیمان فضائل صحابہ میں، ابونعیم وبیہقی دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر، یہ تمام امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہیں۔ ترمذی نے انس سے، نسائی نے ابن عمر سے، احمد بن حمید و ابن عساکر نے خباب بن الارت سے، طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے۔ ترمذی، طبرانی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے اور بغوی نے جعدیات میں ربیعہ بن سعدی سے روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ اور ابن عساکر نے اس کو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے "اللّٰھم اشدد" کے لفظ سے روایت کیا اور ابن نجار کی طرح اس کو بلفظ حدیث دوم روایت کیا۔ ابوداؤد طیالسی اور شاشی نے اپنی فوائد میں اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بلفظ صدیق روایت کیا جو آگے آرہا ہے، رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ (ت)

حدیث ۵۳ تا ۸۷: کہ سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب — الٰہی! خاص عمر بن الخطاب کے ذریعے سے

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۷/ ۵۱

www.alahazratnetwork.org

خاصّۃ[1]۔ ابن ماجۃ وابن عدی والحاکم والبیہقی عن ام المؤمنین الصدیقۃ وبلا لفظ خاصّۃ ابو القاسم الطبرانی عن ثوبان والحاکم عن الزبیر وابن سعد من طریق الحسن المجتبٰی وخیثمۃ بن سلیمان فی الصحابۃ واللالکائی فی السنّۃ وابوطالب العشاری فی فضائل الصدیق وابن عساکر جمیعًا من طریق النزال بن سبرۃ عن امیرالمومنین علی وابن عساکر عنہما اعنی الزبیر والامیر معًا کالطبرانی فی الاوسط عن ابی بکر الصدیق بلفظ ایّد الاسلام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

اسلام کو عزت دے۔ (ابن ماجہ، ابن عدی، حاکم اور بیہقی نے اس کو ام المومنین صدیقہ سے روایت کیا اور لفظ خاصّۃ کے بغیر اس کو ابوالقاسم طبرانی نے ثوبان سے، حاکم نے زبیر سے، ابن سعد نے بطریق حسن مجتبٰی وخیثمہ بن سلیمان نے صحابہ میں اور لالکائی نے سنّۃ میں اور ابوطالب عشاری نے فضائل صدیق میں اور ابن عساکر نے، ان سب نے بطریق نزال بن سبرہ امیرالمومنین سیدنا حضرت علی سے اور ابن عساکر نے حضرت زبیر اور حضرت علی دونوں سے، جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوبکر صدیق سے "ایّد الاسلام" کے لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے، رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ ت)

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو عزتیں اسلام کو ملیں جو بلائیں اسلام ومسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف وموافق سب پر روشن ومبین۔ ولہذا عبداللہ

---

[1] سنن ابن ماجۃ فضل عمر رضی اللہ عنہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷
الکامل لابن عدی ترجمہ مسلم بن خالد دارالفکر بیروت ۶/ ۲۳۱۰
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ " " " ۳/ ۸۳
السنن الکبرٰی کتاب قسم الفیٔ والغنیمۃ دارصادر بیروت ۶/ ۳۷۰
المعجم الکبیر عن ثوبان حدیث ۱۴۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۷
تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۷/ ۵۲
کنزالعمال بحوالہ خیثمہ واللالکائی والعشاری حدیث ۳۶۶۹۸ موسسۃ الرسالہ " ۱۳/ ۲۳۲
المعجم الاوسط حدیث ۸۲۴۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/ ۱۱۹ و ۱۲۰

www.alahazratnetwork.org

بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر۔[1] البخاری فی صحیحہ وابوحاتم الرازی فی مسندہ وابن حبان عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔ (امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی بخاری میں اور ابوحاتم رازی نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

کان اسلام عمر فتحا وھجرتہ نصرًا وامارتہ رحمۃ لقد رأیتنا وما نستطیع ان نصلی بالبیت حتی اَسْلَمَ عمر۔[2] رواہ ابوطاھر السلفی واٰخرہ لابن اسحٰق فی سیرتہ بمعناہ۔

عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا اسلام فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت، بیشک میں نے اپنے گروہ صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ معظمہ میں نماز پر قدرت نہ ملی۔ (اس کو روایت کیا ابوطاہر سلفی نے اور اس کے بعد سیرۃ ابن اسحٰق میں انہی معنوں میں۔ ت)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ:

ما صلینا ظاھرین حتی اَسْلَمَ عمر

جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم نے آشکار نماز

---

[1] صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲۰
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳/۸۴
الطبقات الکبرٰی لابن سعد اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۳/۲۷۰
صفۃ الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۲۷۴

[2] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام اسلام ابن عمر رضی اللہ عنہ دار ابن کثیر بیروت الجزء الاولین ص ۳۴۲
اسد الغابۃ ترجمہ ۳۸۲۴ عمر بن الخطاب دارالفکر بیروت ۳/۶۴۸
الریاض النضرۃ الباب الثانی فی مناقب ،،،، حدیث ۵۸۶ دارالمعرفۃ بیروت الجزء الثانی ص ۲۴۴

www.alahazratnetwork.org

ظهر الاسلام ودعا الی اللہ علانیۃً۔ اخرجہ الدولابی فی الفضائل[1]

نہ پڑھی جس دن سے وہ اسلام لائے دین نے غلبہ پایا اور انھوں نے علانیہ اللہ عزوجل کی طرف بلایا (دولابی نے فضائل میں اسے بیان کیا۔ت)

صہیب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لمّا اَسلَمَ عمر جلسنا حول البیت حِلَقًا وطُفنا بہ وانتصفنا ممن غلظ علینا۔ اخرجہ ابوالفرج فی صفۃ الصفوۃ[2]۔

جب عمر مسلمان ہوئے ہم گردِ خانہ کعبہ حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور طواف کیا اور ہم پر جو سختی کرتے تھے اُن سے اپنا انصاف لیا (ابوالفرج نے اسے صفۃ الصفوۃ میں بیان کیا۔ت)

حدیث ۵۸: عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

انی لاَجد صفتک فی کتاب اللہ یٰاَیّھا النبی انا ارسلنٰک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا الٰی قولہ لن یقبضہ اللہ حتّٰی یقیم بہ الملّۃ العَوجاء حتّٰی یقولوا لا الٰہ الا اللہ ویفتح بہ اَعیُنًا عمیًا واذانًا صُمًّا وقلوبًا غُلفًا[3]۔

بیشک میں حضور (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی صفت تورات میں پاتا ہوں اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی اُمت کے تمام احوال وافعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے

---

[1] الریاض النضرۃ الباب الثانی فی مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت الجزء الثانی ص ۲۲۴

[2] صفۃ الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۷۴

[3] دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ فی التوراۃ والانجیل دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۸۶
سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دار المحاسن للطباعۃ القاھرۃ ۱/ ۱۴
الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابن عساکر والدارمی والبیہقی باب ذکرہ فی التوراۃ الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۱۰
الطبقات الکبرٰی ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار صادر بیروت ۱/ ۳۶۰
تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء فی الکتب من نعتہ وصفاتہ دار احیاء التراث العربی ۳/ ۲۱۸ و ۲۱۹

www.alahazratnetwork.org

الطّبرانی وابونعیم فی الدلائل وابن عساکر عن محمد بن حمزۃ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام عن ابیہ عن جدّہٖ وابن عساکر ایضًا من طریق زید بن اسلم عن عبداللہ بن سلام، والدارمی والبیھقی من طریق عطاءِ بن یسار عنہ نحوہ ولہٗ طریق ثانی فی الباب الاٰتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں گے (روایت کیا طبرانی اور ابونعیم نے دلائل میں[1]، ابن عساکر محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے، نیز ابن عساکر نے بطریق زید بن اسلم عبداللہ بن سلام سے، اور دارمی اور بیہقی نے بطریق عطاء بن یسار انہی سے ایسے ہی۔ اور طریق دیگر آئندہ باب میں آئیگا ان شاء اللہ تعالٰی۔ ت)

حدیث ۵۹: کہ اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی:

انی باعث نبیًا اُمیًّا افتح بہ اٰذانًا صُمًّا وقلوبًا غلفًا واَعیُنًا عمیًا الٰی اَن قال اَھدی بہٖ من بعد الضلالۃ واُعَلِّمَ بہٖ بعد الجھالۃ وارفع بہ بعد الخمالۃ واسمی بہٖ بعد النکرۃ واُکثِر بہ بعد القلّۃ واُغنی بہ بعد العَیلۃ واجمع بہ بعد الفُرقۃ واُؤَلِّف بہ بین قلوب واَھواءٍ متشتتۃ وامم مختلفۃ ابن ابی حاتم عن وھب بن منبہٍ۔

بیشک میں ایک نبی اُمّی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اُس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا، اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بلند نامی دوں گا، اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا، اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا، اس کے سبب سے محتاجی کے بعد غنی کر دوں گا، اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا، اس کے وسیلے سے پریشان دلوں، مختلف خواہشوں، متفرق اُمتوں میں میل کردوں گا۔ (ابن حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا۔ ت)

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابن ابی حاتم عن وہب بن منبہ مرکز اہل سنت گجرات الہند ۱/۱۳

www.alahazratnetwork.org

للہ انصاف! یہ کس قدر بلاؤں کا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کے وسیلے سے دفع ہونا ہے۔ وللہ الحمد۔

حدیث ۶۰: کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لمّا خلق اللہ العرش کتب علیہ بقلم من نور طول القلم ما بین المشرق والمغرب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، بہ اٰخذ وبہ اُعطی و اُمتہ افضل الامم و افضلہا ابوبکر الصدیق۔ الرافعی[1] عن سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جب اللہ تعالٰی نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انھیں کے واسطے سے لوں گا اور انھیں کے وسیلے سے دوں گا، اُن کی اُمت سب اُمتوں سے افضل ہے اور ان کی اُمت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ)۔ (رافعی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا)

بحمد اللہ تعالٰی اسی حدیث جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا اخذ وعطا سب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھوں اُن کے واسطے سے ان کے وسیلے سے ہے، اسی کو خلافتِ عظمٰی کہتے ہیں۔ وللہ الحمد حمداً کثیراً۔

دیکھو! بشہادتِ خدا و رسول جل وعلا و صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم رزق پانا، مدد ملنا، مینہ برسنا، بلا دُور ہونا، دشمنوں کی مغلوبی، عذاب کی موقوفی، یہاں تک کہ زمین کا قیام، زمین کی نگہبانی، خلق کی موت، خلق کی زندگی، دین کی عزت، امت کی پناہ، بندوں کی حاجت روائی، راحت رسانی سب اولیاء کے وسیلے اولیاء کی برکت اولیا کے ہاتھوں اولیاء کی وساطت سے ہے مگر مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دفع بلا کا واسطہ مانا اور شرک پسندوں نے مشرک جانا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بحمد اللہ تعالٰی تین حدیث اخیر نے روشن و مستنیر کر دیا کہ جو نعمت ملی جو بلا ٹلی سب مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے باعث حاصل و زائل ہوئی بارگاہِ الٰہی کا لینا دینا سارا کارخانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے ہاں ہاں لا واللہ

---

[1] کنز العمال بحوالہ الرافعی عن سلمان حدیث ۳۲۵۸۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۴۹ و ۵۵۰

www.alahazratnetwork.org

ثم باللہ ایک دفع بلا وحصول عطا کیا تمام جہان اور اس کا قیام سب اُنہیں کے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں اُن کا محتاج تھا کہ لولاک لما خلقت الدنیا[1] (اگر آپ نہ ہوتے میں دُنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔ ت) یُونہی بقا میں بھی اُن کا محتاج ہے، آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فنائے مطلق ہوجائے ؎

وُہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وُہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے[2]

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم۔

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر عروجہ الی السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۹۷
[2] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۱/ ۷۹

www.alahazratnetwork.org

باب دوم

وجہ دوم پر نصوص لیجئے اور بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نصوص نجدیت شکن، جانِ وہابیت پر برق افگن، اس میں چوالیس ۴۴ آیتیں اور دو سو ۲۴۰ چالیس حدیثیں ہیں۔

فصلِ اوّل آیاتِ شریفہ میں

آیت ۷: قال ربنا تبارك وتعالیٰ:

وما نقموا الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ[1]

اور انھیں کیا بُرا لگا یہی نا کہ انھیں دولتمند کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

ہاں یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں بیمار دل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دولتمند کردیا اپنے فضل سے۔

اے اللہ کے رسول! مجھے اور سب اہلسنت کو دین و دُنیا کا دولتمند فرما اپنے فضل سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ؎

میں گدا تُو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا[2]

آیت ۸:

ولو انھم رضوا ما اٰتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون[3]

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دِیے پر، اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول، بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/۷۴
[2] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ۲/۳
[3] القرآن الکریم ۹/۵۹

www.alahazratnetwork.org

یہاں رب العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ ورسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں جل جلالہ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

آیت ۹:

انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ[1] — اللہ نے اُسے نعمت بخشی، اور اے نبی! تُو نے اُسے نعمت دی۔

آیت ۱۰:

لہ معقبٰت من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ[2] — آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔

بدلی والے یہ کہ صبح کے محافظ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو، وللہ الحمد۔

آیت ۱۱:

و یرسل علیکم حفظۃ[3] — اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو۔

ان آیات میں مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی فرشتوں کو ہمارا حافظ ونگہبان فرماتا ہے۔

آیت ۱۲:

یٰایھا النبی حسبك اللہ ومن اتبعك من المؤمنین[4] — اے نبی! کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے۔

یہاں رب تبارک وتعالٰی اپنے نام پاک کے ساتھ صحابۂ کرام کو ملا کر فرماتا ہے: اے نبی! اب کہ عمر اسلام لے آیا تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔

فی الجلالین حسبك اللہ و حسبك — جلالین میں ہے کافی ہے تجھے اللہ اور

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/۳۷
[2] " ۱۳/۱۱
[3] " ۶/۶۱
[4] " ۸/۶۴

www.alahazratnetwork.org

من اتبعك[1] — کافی ہے تجھے وہ جس نے تیری پیروی کی۔(ت)

ترجمہ شاہ ولی اللہ میں ہے:

اے پیغامبر کفایت ست ترا خدا و آنانکہ پیروی تو کردہ اند از مسلمانان[2] — اے پیغمبر! کافی ہے تجھے خدا اور وہ مسلمان جنھوں نے تیری پیروی کی۔(ت)

آیت ۱۳: یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

انہ ربی احسن مثوای[3] — بیشک عزیزِ مصر میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

فی الجلالین انہ ای الذی اشترانی ربی سیدی[4] — تفسیر جلالین میں ہے بیشک وہ جس نے مجھے خریدا وہ میرا رب یعنی میرا آقا ہے۔(ت)

آیت ۱۴:

اما احدکما فیسقی ربہ خمرا[5] — اے زندان کے ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔

آیت ۱۵:

وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی عند ربک[6] — اور یوسف نے کہا اس سے جسے اُن دونوں میں چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے رب کے پاس میرا چرچا کیجیو۔

یعنی بادشاہِ مصر کے سامنے۔

آیت ۱۶: اس پر مولٰی تبارک وتعالٰی فرماتا ہے:

---

[1] جلالین کلاں تحت الآیۃ ۸/۶۴ اصح المطابع دہلی ص ۱۵۳

[2] فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن (ترجمہ شاہ ولی اللہ) مطبع ہاشمی دہلی ص ۱۸۷

[3] القرآن الکریم ۱۲/۲۳

[4] جلالین کلاں تحت الآیۃ ۱۲/۲۳ اصح المطابع دہلی ص ۱۹۱

[5] القرآن الکریم ۱۲/۴۱

[6] " ۱۲/۴۲

www.alahazratnetwork.org

فانسٰہ الشیطٰن ذکر ربہ[1]

تو اُسے بھلا دیا شیطان نے اپنے رب بادشاہِ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔

فی الجلالین ای الساقی الشیطٰن ذکر یوسف عند ربہ[2]

جلالین میں ہے یعنی ساقی کو شیطان نے یوسف علیہ السلام کا ذکر اس کے رب کے آگے کرنا بھلا دیا۔ (ت)

آیت ۱۷:

قال ارجع الٰی ربک فاسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیھن[3]

یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔

سبحان اللہ! بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب، میرا رب کہنا صحیح ہو اللہ فرمائے اللہ کا رسول فرمائے اور مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلا کہنا شرک۔

آیت ۱۸: رب جل وعلا اپنے مبارک بندے عیسٰی ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے:

واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرًا باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتٰی باذنی[4]

اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی شکل میری پروانگی سے، پھر پھونک مارتا اس میں تو وہ ہو جاتی پرند میری پروانگی سے، اور تو اچھا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پروانگی سے، اور جب تو قبروں سے مُردے نکالتا میری پروانگی سے۔

دفعِ بلائے مرض وابرائے اکمہ وابرص میں کتنا فرق ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۲

[2] جلالین کلاں تحت الآیۃ ۱۲/ ۴۲ اصح المطابع دہلی ص ۱۹۳

[3] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۰ [4] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۰

www.alahazratnetwork.org

آیت ۱۹ : حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں :

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم (الی قولہ) ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم[1]

میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہوجاتی ہے پرند اللہ کی پروانگی سے، اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور بدن بگڑے کو، اور میں زندہ کرتا ہوں مُردے اللہ کی پروانگی سے، اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہو تاکہ میں حلال کردوں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔

سُبحان اللہ! عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرمارہے ہیں میں خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں، مُردے جِلاتا ہُوں، بعض حراموں کو حلال کئے دیتا ہوں۔ ان اسنادوں کی نسبت کیا حکم ہوگا!

آیت ۲۰ :

وانکحوا الایامٰی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم[2]

نکاح کردو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا۔

یہاں مولا عزوجل ہمارے غلاموں کو "ہمارا بندہ" فرمارہا ہے۔ اللہ کی شان زید کا بندہ، عمرو کا بندہ، اُس کا بندہ، اِس کا بندہ اللہ فرمائے رسول فرمائے صحابہ فرمائیں ائمہ فرمائیں مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بندہ کہنا اور شرک فروشوں نے حکمِ شرک جڑا، شائد ان کے نزدیک زید وعمرو خدا کے شریک ہوسکتے ہوں گے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آیت ۲۱ :

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم

وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اُس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے بے پڑھے کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت وانجیل میں، وہ انھیں حکم

---

[1] القرآن الکریم ۳/۴۹ و ۵۰

[2] " ۲۴/۳۲

www.alahazratnetwork.org

بالمعروف وینھٰھم عن المنکر و یحل لھم الطیّبٰت و یحرّم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم[1]

دے گا بھلائی کا اور روکے گا بُرائی سے، اور حلال کرے گا اُن کے لئے سُتھری چیزیں اور حرام کرے گا اُن پر گندی چیزیں، اور اتارے گا اُن پر سے اُن کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو اُن پر تھے۔ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

جانِ جہان و جہانِ جان اُس جانِ جان و جانِ ایمان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لئے ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دئے۔ للہ انصاف! اور دافعِ بلا کسے کہتے ہیں، صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

آیت ۲۲: سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی:

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکّیھم انک انت العزیز الحکیم[2]

اے رب ہمارے! اور اُن میں اُنھیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ اُن پر تیری آیتیں پڑھے اور انھیں کتاب و حکمت سکھائے اور وہ پیمبر انھیں گناہوں سے پاک کردے، بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوئے کہ:

انا دعوۃُ ابی ابراھیمَ[3]

میں اپنے باپ ابراہیم کی دُعا ہوں (صلی اللہ تعالٰی علیہما وسلم)

آیت ۲۳: خود رب العزۃ جل وعلا فرماتا ہے:

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم اٰیٰتنا ویزکّیکم ویعلّمکم الکتٰب والحکمۃ ویعلّمکم

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمھیں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا اور تمھیں پاکیزہ بناتا اور تمھیں قرآن وعلم سکھاتا اور اُن باتوں کا

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۵۷

[2] " ۲/ ۱۲۹

[3] دلائل النبوۃ باب ذکر مولد المصطفٰی الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۸۱

الدر المنثور تحت الآیۃ ۲/ ۱۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۰۳ و ۳۰۴

www.alahazratnetwork.org

مالم تکونوا تعلمون[1]

تم کو علم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

آیت ۲۴:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین[2]

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جبکہ بھیجا اُن میں ایک رسول اُنھیں میں سے کہ پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انھیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انھیں قرآن و حکمت کا اگرچہ تھے اس سے پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔

آیت ۲۵:

ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال ۙ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ۝ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم[3]

اللہ ہے جس نے بھیجا اَن پڑھوں میں ایک رسول اُنھیں میں سے کہ اُن پر آیاتِ الٰہیہ پڑھتا اور اُنھیں سُتھرا کرتا اور اُنھیں کتاب وحقائق کا علم بخشتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے نیز پاک کرے گا اور علم عطا فرمائے گا اُن کی جنس کے اور لوگوں کو جو اب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمدُللہ! اس آیۂ کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک کرنا، سُتھرا بنانا صرف صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیامِ قیامت تک تمام اُمتِ مرحومہ حضور کی ان نعمتوں سے محظوظ اور حضور کی نظرِ رحمت سے ملحوظ رہے۔ والحمد

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۱

[2] " ۳/ ۱۶۴

[3] " ۶۲/ ۲ تا ۴

www.alahazratnetwork.org

للہ رب العٰلمین۔

بیضاوی شریف میں ہے:

ھم الذین جاء وا بعد الصحابۃ الٰی یوم الدین[1]

یعنی یہ دوسرے جنھیں مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم علم دیتے اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں تمام مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے بعد قیامت تک ہوں گے۔

معالم شریف میں ہے:

قال ابن زید ھم جمیع من دخل فی الاسلام بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (الٰی یوم القیٰمۃ) وھی روایۃ ابن ابی نجیحٍ عن مجاھد[2]

ابن زید نے فرمایا: یہ دوسرے لوگ تمام اہلِ اسلام ہیں کہ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور یہی معنی امام مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت کئے۔

الحمدُ للہ! قرآن عظیم میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے، دو جگہ سورۂ بقرہ، تیسرے آل عمران، چوتھے سورۂ جمعہ، اور اس کے آخر میں تو وہ جانفزا کلمے ارشاد ہوئے جنھوں نے ہم خفتہ بختوں کی تقدیر جگادی بیمار دلوں پر بجلی گرادی۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

آیت ۲۶: جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے غزوۂ تبوک میں ہمراہِ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے، اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے، آیت اُتری:

خذ من اموالھم صدقۃً تطھرھم و تزکیھم بھا

اے نبی! لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انھیں اور تم ستھرا کردو

---

[1] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۶۲/۳ دار الفکر بیروت ۵/۳۳۷

[2] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) " " " دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/۳۱۱

www.alahazratnetwork.org

و صل علیھم ان صلوتك سكن لھم[1]

انھیں گناہوں سے اُس صدقے کے سبب، اور دعائے رحمت کرو اُن کے حق میں کہ تمھاری دُعا اُن کے دلوں کا چین ہے۔

دیکھو حضور دافع البلا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور نے بلائے گناہ اُن کے سروں سے ٹالی، اور جب حضور کی دُعا اُن کے دلوں کا چین ہوا تو یہی دفعِ الم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیٰ دافع البلاء والالم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وبارك وسلم۔

آیت ۲۷:

لایملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمٰن عھدا[2]

اللہ عزوجل کے یہاں شفاعت کے مالک وہی ہیں جنھوں نے رحمٰن کے ساتھ عہد وپیمان کر رکھا ہے۔

آیت ۲۸:

ولا یملك الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شھد بالحق وھم یعلمون[3]

جنھیں مشرکین اللہ کے سوا پُوجتے ہیں اُن میں شفاعت کے مالک صرف وہی ہیں جنھوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں (یعنی عیسٰے وعزیر وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام)

ان آیات میں مولےٰ تعالےٰ اپنے محبوبوں کو شفاعت کا مالک بتاتا ہے اور عہد وپیمان مقرر ہوجانے سے تقویۃ الایمان کی اس بدلگامی کا مُنہ بھی سی دیا کہ شفاعت میں کسی کی خصوصیت نہیں جسے چاہے گا کھڑا کر دے گا۔

آیت ۲۹:

ولا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما وارزقوھم فیھا و

تادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمھاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور انھیں ان میں سے رزق

---

[1] القرآن الکریم ۹/۱۰۳
[2] " ۱۹/۸۷
[3] " ۴۳/۸۶

www.alahazratnetwork.org

اکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا[1] دو اور کپڑے پہناؤ اور اُن سے اچھی بات کہو۔

آیت ۳۰:

واذا حضر القسمۃ اولوا القربٰی و الیتامٰی والمساکین فارزقوھم منہ و قولوا لھم قولا معروفا[2] جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم اور مسکین آئیں تو انھیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو۔

ان آیات میں بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم رزق دو۔

آیت ۳۱:

اذ یوحی ربک الی الملٰئکۃ انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا[3] جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمھارے ساتھ ہوں تم ثابت قدمی دو ایمان والوں کو۔

آیت ۳۲:

فالمدبرٰت امرًا[4] قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبارِ دنیا اُن کی تدبیر سے ہے۔

یہ صفت بھی بالذات ذاتِ الٰہی جل وعلا کی ہے۔ قال اللہ تعالٰی:

یدبر الامر[5] (کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ ت)

خازن و معالم التنزیل میں ہے:

قال ابن عباس ھم الملٰئکۃ وُکلوا بامور عرّفھم اللہ تعالٰی العمل بھا قال عبد الرحمٰن یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ اُن کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کارروائی اللہ عزوجل

---

[1] القرآن الکریم ۴/۵
[2] " ۴/۸
[3] " ۸/۱۲
[4] " ۷۹/۵
[5] " ۳۲/۵

www.alahazratnetwork.org

بن سابط یدبر الامر فی الدنیا اربعۃ جبریل ومیکائیل وملک الموت واسرافیل علیھم السلام، اما جبریل فموکل بالریاح و الجنود واما میکائیل فموکل بالقطر والنبات واما ملک الموت فموکل بقبض الانفس واما اسرافیل فھو ینزل علیھم بالامر[1]

نے انھیں تعلیم فرمائی عبدالرحمن بن سابط نے فرمایا، دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم السلام۔ جبریل تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا، لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کا تعلق ہے) اور میکائیل باراں و روئیدگی پر مقرر ہیں (کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں) اور عزرائیل قبضِ ارواح پر مسلط ہیں۔ اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اُترتے ہیں علیہم السلام اجمعین۔

اللہ اکبر! قرآن عظیم وہابیہ پر ایک سے ایک سخت تر آفت ڈالتا ہے۔

حدیث میں فرمایا،

القرآن ذو وجوہ۔ رواہ ابونعیم[2] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

قرآن متعدد معانی رکھتا ہے (اس کو ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انھوں نے نبی اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)

علماء فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنے پر حجت ہے۔

ولم یزل الائمۃ یحتجون بہ علٰی وجوھہ و ذٰلک من اعظم وجوہ اعجازہ وقد فصلنا ھذا المرام فی رسالتنا

ائمہ کرام ہمیشہ قرآن کے تمام معانی سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات قرآن مجید کے وجوہِ اعجاز میں سے عظیم ترین وجہ ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ "الزلال الانقی"

---

[1] لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت الآیۃ ۷۹/۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴/۳۹۱
معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۷۹/۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۴/۴۱۱

[2] کنزالعمال بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس حدیث ۲۴۶۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۵۵۱

www.alahazratnetwork.org

الزُّلالِ الاَنقٰی من بحر سبقۃ الاتقٰی۔ من بحر سبقۃ الاتقٰی" میں بیان کردی ہے (ت)

اب آیہ کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے، تفسیر بیضاوی شریف میں ہے:

اوصفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعًا شدیدا من اغراق النازع فی القوس وتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفہا وقوتہا من المدبرات[1]

یعنی یا ان آیاتِ کریمہ میں اللہ عزوجل ارواحِ اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہوکر عالمِ بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبارِ عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہوجاتی ہیں۔

اب تو بحمداللہ تعالٰی اولیائے کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں فللّٰہ الحجۃ البالغۃ۔

علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی وامام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل فرماتے ہیں:

ولذا قیل اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب القبور الا انہ لیس بحدیث کما توھم ولذا اتفق الناس علٰی زیارۃ مشاھد السلف والتوسل بھم الی اللہ وان انکرہ بعض الملاحدۃ فی عصرنا والمشتکٰی الیہ ھو اللہ[2]

یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزاراتِ اولیاء سے مدد مانگو۔ مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ اور اسی لئے مزاراتِ سلف صالحین کی زیارت اور انھیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۷۹/ ۵ دار الفکر بیروت ۵/ ۴۴۵

[2] عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی (حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی) تحت الآیۃ ۷۹/ ۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹/ ۳۹۹

www.alahazratnetwork.org

ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت حضرت عزت کی ہے، نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ ج فقل افلا تتقون[1]

اے نبی! ان کافروں سے فرما وہ کون ہے جو تمھیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا، اور کون نکالتا ہے زندہ کو مُردے سے اور نکالتا ہے مُردے کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی، اب کہہ دیں گے کہ اللہ، تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں۔

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک اس کا اختصاص جانتے ہیں اُن سے بھی پُوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے، تو اللہ ہی کو بتائیں گے دُوسرے کا نام نہ لیں گے۔ اور خود ہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کیلئے ثابت فرماتا ہے کہ: قسم ان محبوبانِ خدا کی جو عالم میں تدبیر وتصرف کرتے ہیں۔" ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر قرآنِ عظیم شرک سے کیونکر بچا۔ اے ناپاک طائفے کی سنگت والو! جب تک ذاتی وعطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن وحدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے، اور اس پر ایمان لاتے ہی یہ تمھاری شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر وتصرف واستمداد واستعانت دافع البلا وحاجت روا ومشکلکشا وعلمِ غیب وندا وغیرہا سب کافور ہوجائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مبارک منصور (نصرت دیئے گئے، مدد دیئے گئے) بندے آنکھوں دیکھے منصور نظر آئیں گے۔

الا ان حزب اللہ ھم الغلبون[2]۔ تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔ (ت)

آیت ۳۳:

قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم[3] تُو فرما تمھیں موت دیتا ہے وہ مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۱

[2] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[3] " ۳۲/ ۱۱

www.alahazratnetwork.org

آیت ۳۴:

توفّتہ رسلنا[1] — موت دی اسے ہمارے رسولوں نے۔

حالانکہ خود فرماتا ہے:

اللہ یتوفی الانفس[2] — اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو۔

آیت ۳۵:

لِاَھب لک غلٰمًا زکیًا[3] — (جبریل نے مریم سے کہا) کہ میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا، صلے اللہ تعالٰی علیہم وسلم۔

اللہ اللہ! اب تو جبریل بیٹا دے رہے ہیں، بھلا نجدیہ کے یہاں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

وہابیہ تو اسی کو روتے تھے کہ محمد بخش، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے یہاں قرآن عظیم سیدنا عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جبریل بخش بتا رہا ہے، وللہ الحجۃ السامیۃ۔

آیت ۳۶:

فانّ اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین والملٰئکۃ بعد ذٰلک ظھیر[4] ○ — بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

صالح المؤمنین ابوبکر وعمر۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر[5] وابن مردویۃ والخطیب عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یہ نیک مسلمان ابوبکر صدیق وعمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ (طبرانی نے کبیر میں اور ابن مردویہ اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیا۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۶/۶۱ [2] القرآن الکریم ۳۹/۴۲

[3] " ۱۹/۱۹ [4] " ۶۶/۴

[5] المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۷۷ المکتب الفیصلیۃ بیروت ۱۰/۲۵۳

الدر المنثور بحوالہ ابن مردویۃ وابی نعیم تحت الآیۃ ۶۶/۴ داراحیاء التراث العربی بیروت ۸/۲۰۸

www.alahazratnetwork.org

بلکہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قراءت میں یُوں ہی تھا:

وصالح المؤمنین ابوبکر وعمر والملٰئکۃ بعد ذٰلک ظھیر[1] — نیک مسلمان ابوبکر وعمر اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (ت)

یہاں اللہ عزوجل اپنے نام مبارک کے ساتھ اپنے محبوبوں کو فرماتا ہے اللہ اور جبریل اور ابوبکر وعمر مددگار ہیں۔

آیت ۳۷:

انی وجدتُ امرأۃ تملکھم و اُوتیت من کل شیٔ ولھا عرش عظیم[2] — ہُدہد نے مُلکِ سبا سے آکر سیدنا سلیمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی میں نے ایک عورت پائی کہ وہ اُن کی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔

یہاں بادشاہ کو رعایا کا مالک فرمایا تو رعایا کہ آزاد و غلام سب اس کے مملوک ہوئے مگر کوئی اگر محبوبانِ خدا کو اپنا مالک اور اپنے آپ کو اُن کا بندہ مملوک کہے وہابیہ کے دین میں شرک ٹھہرے۔

آیت ۳۸:

ومن احیاھا فکانّما احیا الناس جمیعا[3] — جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب آدمیوں کو جِلا لیا۔

یہ آیت اُس کے بارے میں ہے جس نے کسی کے قتلِ ناحق سے احتراز کیا یا قاتل سے قصاص نہ لیا چھوڑ دیا اسے فرماتا ہے کہ اس نے اس شخص کو زندہ کیا اور ایک اُسی کو کیا گویا تمام آدمیوں کو جِلا لیا۔

معالم شریف میں ہے:

ومن احیاھا وتورّع عن قتلھا[4] — اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا اور اس کے قتل سے اجتناب کیا۔ (ت)

---

[1]

[2] القرآن الکریم ۲۷/ ۲۳

[3] " ۵/ ۳۲

[4] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۵/ ۳۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۵

www.alahazratnetwork.org

اُس میں ہے:

ومن احیاھا ای عفا عمن وجب علیہ القصاص لہٗ فلم یقتلہ[1]

اور جس نے اُسے زندہ کیا یعنی جو قصاص اُس پر واجب ہوچکا تھا وہ معاف کردیا اور قصاص میں اس کو قتل نہیں کیا۔ (ت)

وہابی صاحب بتائیں کہ دفعِ بلا زیادہ ہے یا زندہ کرنا جِلا لینا، حیات دینا۔

آیت ۳۹:

الا ترون انی اُوفِ الکیل وانا خیر المنزلین[2]

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ عطا فرماتا ہوں اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں کہ جو میرے سایۂ رحمت میں اُترتا ہے اُسے وہ راحت بخشتا ہوں کہ کہیں نہیں ملتی۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا، اور رب عزوجل نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے:

وقل رب انزلنی منزلاً مبارکاً وانت خیر المنزلین[3]

اے نوح! جب تُو اور تیرے ساتھ والے کشتی پر ٹھیک بیٹھ لیں تو میری حمد بجالانا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب میرے! مجھے برکت والا اتارنا اتار اور تُو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

یہ اللہ عزوجل کی خاص صفت نبی صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے کیسی ثابت فرمائی اور جب نبی صدیق صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سب سے بہتر اتارنے والے راحت ونعمت بخشنے والے ہوئے تو دافع البلاء سے بھی بڑھ کر ہوئے کما لا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)۔

آیت ۴۰:

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین

یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور

---

[1] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۲۵

[2] القرآن الکریم ۱۲/۵۹

[3] " ۲۳/۲۹

www.alahazratnetwork.org

اٰمنوا الذین یقیمون الصلٰوۃ ویؤتون الزکٰوۃ وھم راکعون[1]

اُس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ت) یہاں اللہ اور رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمادیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔ قال تعالٰی:

والمؤمنون والمؤمنٰت بعضھم اولیاء بعض[2]

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے:

مالھم من دونہٖ ولیٌ[3]

اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

معالم میں ہے:

(مالھم) ای مالاھل السمٰوٰت والارض (من دونہٖ) ای من دون اللہ (من ولیٍ) ناصرٍ[4]

نہیں ہے ان کے لئے یعنی آسمان اور زمین والوں کیلئے سوا اُس کے یعنی سوا اللہ تعالٰی کے کوئی ولی یعنی مددگار۔(ت)

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول و صلحاء کے لئے ثابت کیا جسے قرآن ہی جابجا فرما چکا تھا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں مگر بحمد اللہ اہلِ سنّت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھتے ہیں اللہ تعالٰی بالذات مددگار ہے، یہ صفت دوسرے کی نہیں، اور رسول و اولیاء اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں، وللہ الحمد، اب اتنا اور سمجھ لیجئے مدد کاہے کے لئے ہوتی ہے؟ دفعِ بلاء کے واسطے۔ تو جب رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے بنصِ قرآن مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلاء بھی ہیں، اور فرق وہی ہے کہ اللہ

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۵۵

[2] " ۹/ ۷۱

[3] " ۱۸/ ۲۶

[4] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۱۸/ ۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۱۳۲

www.alahazratnetwork.org

سُبحانہٗ بالذات دافع البلاء ہے اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء بعطائے خدا۔ والحمد للہ العلی الاعلیٰ۔

پنج آیت از تورات و انجیل و زبورِ مقدسہ

آیت ۴۱، تورات شریف: امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارمی و طبرانی و یعقوب بن سفیان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں حضور پُرنور دافع البلاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے:

یٰایھا النبی انا ارسلنٰك شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وحرزًا للامیین (الیٰ قولہ تعالیٰ) یعفو ویغفر[1]

اے نبی! ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لئے پناہ (الیٰ قولہ تعالیٰ) معاف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے۔

حِرز بھی رب العزت جل وعلا کی صفات سے ہے۔ حدیث میں ہے:

یاحِرز الضعفاء یاکنز الفقراء[2]

اے ضعیفوں کی پناہ اے غریبوں کے خزانے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب شریفہ میں فرماتے ہیں:

جعلہ نفسہ حرزًا مبالغۃ لحفظہ لھم فی الدارین[3]

یعنی نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں مگر رب تبارک و تعالیٰ نے حضور کو بطور مبالغہ

---

[1] سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دار المحاسن للطباعۃ قاہرۃ ۱/۱۴
دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التورات والانجیل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۷۶
صحیح البخاری کتاب البیوع ۱/۲۸۵ و کتاب التفسیر سورۃ الفتح ۲/۷۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی
الخصائص الکبریٰ باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۱۰
الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار صادر بیروت ۱/۳۶۰ و ۳۶۲

[2]

[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ

www.alahazratnetwork.org

خود پناہ کہا (جیسے عادل کو عدل یا عالم کو علم کہتے ہیں اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دنیا و آخرت میں اپنی اُمت کے محافظ و نگہبان ہیں۔

والحمد للہ رب العٰلمین۔

آیت ۴۲، از تورات: ہاں ہاں خبردار ہوشیار، اے نجدیانِ نابکار، ذرا کم سن نو پیدا عیارۂ خام پارۂ وہابیت ناکارہ کے ننھے سے کلیجے پر ہاتھ دھر لینا تورات و زبور کی دو آیتیں تلاوت کی جائیں گی نوخیز وہابیت کی نادان جان پر قہرِ الٰہی کی بجلیاں گرائیں گی افسوس تمھیں تورات و زبور کی تکذیب کرتے کیا لگتا تھا جب تم قرآن کی نہ سُنو اللہ کا کذب تم ممکن گنو مگر جان کی آفت گلے کا غُل تو یہ ہے کہ آیات جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل فرمائیں کلامِ الٰہی بتائیں، یہ امام الطائفہ کے نسب کے چچا، شریعت کے باپ، طریقت کے دادا۔ اب انھیں نہ مشرک کہے بنتی ہے نہ کلامِ الٰہی پر ایمان لانے کو رُوٹھی وہابیت منتی ہے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یارا نہ چلنے کی تاب۔ ت) ؎

دوگونہ رنج و عذاب است جانِ لیلٰی را　　بلائے صحبتِ مجنوں و فرقتِ مجنوں[1]

(لیلٰی کی جان کو دو قسم کا دُکھ اور عذاب ہے، مجنوں کی صحبت اور اس کی جدائی کی مصیبت۔ ت)

ہاں اب ذرا گھبرائے دلوں، شرمائی چتونوں سے لجائی انکھڑیاں اُوپر اٹھائیے اور بحمد اللہ وہ سُنئے کہ ایمان نصیب ہو تو سُنّی ہو جائیے، جناب شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں تورات کے سفر چہارم میں ہے:

قال اللہ تعالٰی لابراھیم انّ ھاجرۃ تلد ویکون من ولدھا من یدہ فوق الجمیع ویدالجمیع مبسوطۃ الیہ بالخشوع[2]

اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وُہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اُس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی اور گڑگڑانے میں۔

وہ کون؟ محمد رسول اللہ سید الکون معطی العون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہان کے اُجالے۔ حمد اس کے وجہِ کریم کو جس نے ہماری عاجزی و

---

[1]

[2] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت و ایمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

www.alahazratnetwork.org

محتاجی کے ہاتھ ہر لئیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم رؤف ورحیم کے سامنے پھیلائے، والحمد للہ رب العٰلمین ؎

اُسے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا[1]

آیت ۴۳، از زبور مقدس: نیز تحفہ میں زبور شریف سے منقول:

یا احمد فاضت الرحمۃ علٰی شفتیك من اجل ذٰلك اُبارك علیك فتقلد السیف فان بھائك وحمدك الغالب (الٰی قولہ) والامم یخرون تحتك کتاب حق جاء اللہ بہ من الیمن والتقدیس من جبل فاران و امتلاءت الارض من تحمید احمد وتقدیسہ وملك الارض ورقاب الامم[2]

اے احمد! رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر، میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں، تُو اپنی تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے، سب اُمتیں تیرے قدموں میں گریں گی، سچی کتاب لایا اللہ برکت وپاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے، بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اے احمد پیارے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مملوکو خوشی وشادمانی ہے، تمہارے لئے تمہارا مالک پیارا سراپا کرم سراپا رحمت ہے، والحمد للہ رب العالمین ؎

عہد ما بالب شیریں دہناں بست خدائے ما ہمہ بندہ وایں قوم خداوندانند[3]

(ہمارا عہد وپیمان اللہ تعالٰی نے میٹھے منہ والوں کے لبوں کے ساتھ باندھ دیا ہے ہم سب غلام ہیں اور یہ قوم مالکوں کی ہے۔ ت)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا[4]

ولہذا حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالٰی عنہ،

---

[1] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ دوم ص ۵۳

[2] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت وایمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

[3]

[4] حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ص ۲

www.alahazratnetwork.org

پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاً و تذکیراً، پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض، پھر علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں:

من لم یر ولایۃ الرسول علیہ فی جمیع احوالہ ویر نفسہ فی ملکہ لا یذوق حلاوۃ سنتہ[1]

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنتِ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

فائدۂ عظیمہ: الحمدللہ سُنّیوں کی اقبالی ڈگری۔ ان آیات تورات و زبور پر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کو دو آیت تورات و انجیل مبارک مع چند احادیث کے یاد آئیں مگر اُن کے ذکر سے پہلے امام الطائفہ کے ایک انجان پنے کا اقرار سُن لیجئے۔ تقویۃ الایمان فصل ثانی اشراک فی العلم کے شروع میں لکھا:

"جس کے ہاتھ میں کُنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے" انتہی[2] ——— بھولا نادان لکھتے تو لکھ گیا مگر ؎

کیا خبر تھی انقلابِ آسماں ہو جائیگا　　دینِ نجدی پامالِ سُنّیاں ہو جائیگا

غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وُہ تو چند ورق بعد یہ کہنے کو ہے کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں[3]" یہاں اس کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا اختیارِ تام ثابت ہو جائیگا بیچارے مسکین عزیز کے دھیان میں اُس وقت یہی لوہے پیتل کی کنجیاں تھیں

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰے الباب الثانی لزوم محبتہ صلے اللہ علیہ وسلم المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/۱۶
نسیم الریاض فی شرح القاضی عیاض " " " " " مرکز اہلسنت گجرات ہند ۳/۳۴۶ و ۳۴۷
المواہب اللدنیۃ المقصد السابع المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۹۹ و ۳۰۰
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۶/۳۱۳

[2] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

[3] " " الفصل الرابع " " " " " " ص ۲۸

www.alahazratnetwork.org

جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بساطی[ف] پیسے پیسے بیچتے اس کی خواب میں بھی خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے رب جل وعلا نے اُس بادشاہِ جبار جلیل الاقتدار عظیم الاختیار صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کیا کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں ہاں ہم سے سُن اور وہ سُن کہ سُن ہو جا۔

آیات واحادیث عطائے مفاتیح عالم بحضور پُرنور مولائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

آیت ۴۴، از توراۃ شریف: بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ میں حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب احبار سے پوچھا، تم توراۃ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا، حضور کا وصف توراۃ مقدس میں یُوں ہے:

محمد رسول اللہ اسمہ المتوکل لیس بفظٍ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق و اعطی المفاتیح لیبصر اللہ بہ اعیُنا عورًا و یسمع بہ اذانًا صُمًا و یقیم بہ اَلسِنۃ معوجۃ حتّٰی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ یُعِیْنُ المظلوم ویمنعہ من ان یستضعف[1]

محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے، نہ درشت خُو ہیں نہ سخت گو، نہ بازاروں میں چلانے والے، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالٰی اُن کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

آیت ۴۵، از انجیل جلیل: حاکم بافادۂ تصحیح اور ابن سعد وبیہقی وابونعیم روایت کرتے ہیں ام المومنین ومحبوبۂ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلے اللہ تعالٰی علٰی بعلہا وابیہا وعلیہا وسلم فرماتی ہیں: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صفت وثنا انجیل پاک میں مکتوب ہے:

---

[1] الخصائص الکبرٰی باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/ ۱۱
دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۷۷

ف: بساطی: خردہ فروش۔ ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں بیچنے والا۔

www.alahazratnetwork.org

لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق واعطی المفاتیح[1] الخ مثل ما مر سواءً بسواءٍ۔

نہ سخت دل ہیں نہ درشت خُو، نہ بازاروں میں شور کرتے، اُنھیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔ باقی عبارت مثل تورات مبارک ہے۔

حدیث ۶۱ : بخاری ومسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

بینا انا نائم أتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی[2]

میں سو رہا تھا کہ تمام خزائنِ زمین کی کُنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

حدیث ۶۲ : امام احمد وابوبکر بن ابی شیبہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک و مختار صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء قبلی نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض الحدیث[3]۔

مجھے وہ عطا ہُوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سُن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں، الحدیث۔

امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

حدیث ۶۳ : امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیاء مقدسی صحیح مختارہ ابونعیم دلائل النبوۃ

---

[1] الخصائص الکبری باب ذکرہ فی التوراۃ والانجیل الخ مرکز اہل سنت گجرات الہند ۱/۱۱
المستدرک للحاکم کتاب التاریخ کان اجود الناس بالخیر دار الفکر بیروت ۲/۶۱۴
الطبقات الکبری لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار صادر بیروت ۱/۳۶۳

[2] صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۸۰
صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۹

[3] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۹۸
المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب المناقب حدیث ۳۱۶۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۳۰۸
الخصائص الکبری باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنصر بالرعب مرکز اہل سنت گجرات الہند ۲/۱۹۳

www.alahazratnetwork.org

میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور مالکِ تمام دنیا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتیت بمقالید الدنیا علٰی فرس ابلق جاءنی بہ جبریل علیہ قطیفۃ من سندس[1]

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں جبریل لے کر آئے اُس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش ونگار پڑا تھا۔

حدیث ۶۴: امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور پُرنور ابوالقاسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اوتیت مفاتیح کل شئ الا الخمس[2]

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے۔ یعنی غیوبِ خمسہ۔

علامہ حفنی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ اُعْلِمَ بِھَا بَعْدَ ذٰلِكَ[3]

پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں ان کا علم بھی دے دیا گیا۔

اسی طرح علامہ سیوطی نے بھی خصائص کبرٰی[4] میں نقل فرمایا: علامہ مدالبغی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے۔ وللہ الحمد۔

حدیث ۶۵: بعینہٖ یہی مضمون احمد[5] وابویعلٰی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔

حدیث آخر ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور مالک غیور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی تھیں،

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۲۸
الخصائص الکبرٰی بحوالہ احمد وابن حبان وابی نعیم باب اختصاصہ بالنصر مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲/ ۱۹۵

[2] مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۸۵
المعجم الکبیر " " " " " " ۱۲/ ۳۶۱

[3] حواشی الحفنی علی الجامع الصغیر علٰی ہامش السراج المنیر الحدیث اوتیت مفاتیح الخ المطبعۃ الازہریۃ المصریہ مصر ۲/ ۷۳

[4] الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنصر بالرعب مرکز اہل سنت گجرات الہند ۲/ ۱۹۵

[5] مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۸۶

www.alahazratnetwork.org

لماخرج من بطنی فنظرت الیہ فاذا انا بہ ساجدا ثم رایت سحابۃ بیضاء قد اقبلت من السماء حتی غشیتہ فغیب عن وجھی ثم تجلت فاذا انا بہ مدرج فی ثوب صوف ابیض وتحتہ حریرۃ خضراء و قد قبض علی ثلثۃ مفاتیح من اللؤلوء الرطب واذا قائل یقول قبض محمد علی مفاتیح النصرۃ و مفاتیح الربح و مفاتیح النبوۃ ثم اقبلت سحابۃ اُخری حتی غشیتہ فغیب عن عینی ثم تجلت فاذا انا بہ قد قبض علی حریرۃ خضراء مطویۃ واذا قائل یقول بخ بخ قبض محمد علی الدنیا کلھا لم یبق خلق من اھلھا الا دخل فی قبضتہ[1]۔ ھذا مختصر۔

جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں، پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے، پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمیں بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔ پھر اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نظر سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو اُن کے قبضہ میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

والحمد للہ رب العٰلمین۔

حدیث ۶۶: حافظ ابوزکریا یحیٰی بن عائذ اپنی مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رضوان خازنِ جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوشِ اقدس میں عرض کی،

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس باب ما ظہر فی لیلۃ مولدہ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۴۸

www.alahazratnetwork.org

معك مفاتيح النصرة قد البست الخوف والرعب لا يسمع احد بذكرك الا وجل فؤاده وخاف قلبه وان لم يرك يا خليفة الله[1]

حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں رعب و دبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چرچا سُنے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے نائب!

صلی اللہ تعالٰی علیك وعلٰی اٰلك وسلم۔

ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو ایک اللہ کا نائب ہی کہنے میں سب کچھ آگیا، اللہ کا نائب ایسا ہی تو چاہئے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ ایک دنیا کے کتے کا نائب کہیں کا صوبہ اسکی طرف سے وہاں کے سیاہ وسپید کا مختار ہوتا ہے مگر اللہ کا نائب کسی پتھر کا نائب ہے وما قدروا اللہ حق قدرہٖ[2] (اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی۔ ت) بے دولتوں نے اللہ ہی کی قدرت نہ جانی لا واللہ اللہ کا نائب اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک میں تصرفِ تام کا اختیار رکھتا ہے جب تو اللہ کا نائب کہلایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۶۷: امام دارمی اپنی سنن میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور مالکِ جنت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذا وفدوا وانا خطيبهم اذا انصتوا وانا شفيعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا يئسوا الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدي ولواء الحمد يومئذ بيدي[3]

میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اُٹھائے جائیں گے، اور میں اُن کا پیشوا ہوں جب وہ حاضرِ بارگاہ ہوں گے، اور میں اُن کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے، اور میں اُن کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے، اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید

---

[1] الخصائص الکبری باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۴۹

[2] القرآن الکریم ۶/۹۱ و ۳۹/۶۷

[3] مشکوٰۃ المصابیح بحوالۃ الترمذی والدارمی باب فضائل سید المرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۱۴

سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۴۹ دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ص ۳۰

الخصائص الکبری باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانہ اول من تنشق الارض منہ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲/۲۱۸

www.alahazratnetwork.org

الحدیث۔

ہوں گے، عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔

والحمد للہ رب العٰلمین، شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اس دن کے کاموں کا اختیار پیارے رؤف ورحیم کے ہاتھ میں رکھا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اس لئے شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

دراں روز ظاہر گردد کہ وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نائب ملک یوم الدین ست روز روز اوست وحکم حکم او بحکم رب العالمین[1]

اُس دن ظاہر ہوجائے گا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مالکِ یوم دین کے نائب ہیں۔ وہ دن آپ کا ہوگا اور اس میں رب العالمین کے حکم سے آپ کا حکم چلے گا۔ (ت)

حدیث ۶۸: ابن عبدربہ کتاب بہجۃ المجالس میں راوی کہ حضور پرنور افضل صلوات اللہ تسلیماتہ علیہ فرماتے ہیں:

ینصب الی یوم القیٰمۃ منبر علی الصراط وذکر الحدیث (الٰی ان قال) ثم یأتی ملکٌ فیقف علی اول مرقاۃٍ من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مَلکٌ خازن النار اِنّ اللہ امرنی اَن ادفع مفاتیح جہنم الٰی محمدٍ واِنّ محمدًا امرنی اَن ادفع الٰی ابی بکرٍ ھاہ اشھدوا ھاہ اشھدوا ثم یقف ملکٌ اٰخرُ علٰی ثانی مرقاۃٍ من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی

روزِ قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائیگا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہِ مسلمانان! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا میں مالک داروغہ دوزخ ہوں اللہ تعالٰی نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردوں، ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ۔ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہوکر پکارے گا: اے گروہِ مسلمین! جس نے مجھے جانا

---

[1] مدارج النبوۃ

www.alahazratnetwork.org

فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنان ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح الجنۃ الی محمد وان محمدا امرنی ان ادفعہا الی ابی بکر ھاہ اشھدوا ھاہ اشھدوا الحدیث۔ (اوردہ العلامۃ ابراھیم بن عبد اللہ المدنی الشافعی فی الباب السابع من کتاب التحقیق فی فضل الصدیق من کتابہ الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء۔

اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغۂ جنت ہوں مجھے اللہ تعالٰی نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کردوں۔ ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ۔ (علامہ ابراہیم بن عبداللہ المدنی الشافعی نے اپنی تحقیقی کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء کے ساتویں باب میں فضائل صدیق میں بیان کیا ہے۔ ت)

حدیث ۶۹: حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، حضور پُرنور سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیٰمۃ جمع اللہ الاولین والاٰخرین یُؤتٰی بمنبرین من نورٍ فیُنصب احدھما عن یمین العرش والاٰخر عن یسارہٖ ویعلوھما شخصان فینادی الذی عن یمین العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنۃ ان اللہ امرنی ان اُسلّم مفاتیح الجنۃ الی محمدٍ وانّ محمدًا امرنی ان اسلّمہا الی ابی بکرٍ وعُمَرَ لیدخلا محبیھما الجنۃ الا فاشھدوا

روزِ قیامت اللہ تعالٰی سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا دو منبر نور کے لاکر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے، داہنے والا پکارے گا: اے جماعاتِ مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغۂ بہشت ہوں مجھے اللہ عزّوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ سُنتے ہو گواہ ہوجاؤ۔

www.alahazratnetwork.org

ثم ینادی الذی عن یسار العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا مالک خازن النار ان اللہ امرنی ان اُسلّم مفاتیح النار الی محمدٍ و محمدٌ امرنی ان اُسلمھا الی ابی بکرٍ و عمر لیدخلا مبغضیھما النار اَلَا فاشھدوا۔ اوردہ ایضًا فی الباب السابع من کتاب الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکرٍ و عمر من کتاب الاکتفاء۔

پھر بائیں والا پکارے گا: اے جماعاتِ مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں، سُنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ (اس کو بھی کتاب الاکتفاء میں کتاب الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر و عمر میں باب ہفتم میں بیان کیا۔ ت)

یہی معنٰی ہیں اُس حدیث کے کہ ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی:

ینادی یوم القیٰمۃ این اصحابُ محمدٍ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، فیؤتٰی بالخلفاء رضی اللہ تعالٰی عنہم فیقول اللہ لھم اُدخلوا مَن شئتم الجنۃ و دَعُوا مَن شئتم اوماھو بمعناہ ذکرہ العلامۃ الشہاب الخفاجی فی نسیم الریاض شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فصل ما اطلع علیہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الغیوب، وقال اوماھو بمعناہ۔

روزِ قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحابِ محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ پس خلفاء رضی اللہ تعالٰی عنہم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔ (علامہ شہاب خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء الامام قاضی عیاض میں فصل "نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کن کن غیوب پر مطلع کیا گیا" میں اس کا ذکر کیا، اور فرمایا یا جو اس کے ہم معنٰی ہے۔ (ت)

---

[1] مناھل الشفاء ومناھل الصفاء بتحقیق شرف المصطفٰی حدیث ۲۳۸۸ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۵/ ۴۱۹، ۴۲۰

[2] نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ الغیلانیات فصل ومن ذٰلک ما اطلع علیہ من الغیوب مرکز اہلسنت گجرات الہند ۳/ ۱۶۴

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۷۰: ولہذا سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے فرمایا:

انا قسیم النار میں قسیم دوزخ ہوں۔

یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رواہ شاذان[1] الفضیلی عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فی جزء رد الشمس جعلنا اللہ ممن والاہ کما یحبہ و یرضاہ بجاہ جمال محبیہ آمین۔

اس کو شاذان نے جزء رد الشمس میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالٰی ہمیں اس کے محبوں میں رکھے جیسا کہ وہ خود اس سے محبت فرماتا ہے اور اس پر راضی ہے اس کے محبوں کے جمال کے صدقے۔ آمین! (ت)

بلکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی نے اسے احادیثِ حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت مولٰی علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو قسیم النار فرمایا۔ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:

قد خرج اھل الصحیح والائمۃ ما اعلم بہ اصحابہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مما وعدھم بہ من الظھور علی اعدائہ (الٰی قولہ) وقتل علیٍ وان اشقاھا الذی یخضب ھٰذہ من ھٰذہ ای لحیتہ من راسہ وانہ قسیم النار یدخل اولیاءہ الجنۃ واعداءہ النار[2]

بیشک اصحابِ صحاح وائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولٰی علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی شہادت اور یہ کہ بدبخت ترین اُمت ان کے سرِ مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا، اور یہ کہ مولا علی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنا بہ آمین! (اللہ تعالٰی اس سے راضی ہو اور اس کے صدقے ہم سے راضی ہو۔ آمین۔ ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ شاذان الفضیلی فی رد الشمس حدیث ۳۶۴۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۱۵۲

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن ذالک ما اطلع علیہ من الغیوب المکتبۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۱/ ۲۸۳ و ۲۸۴

www.alahazratnetwork.org

نسیم میں عبارتِ نہایہ:

ان علیًا رضی اللہ تعالٰی عنہ قال انا قسیم النار۔

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں قسیم دوزخ ہوں۔ (ت)

ذکر کرکے فرمایا:

ابن الاثیر ثقۃ وما ذکرہ علیؓ لایقال من قبل الرای فھو فی حکم المرفوع اذ لامجال فیہ للاجتہاد[1] اھ

ابن اثیر ثقہ ہے۔ اور جو کچھ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ذکر فرمایا وہ اپنی رائے سے نہیں کہا جا سکتا، لہذا وہ مرفوع کے حکم میں ہوگا کیونکہ اس میں اجتہاد کی مجال نہیں اھ۔

اقول کلام النسیم انہ لم یرہ مرویًا عن علیؓ فاحال علٰی وثاقۃ ابن الاثیر وقد ذکرنا تخریجہ وللہ الحمد۔

میں کہتا ہوں نسیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکو حضرت علی سے مروی نہیں جانتے چنانچہ انھوں نے اسے ابن اثیر کے ثقہ ہونے کی طرف پھیر دیا ہے اور ہم نے اس کی تخریج کردی ہے وللہ الحمد۔ (ت)

مدارج شریف میں ہے:

آمدہ است کہ ایستادہ میکند او را پروردگار وے یمین عرش و در روایتے بر عرش و در روایتے بر کرسی وے سپارد بوے کلیدِ جنت[2]۔

مروی ہے کہ اللہ تعالٰی آپ کو عرش کی دائیں جانب کھڑا کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ عرش کے اوپر، اور ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر کھڑا کریگا اور جنت کی چابی آپ کے سپرد فرمائے گا۔ (ت)

مُلّاجی! ذرا انصاف کی کنجی سے دیدۂ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہِ قدیر جل جلالہٗ نے اپنے نائبِ اکبر خلیفۂ اعظم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں۔ اور اب اپنا وہ بلائے جان اقرار یاد کیجئے "جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے[3]۔" دیکھ حجتِ الٰہی یوں قائم ہوتی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

---

[1] نسیم الریاض فصل ومن ذالک ما اطلع علیہ من الغیوب مرکز اہلسنت گجرات الہند ۳/ ۱۶۳

[2] مدارج النبوۃ باب ہشتم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۲۷۴

[3] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

www.alahazratnetwork.org

فصل دوم احادیثِ منیفہ میں

تین وصل پر مشتمل :

وصلِ اوّل اعظم واجل محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف جانفزا اسنادمیں جن سے ایمان کی جان میں جان آئے ایمان کی آنکھ نور و ایقان پائے، وباللہ التوفیق۔

حدیث ۷۱ : بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی سیدِ عالم مغنی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :

ماینقم ابنُ جمیلٍ الّا انّہ کان فقیرًا فاغناہ اللہ ورسولہ[1]

ابنِ جمیل کو کیا بُرا لگا یہی نا کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اُسے غنی کردیا، جل جلالہٗ و صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۷۲ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

اللہ ورسولہٗ مولٰی مَن لامولٰی لہ۔ الترمذی[2] وحسّنہ وابن ماجۃ عن امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جس کا کوئی نگہبان نہ ہو اللہ ورسول اس کے نگہبان ہیں (اسے ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن کہا، اور ابن ماجہ نے امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

علامہ مناوی تیسیر میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

ای حافظُ من لاحافظ لہ[3]۔

یعنی ارشادِ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا کوئی حافظ نہیں اللہ ورسول اُس کے حافظ ہیں۔

حدیث ۷۳ : کہ جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت ہوئی حضورِ انور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُن کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یتیم بچوں کو خدمتِ اقدس میں

---

[1] صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالٰی وفی الرقاب والغارمین قدیمی کتب خانہ پشاور ۱/۱۹۸

[2] سنن الترمذی باب ماجاء فی میراث الخال حدیث ۲۱۱۰ دارالفکر بیروت ۴/۳۳

سنن ابن ماجۃ ابواب الزکوٰۃ باب ذوی الارحام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۱

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث اللہ ورسولہ مولٰی من لامولٰی لہ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/۲۰۶

www.alahazratnetwork.org

یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہما اسے بیان کرکے فرماتے ہیں:

فجاءت اُمّنا فذکرت یتیمنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العیلۃ تخافین علیھم وانا ولیتھم فی الدنیا والاٰخرۃ۔ احمد والطبرانی[1] وابن عساکر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میری ماں نے حاضر ہوکر حضور پناہِ بیکساں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہماری یتیمی کی شکایت عرض کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں ان کا ولی وکارساز ہوں دنیا وآخرت میں۔ (امام احمد اور طبرانی اور ابن عساکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا۔ ت)

؎ غم نخورد آنکہ حفیظش توئی　　والی ومولٰی ووَلیش توئی

(وہ غم نہیں کھاتا جس کا محافظ، والی، آقا اور ولی تو ہے۔ ت)

حدیث ۷۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

حبّ ابی بکرٍ وعُمَرَ من الایمان وبغضھما کفر وحبّ الانصار من الایمان وبغضھم کفر وحبّ العرب من الایمان وبغضھم کفر، ومن سبّ اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ، ومن حفظنی فیھم فانا احفظہ یوم القیٰمۃ۔ ابن[2] عساکر عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

محبت ابوبکر وعمر کی ایمان سے ہے اور ان کا بُغض کُفر، اور محبت انصار کی ایمان سے ہے اور اُن کا بُغض کفر، اور محبت عرب کی ایمان سے ہے اور اُن کا بُغض کفر، اور میرے اصحاب کو جو بُرا کہے اس پر اللہ کی لعنت، اور جو ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے میں روزِ قیامت اُس کا حافظ ونگہبان ہوں گا (ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

وللہ الحمد۔

حدیث ۷۵ و ۷۶: دنیا کی ظاہری زینت وحلاوت اور مال حلال کماکر اچھی جگہ خرچ کرنے

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن جعفر المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۰۴ و ۲۰۵
تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۳۳۰۳ عبداللہ بن جعفر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۹/ ۱۷۳ و ۱۷۴

[2] تاریخ دمشق الکبیر " ۵۳۰۲ عمر بن الخطاب " " " " ۴۷/ ۱۸۱

www.alahazratnetwork.org

کی خوبی اور حرام کما کر بُری جگہ اٹھانے کی برائی بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ورُبّ متخوّضٍ فیما شاءت نفسہٗ من مال اللہ ورسولہٖ لیس لہٗ یوم القیٰمۃ الّا النار۔ احمد[1] والترمذی وقال حسنٌ صحیح عن خولۃ بنت قیس والبیھقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اور بہت اللہ اور رسول کے مال سے اپنے نفس کی خواہشوں میں ڈوبنے والے ہیں جن کے لئے قیامت میں نہیں مگر آگ۔ (احمد اور ترمذی نے خولہ بنت قیس سے روایت کیا اور اس کو حسن صحیح کہا اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۷۷: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مانفعنی مالٌ قطُّ مانفعنی مال ابی بکر مجھے کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا۔ صدیق اکبر روئے اور عرض کی: ھل انا ومالی الّا لک یا رسول اللہ میری جان و مال کا مالک حضور کے سوا کون ہے یارسول اللہ۔

احمد[2] فی مسندہ بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

احمد نے اپنی مسند میں بسندِ صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا (ت)

حدیث ۷۸: آیہ کریمہ:

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الّا المودۃ فی القربٰی[3]

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (ت)

کے اسبابِ نزول میں مروی انصار کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور عاجزی کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کی:

اموالنا وما فی ایدینا للہ و

ہمارے مال اور ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۷۸
سنن الترمذی کتاب الزہد باب ماجاء فی اخذ المال حدیث ۲۳۸۱ دار الفکر بیروت ۴/۱۶۶
شعب الایمان حدیث ۵۵۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/۳۹۶ و ۳۹۷

[2] مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۵۳

[3] القرآن الکریم ۴۲/۲۳

www.alahazratnetwork.org

رسولہ۔ ابناء جریر[1] وابی حاتم ومردویۃ عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

ہے سب اللہ ورسول کا ہے۔ (جریر کے بیٹوں اور ابی حاتم اور مردویہ نے مقسم سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۷۹: کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے روزِ حنین زنان وصبیانِ بنی ہوازن کو اسیر فرمایا اور اموال وغلام وکنیز مجاہدین پر تقسیم فرما دئے اب سرداران قبیلہ اپنے اہل وعیال واموال حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) سے مانگنے کو حاضر ہوئے زہیر بن صرد جشمی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ؎

(۱) امنن علینا رسول اللہ فی کرم ۔۔۔ فانک المرء نرجوہ و ندخر

(۲) امنن علی بیضۃ قد عاقہا قدر ۔۔۔ فشتت شملہا فی دہرہا غیر

(۳) ابقت لنا الدہر ہنا فاعلی حزن ۔۔۔ علی قلوبہم الغماء والغمر

(۴) ان لم تدارکہم نعماء تنشرہا ۔۔۔ یا ارجح الناس حلما حین یختبر

(۱) یارسول اللہ! ہم پر احسان فرمائیے اپنے کرم سے، حضور ہی وہ مردِ کامل وجامع فواضل ومحاسن وشمائل ہیں جس سے ہم امید کریں اور جسے وقت مصیبت کے لئے ذخیرہ بنائیں۔

(۲) احسان فرمائیے اس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئی اس کی جماعت تتر بتر ہوگئی اس کے وقت کی حالتیں بدل گئیں۔

(۳) یہ بدحالیاں ہمیشہ کے لئے ہم میں غم کے وہ مرثیہ خواں باقی رکھیں گی جن کے دلوں پر رنج وغیظ مستولی ہوگا۔

(۴) اور حضور کی نعمتیں جنھیں حضور نے عام فرمادیا ہے اُن کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں اے تمام جہان سے زیادہ عقل والے! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)

---

[1] جامع البیان (تفسیر طبری) تحت الآیۃ ۴۲/۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵/۳۲
تفسیر ابن ابی حاتم " " مکتبۃ نزار مصطفٰی الباز مکۃ المکرمۃ ۱۰/۳۲۷۶
الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/۲۹۹

www.alahazratnetwork.org

قال فلما سمع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھٰذا الشعر قال ما کان لی ولبنی عبد المطلب فھو لکم و قالت قریش ما کان لنا فھو للہ و لرسولہ وقالت الانصار ما کان لنا فھو للہ ورسولہ۔ الطبرانی فی ثلاثیات معجمہ الصغیر حدثنا عبید اللہ ابن رماحس القیسی برمادۃ الرملۃ سنۃ اربع وسبعین ومائتین ثنا ابوعمرو زیاد بن طارق وکان قد اتت علیہ عشرون ومائۃ سنۃ قال سمعت اباجرول زہیر بن صُرد[1] الجُشَمی یقول فذکرہ۔

یہ اشعار سُن کر سیدِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبد المطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمھیں بخش دیا۔ قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اسکے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے جل جلالہٗ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ طبرانی نے معجم صغیر کی ثلاثیات میں کہا کہ ہمیں ۲۷۴ھ میں رمادہ رملہ پر عبید اللہ بن رماحس قیسی نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعمرو زیاد بن طارق نے جن کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی انھوں نے کہا میں نے ابوجرول زہیر بن صُرد جشمی کو کہتے ہوئے سُنا، پھر انھوں نے اس کو ذکر کیا۔ (ت)

حدیث ۸۰: کہ اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور پرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی: ؎

انت الرسول الذی تُرجٰی فواضلُہٗ عندَ القحُوطِ اذا ما اخطاءَ المطَرُ

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا کرے۔

عمر بن شیبۃ من طریق عامر الشعبی ذکرہ الحافظ فی الاصابۃ و قال ذکرہ ابن فتحون فی الذیل[2]

(عمر بن شیبہ نے بطریق عامر الشعبی سے روایت کیا، حافظ نے الاصابہ میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا اس کا ذکر ابن فتحون نے ذیل میں کیا۔ ت)

---

[1] المعجم الکبیر عن زہیر بن صُرد الجشمی حدیث ۵۳۰۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵/ ۷۰ - ۲۶۹
المعجم الصغیر من اسمہ عبید اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۷ - ۲۳۶
المعجم الاوسط حدیث ۴۶۶۷ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/ ۱۹ - ۳۱۸

[2] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۱۶۸ اسود بن مسعود ثقفی دار الفکر بیروت ۱/ ۷۵

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۸۱ : ایک اعرابی نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ،

(۱) اتیناك والعذراء یدمی لبابھا — وقد شغلت ام الصبی عن الطفل

(۲) والقت بکفیھا الفتی لِاستکانۃٍ — من الجوع ضعفاً لا یُمِرُّ ولا یُحلِی

(۳) ولیس لنا الا الیك فِرارُنا — واین فِرارُ الخَلقِ اِلّا الی الرُّسُلِ

(۱) ہم درِ دولت پر شدّتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنھیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں ۔

(۲) جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضُعفِ گرسنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی بات نہیں نکلتی ۔

(۳) اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں، اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں ۔ صلی اللہ تعالٰی علیھم وبارك وسلم ۔

یہ فریاد سُن کر حضور رحمتِ عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم بنہایتِ عجلت منبرِ اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دستِ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا، ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جُھک کر گلوئے پُرنور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اُمڈا اور بیرونِ شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ! ہم ڈُوبے جاتے ہیں ۔ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ، حَوَالَیْنَا لَا عَلَیْنَا ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس ۔ فوراً ابر مدینے پر سے کُھل گیا، آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ سے کُھلا ہوا ۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے خندۂ دنداں نما کیا اور فرمایا : اللہ کے لئے ہے خوبی ابو طالب کی ، اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں ، کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے ۔

مولٰی علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ نے عرض کی : یا رسول اللہ ! شاید حضور یہ اشعار سُننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعتِ اقدس میں عرض کئے تھے : ؎

(۱) وَاَبیضُ یُستسقی الغمامُ بوجھہٖ — ثِمالُ الیتامٰی عِصمۃٌ للاَرامِلِ

(۲) تَلُوذُ بہِ الھُلّاکُ من اٰلِ ھاشمٍ — فھُم عندہٗ فی نِعمۃٍ وَّ فواضِلِ

www.alahazratnetwork.org

(۱) وہ گورے رنگ والے کہ اُن کے مُنہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کے جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان۔

(۲) بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت اُن کی پناہ میں آتے ہیں اُن کے پاس اُن کی نعمت وفضل میں بسر کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، اَجَلْ ذٰلِكَ اَرَدْتُّ ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی۔

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وسقانا بجاھہ عندہ الغیث النافع الاتم الاعم اٰمین!

اللہ تعالٰی آپ پر درود وسلام نازل فرمائے اور ہمیں آپ کے طفیل بارانِ رحمت عطا فرمائے جو نافع کامل ترین اور سب کو شامل ہو۔ آمین (ت)

البیہقی[1] فی الدلائل بسند صالح کما افادہ حافظ الشان العسقلانی والدیلمی فی مسندِ الفردوس کلاھما عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیہقی نے دلائل میں بسند صالح روایت کیا جیسا کہ حافظ الشان العسقلانی نے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں اس کا افادہ فرمایا ان دونوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

یہ حدیث نفیس بحمد اللہ تعالٰی اوّل تا آخر شفائے مومنین وشقائے منافقین ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پسندیدہ فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے مقصودِ رسالہ ہیں کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں، خلق کیلئے جائے پناہ نہیں سوا بارگاہِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا کے، وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں مینہ اُترتا ہے، وہ یتیموں کا حافظ، وہ بیواؤں کا نگہبان، وہ ملجا وماوا کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت اُسکی پناہ میں آکر اُس کی نعمت اس کے فضل سے چین کرتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وبارک وسلم۔

حدیث ۸۲: کہ جب جعرانہ کے اموالِ غنیمت حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قریش و

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی باب استسقاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۴۱
فتح الباری شرح صحیح البخاری باب سوال الناس الامام الاستسقاء " " " ۳/ ۴۲۹

www.alahazratnetwork.org

دیگر اقوامِ عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اُس میں سے کوئی شے نہ پائی انھیں (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ہم پر اب وہ نظرِ توجہ وکرم نہ رہی شاید اب اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائیں بمقتضائے سنتِ عُشاق کہ دوسروں پر لطفِ محبوب زائد دیکھ کر رنجیدہ وکبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک کہ بعض کی زبان پر بعض کلمات شکایت آمیز آئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سُنا، خاطرِ انور پر ناگوار گزرا، انھیں جمع کر کے ارشاد فرمایا:

الم اجدکم ضُلّالاً فھداکم اللہ، الم اجدکم عالۃ فاغناکم اللہ۔[1]

کیا میں نے تمھیں نہ پایا گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمھیں راہ دکھائی، کیا میں نے تمھیں نہ پایا محتاج پس اللہ عزوجل نے تمھیں تونگری دی۔

اور صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد میں یُوں ہے:

یامعشر الانصار الم اجدکم ضُلّالاً فھداکم اللہ بی، وکنتم متفرقین فالفکم اللہ بی، وکنتم عالۃ فاغناکم اللہ تعالٰی بی۔ رواہ عن عبدِ اللہ بن زید بن عاصم،[2] و نحوہ لاحمد عن انس[3] ولہ ولعبد بن حمید والضیاء عن ابی سعید[4] رضی اللہ تعالٰی

اے گروہِ انصار! کیا میں نے نہ پایا تمھیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمھیں میرے ذریعے سے ہدایت کی اور تمھارے آپس میں پھوٹ تھی اللہ تعالٰی نے میرے وسیلے سے تم میں موافقت کر دی، اور تم محتاج تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمھیں تونگری بخشی (عبد اللہ بن زید بن عاصم سے اسے روایت کیا گیا اور اسی طرح احمد نے حضرت انس سے نیز احمد، عبد بن حمید اور ضیاء نے ابوسعید خدری سے روایت کیا

---

[1] المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب المغازی غزوۃ حنین الخ حدیث ۳۶۹۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۴۲۹

[2] صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۰۲
صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المولفۃ الخ " " " ۱/ ۳۳۹
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۴۲

[3] " " " عن انس " " " " ۳/ ۱۰۴ و ۲۵۳

[4] کنز العمال بحوالہ حم وعبد بن حمید عن ابی سعید الخدری حدیث ۳۳۷۶۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۱۷

www.alahazratnetwork.org

عنہم۔ رضی اللہ تعالٰی عنہم (ت)

انصار کرام ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے تھے:

نعوذ باللہ من غضب اللہ و من غضب رسولہ۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

الا تجیبون جواب کیوں نہیں دیتے؟

انصار نے عرض کی:

اللہُ و رسولہ اَمَنُّ و اَفضلُ۔ اللہ و رسول کا احسان زائد ہے اور اللہ و رسول کا فضل بڑا ہے۔

حضور نے فرمایا: تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو۔

انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے:

اللہُ و رسولہ اَمَنُّ و افضلُ۔ اللہ و رسول کا احسان زائد ہے اللہ و رسول کا فضل بڑا ہے۔

ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مُصَنَّفِہٖ[1] عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۸۳: کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

مَوتانُ الارضِ للہِ و رسولہٖ۔ البیہقی[2] فی الشعب عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما موصولاً۔ جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی ہے (بیہقی نے شعب میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے موصولاً روایت کیا۔ ت)

---

[1] المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب المغازی حدیث ۳۶۹۸۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۴۱۹

[2] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب احیاء الموات باب لایترک ذمی یحییہ الخ دارصادر بیروت ۶/ ۱۴۳

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۸۴ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

عادِیَ الارض من اللہ و رسولہ۔ قدیم زمینیں اللہ و رسول کی مِلک ہیں، اسی میں ھو فیھا عن طاؤس[1] مرسلاً۔ طاؤس سے مرسلاً مروی ہے۔ (ت)

اقول بَن، جنگل، پہاڑوں اور شہروں کی مِلک افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اُن پر ظاہری مِلک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص مِلکِ خدا و رسول ہیں جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، ورنہ محلوں، احاطوں، گھروں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ و رسول کی مِلک ہیں اگرچہ ظاہری نام مَن و تُو کا لگا ہوا ہے۔ زبور شریف سے ربّ العزّت کا نام سُن ہی چکے کہ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام اُمتوں کی گردنوں کا[2] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ تو یہ تخصیص مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ والامر یومئذٍ للہ[3] میں تخصیص زمانی کہ حکم اُس دن اللہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے، مگر وہ دن روز ظہورِ حقیقت و انقطاعِ اِدّعا ہے۔ لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلاتخصیص اللہ و رسول کی مِلک بتائی وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں :

حدیث ۸۵ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

اِعلَموا انّ الارض للہ ولرسولہ۔ البخاری[4] فی الجہاد من الجامع الصحیح باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ و رسول ہیں جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (امام بخاری نے الجامع الصحیح میں کتاب الجہاد باب "یہود کا جزیرۃ العرب سے اخراج" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۸۶ : اعشی مازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ خدمت اقدس میں اپنے بعض اقارب کی ایک

---

[1] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب احیاء الموات باب لایترک ذمی یحییہ الخ دار صادر بیروت ۶/ ۱۴۳

[2] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت و ایمانِ انبیاء سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

[3] القرآن الکریم ۸۲/ ۱۹

[4] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۹

صحیح مسلم باب اجلاء الیہود من الحجاز " " " ۲/ ۹۴

www.alahazratnetwork.org

فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی ؎

یَا مَالِکَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ

(اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے)

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی فریاد سُن کر شکایت رفع فرمادی۔

الامام احمد حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی ثنا ابو معشر البراء ثنی صدقة بن طیسلة ثنی معن بن ثعلبة المازنی والحی بعد ثنی الاعشی المازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال اتیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانشدتہ یا مالک الناس و دیان العرب الحدیث[1] ورواہ الامام الاجل ابو جعفر الطحاوی فی معانی الآثار حدثنا ابن ابی داؤد ثنا المقدمی ثنا ابو معشر الی اٰخرہ نحوہ سنداً[2] ومتناً ورواہ ابن عبد اللہ ابن الامام فی زوائد مسندہ من طریق عوف بن کہمس بن الحسن عن صدقة بن طیسلة حدثنی معن بن ثعلبة المازنی والحی بعدہ قالوا ثنا الاعشی رضی اللہ تعالٰی عنہ فذکرہ[3] قلت والیہ اعنی عبد اللہ عزاہ حافظ الشان فی الاصابة[4] انہ رواہ فی الزوائد والعبد الضعیف غفر اللہ تعالٰی لہ قد رواہ فی المسند نفسہ ایضا کما سمعت وللہ الحمد ورواہ البغوی وابن السکن وابن ابی عاصم کلھم من طریق الجنید بن امین بن عروة بن نضلة بن طریف بن بُھصل الحرمازی عن ابیہ عن جدہ نضلة ولفظ البغوی عنہ حدثنی ابی امین حدثنی ابی ذروة عن ابی نضلة عن رجل منھم یقال لہ الاعشی واسمہ عبد اللہ بن الاعور رضی اللہ تعالٰی عنہ فذکر القصة وفیہ فخرج حتی اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فعاذ بہ وانشأ یقول یا مالک الناس و دیان العرب الحدیث[5]۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۰۱

مجمع الزوائد کتاب النکاح باب النشوز دار الکتاب بیروت ۴/ ۲۳۱

[2] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیة باب روایة الشعر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۰

[3] زوائد عبد اللہ بن احمد کتاب الادب باب ما جاء فی الشعر حدیث ۱۲۸ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ص ۳۲۳

[4] الاصابة فی تمییز الصحابة ترجمہ ۴۵۳۳ عبد اللہ بن الاعور دار الفکر بیروت ۳/ ۱۵۲

[5] " " " بحوالہ البغوی ترجمہ ۸۷۱۴ نضلة بن طریف " " ۵/ ۳۳۷

www.alahazratnetwork.org

یہ حدیث جلیل اتنے ائمہ کبار نے باسانیدِ متعددہ روایت کی اور طریقِ اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ،
اعشٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی کہ
اے مالک آدمیاں، و اے جزا و سزا دہ عرب صلی اللہ تعالٰی علیک وبارک وسلم۔

حدیث ۸۷: حارث بن عوف مزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی،

ابعث معی من یدعو الی دینک فانا لہ جار۔

میرے ساتھ کسی شخص کو حضور ارسال فرمائیں جو میری قوم کو حضور کے دین کی طرف دعوت کرے اور وہ میری پناہ میں ہوگا۔

حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ساتھ کر دیا حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کنبے والوں نے عہد شکنی کر کے انھیں شہید کر دیا۔ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس بارے میں اشعار کہے از انجملہ یہ شعر ؎

یاحارث من یغدر بذمۃ جارہ ۔۔۔ منکم فان محمدًا لا یغدر

اے حارث! جو کوئی تم میں اپنے پناہ دیئے ہوئے کے عہد سے بے وفائی کرے تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جسے پناہ دیتے ہیں وہ سچی پناہ ہوتی ہے۔

فجاء الحارث فاعتذر ووَدِیَ الانصاری وقال یا محمد انی عائذ بك من لسان حسان۔ الزبیر بن بکار حدثنی عمی مصعب ان الحارث بن عوف اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فذکرہ۔[1]

حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہو کر عذر کیا اور انصاری شہید کی دیت دی اور حضور سے عرض کی یارسول اللہ! میں حضور کی پناہ مانگتا ہوں حسان کی زبان سے۔ زبیر بن بکار نے کہا مجھے میرے چچا مصعب نے حدیث بیان کی کہ حارث بن عوف رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور پھر پوری حدیث بیان کی۔ (ت)

حدیث ۸۸: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے،

انہ کان یضرب غلامہ فجعل یقول اعوذ باللہ فقال

یعنی وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، غلام نے کہنا شروع کیا، اللہ کی دُہائی، اللہ کی دُہائی۔

---

[1] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ الزبیر ترجمہ ۱۴۵۷ الحارث بن عوف دار الفکر بیروت ۱/ ۴۳۰

www.alahazratnetwork.org

فجعل یضربہٗ فقال اعوذ برسول اللہ، فترکہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ اَقْدَرُ علیك منك علیہ قال فاعتقہٗ۔[1]

اُنھوں نے ہاتھ نہ روکا۔ غلام نے کہا، رسول اللہ کی دُہائی۔ فوراً چھوڑ دیا۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! بے شک اللہ تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تُو اس غلام پر۔ اُنھوں نے غلام کو آزاد کردیا۔

الحمدُ للہ! اس حدیثِ صحیح کے تیور دیکھئے، حیا ہو تو وہابیت کو ڈوب مرنے کی بھی جگہ نہیں، یہ حدیث تو خدا جانے بیمار دلوں پر کیا کیا قیامتیں توڑے گی۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دُہائی دینا ہی اُن کے دُہائی مچانے کو بہت تھی نہ کہ وہ بھی یوں کہ سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہ خود فرماتے ہیں وہ اللہ عزوجل کی دُہائی دیتا رہا میں نے نہ چھوڑا جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دُہائی دی فوراً چھوڑ دیا۔

علماء فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دُہائی سُن کر حضور کی عظمت دل پر چھائی ہاتھ روک لیا۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یعنی پہلی بات ایک معمول ہو جانے سے ایسی مؤثر نہ ہوئی، انسان کا قاعدہ ہے کہ جس بات کا محاورہ کم ہوتا ہے اس کا اثر زیادہ پڑتا ہے ورنہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دہائی بعینہٖ اللہ عزوجل کی دہائی ہے اور نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت اللہ عزوجل کی عظمت سے ناشی ہے۔ بحمداللہ حدیث کے یہ معنے ہیں اگرچہ وہابیہ کے طور پر تو اس کا درجہ شرک سے بھی کچھ آگے بڑھا ہوا ہے۔

حدیث ۸۹: یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا:

قال بینا رجلٌ یضرب غلامًا لہٗ وھو یقول اعوذ باللہ اذ بَصُر برسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اعوذ برسول اللہ فالقٰی

یعنی ایک صاحب اپنے غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی دُہائی۔ اتنے میں غلام نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا اب کہا رسول اللہ کی دہائی۔ فوراً اس

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحۃ الممالیک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۵۲

www.alahazratnetwork.org

ماکان فی یدہٖ وخلّٰی عن العبد فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اَمَا واللہ انہ احق ان یعاذ من استعاذ بہ منّی فقال الرجل یا رسول اللہ فھو حُرٌّ لوجہ اللہ[1]

صاحب نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: سُنتا ہے خدا کی قسم بیشک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دُہائی دینے والے کو پناہ دی جائے۔ اُن صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ! تو وہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔

اقول الحمد للہ اس حدیث نے تو اور بھی پانی سر سے تیر کردیا، صاف تصریح فرمادی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غلام کی دونوں دُہائیاں بھی سُنیں اور پہلی دُہائی پر اُن کا نہ رُکنا اور دُوسری پر فوراً باز رہنا بھی ملاحظہ فرمایا مگر افسوس کہ وہابیت کی ذلّت ومردودیت کہ نہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُس غلام سے فرماتے ہیں کہ تو مُشرک ہوگیا اللہ کے سوا میری دُہائی دیتا ہے اور وُہ بھی کس طرح کہ اللہ عزوجل کی دُہائی چھوڑ کر نہ آقا سے ارشاد کرتے ہیں کہ یہ کیسا شرک اکبر، خدا کی دہائی کی وہ بے پرواہی اور میری دُہائی پر یہ نظر، ایک تو میری دُہائی ماننی اور وہ بھی یوں کہ خدا کی دُہائی نہ مان کر افسوس آقا وغلام کو مشرک بنانا درکنار خود جو اس پر نصیحت فرماتے ہیں وہ کس مزے کی بات ہے کہ اللہ مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے، دُہائی تو اپنی بھی قائم رکھی اور اپنی دُہائی دینے پر پناہ دینی بھی ثابت رکھی، صرف اتنا ارشاد ہُوا کہ خدا کی دُہائی زیادہ ماننے کے قابل تھی۔ الحمد للہ کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دین وہابیہ کے جھوٹے قرآن تقویۃ الایمان کی کچھ قدر نہ فرمائی اُسے سخت ذلّت پہنچائی جس میں اس کا امام لکھتا ہے:

"اول معنے شرک وتوحید کے سمجھنا چاہئے اکثر لوگ پیروں پیغمبروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اُن سے مرادیں مانگتے ہیں، کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی غلام محی الدین، کوئی مشکل کے وقت کسی کی دُہائی دیتا ہے، غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بُتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء وانبیاء سے کر گزرتے ہیں اور دعوٰی مسلمانی کا کئے جاتے ہیں۔ سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ

---

[1] الدر المنثور بحوالہ عبدالرزاق عن الحسن تحت الآیۃ ۴/ ۳۶ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۰۲
کنز العمال بحوالہ عب عن الحسن حدیث ۲۵۶۷۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۲۰۳

www.alahazratnetwork.org

نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں[1] اھ مختصراً

ان دافع البلا کے منکروں سے بھی اتنا پوچھ لیجئے کہ کسی کی پناہ یعنی اس کی دہائی دینی دفع بلا ہی کے لئے ہوتی ہے یا کچھ اور۔ ولکن الوھابیۃ قوم یعتدون (اور قوم وہابیہ حد سے بڑھنے والی ہے۔ ت)

حدیث ۹۰: ابن ماجہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال کنّا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذ اقبل بعیر تعدو احتی وقف علٰی ھامۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایھا البعیر اسکن فان لک صادقا فلک صدقک وان لک کاذبا فعلیک کذبک مع ان اللہ تعالٰی قد امّن عائذنا ولیس بخائب لائذنا فقلنا یا رسول اللہ ما یقول ھذا البعیر، فقال ھذا بعیر ھم اھلہ بنحرہ واکل لحمہ فھرب منھم واستغاث بنبیکم فبینا نحن کذلک اذ اقبل صاحبہ او قال اصحابہ یتعادون فلما نظر الیھم البعیر عاد الٰی ھامۃ رسول اللہ صلی اللہ

یعنی ہم خدمتِ اقدس حضورِ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، اے اونٹ! ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے، اس کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالٰی نے اس کے لئے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجا لائے وہ نامرادی سے بری ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے؟ فرمایا: اس کے مالکوں نے اسے حلال کرکے کھا لینا چاہا تھا یہ اُن کے پاس سے بھاگ آیا اور تمھارے نبی کے حضور فریاد لایا۔ ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کا مالک یا کہا اس کے مالک دوڑتے آئے، اونٹ نے جب انھیں دیکھا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے

---

[1] تقویۃ الایمان پہلا باب توحید وشرک کے بیان میں مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص۴

www.alahazratnetwork.org

تعالٰی علیہ وسلم فلا ذبھا فقالوا یارسول اللہ ھذا بعیرنا ھرب منذ ثلاثۃ ایام فلم نلقہ الا بین یدیك، فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اَمَا انہ یشکو الیّ فبئست الشکایۃ۔ فقالوا یارسول اللہ ما یقول؟ قال یقول انہٗ ربّی فی امنکم احوالًا وکنتم تحملون علیہ فی الصیف الی مواضع الکلاء فاذا کان الشتاء رحلتم الی موضع الدفاء فلما کبُر استفحلتم فرزقکم اللہ ابلًا سائمًا فلما ادرکتہ ھٰذہ السنۃ الخصیۃ ھممتم بذبحہ واکل لحمہ۔ فقالوا واللہ کان ذٰلك یارسول اللہ۔ فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماھٰذا جزاء المملوك الصالح من مولیہ۔ قالوا یارسول اللہ فانّا لانبیعہ ولا ننحرہ۔ فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کذبتم قد استغاث بکم فلم تغیثوہ وانا اولٰی بالرحمۃ منکم فانّ اللہ نزع الرحمۃ من قلوب المنافقین واسکنھا فی قلوب المؤمنین۔ فاشتراہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منھم بمائۃ درھم وقال یٰایتھا البعیر!

سرِانور کے پاس آگیا اور حضور کی پناہ پکڑی، اس کے مالکوں نے عرض کی، یارسول اللہ! ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہُوا ہے آج حضور کے پاس ملا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، سُنتے ہو اس نے میرے حضور نالش کی ہے اور بہت ہی بُری نالش ہے۔ وہ بولے: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا، گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم مقام تک کُوچ کرتے، جب وہ بڑا ہُوا تو تم نے اسے سانڈ بنالیا اللہ تعالٰی نے اس کے نطفے سے تمہارے بہت اُونٹ کردئے جو چرتے پھرتے ہیں، اب جو اسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کرکے کھالینا چاہا۔ وُہ بولے: یارسول اللہ! خدا کی قسم! یُونہی ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اُس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے۔ وہ بولے، یارسول اللہ! تو ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے۔ فرمایا: غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق ولائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ عزوجل نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے۔ پس حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہ اُونٹ ان سے سَو روپے کو خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا: اے اُونٹ!

www.alahazratnetwork.org

اِنطَلِق فانت حُرٌّ لوجہ اللہ تعالٰی۔ فرغٰی علٰی ھامۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰمین۔ ثم رغٰی فقال اٰمین۔ ثم رغٰی فقال اٰمین۔ ثم رغٰی الرابعۃ فبکی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ فقلنا یا رسولَ اللہ ما یقول ھٰذا البعیر؟ قال قال جزاك اللہ ایّھا النبی عن الاسلام والقراٰن خیرًا۔ فقلت اٰمین۔ ثم قال سکّن اللہ رعب امّتك یوم القیٰمۃ کما سکّنت رُعبی۔ فقلت اٰمین۔ ثم قال حقن اللہ دماء اُمّتك من اعدائھا کما حقنت دمی فقلت اٰمین۔ ثم قال لاجعل اللہ باسَ اُمّتك بینھا فبکیت فانّ ھذہ الخصال سألت ربّی فاعطانیھا ومنعنی ھٰذہٖ و اخبرنی جبریل علیہ السلام عن اللہ عزّ و جلّ اَنّ فَناء امتی بالسیف جری القلم بما ھو کائن۔ کذا اوردہ عازیا

چلا جا کہ تُو اللہ عزّ وجل کے لئے آزاد ہے۔ یہ سُن کر اس نے سرِ اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی۔ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آمین کہی۔ اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی۔ اس نے سہ بارہ عرض کی حضور نے پھر آمین کہی۔ اس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گریہ فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا: اس نے کہا اے نبی اللہ! اللہ عزّ وجل حضور کو اسلام و قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین، پھر اس نے کہا اللہ تعالٰی قیامت کے دن حضور کی اُمت سے خوف دُور کرے جس طرح حضور نے میرا خوف دُور کیا میں نے کہا آمین، پھر اس نے کہا اللہ جل وعلا حضور کی اُمت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے (کہ کفار کبھی انھیں استیصال نہ کرسکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا، میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اللہ سبحانہٗ اُمتِ والا کی سختی انکے آپس میں نہ رکھے (باہمی خونریزی سے دُور رہیں)، اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں اپنے رب عزّ وجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ پچھلی منع فرمائی اور مجھے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ عزّ وجل کی طرف سے خبر کردی کہ میری اُمت کی فنا تلوار سے ہے۔ قلم چل چکا شُدنی پر۔

www.alahazratnetwork.org

لہ الامام الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم المنذری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فی کتاب الترغیب[1] والترھیب۔

یوں ہی کتاب الترغیب والترھیب میں امام حافظ ذکی الدین عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ سے وارد ہے۔ (ت)

فقیر نے اس رسالہ میں بنظرِ اختصار اکثر احادیث کا خلاصہ لکھا یا صرف محلِ استدلال پر اقتصار کیا۔ یہ حدیث نفیس کہ ایک اعلٰی اعلامِ نبوت ومعجزاتِ جلیلہ حضرت رسالت علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والتحیۃ سے تھی بتمامہ ذکر کرنی مناسب سمجھی، یہاں موضع استناد وہ پیاری پیاری اسناد ہے کہ جو ہماری پناہ لے اللہ عزوجل اُسے امان دیتا ہے اور جو ہم سے التجا کرے نامراد نہیں رہتا۔ الحمد للہ رب العالمین اور خدا جانے دافع البلاء کس شے کا نام ہے۔

حدیث ۹۱: عبداللہ بن سلامہ بن عمیر اسلمی صحابی ابن صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

تزوجت ابنۃ سراقۃ ابن حارثۃ النجاری وقُتِل ببدر فلم اُصِب شیئا من الدنیا کان احب الی من نکاحھا واصدقتھا مائتی درھم فلم اجد شیئا اسوقہ الیھا فقلت علی اللہ ورسولہ المعوّل فجئت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاخبرتہ الحدیث۔

میں نے سراقہ بن حارثہ نجاری شہید غزوۂ بدر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا دُنیا کی کوئی چیز میں نے ایسی نہ پائی جو اُن کے ساتھ شادی ہونے سے مجھے زیادہ پیاری ہو میں نے دوسَو روپے اُن کا مہر کیا تھا اور پاس کچھ نہ تھا جو انھیں بھیجوں، میں نے کہا اللہ اور اللہ کے رسول ہی پر بھروسہ ہے، پس میں خدمتِ انور حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حال عرض کیا۔

حضور نے ایک جہاد پر انھیں بھیجا اور فرمایا:

ارجوان یغنیک اللہ مھر زوجتک۔

میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تمھیں اتنی غنیمت دلادے گا کہ اپنی بیوی کا مہر ادا کردو۔

ایسا ہی ہوا، وللہ الحمد۔

الامام الثقۃ محمد بن عمر[2] واقد

امام ثقہ محمد بن عمر واقد نے ابی حدرد

---

[1] الترغیب والترھیب الترغیب فی الشفقۃ علٰی خلق اللہ تعالٰی مصطفی البابی مصر ۳/ ۸-۲۰۷

[2] کتاب المغازی سریۃ خضرۃ امیرھا ابوقتادۃ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۲/ ۷۸-۷۷۷

www.alahazratnetwork.org

عن ابی حدرد وھو ابن سلامۃ المذکور رضی اللہ تعالٰی عنہما بسندہ الیہ وقد علی توثیقہ الامام المحقق علی الاطلاق فی الفتح و ذکرناہ فی منیر العین۔

جو سلامہ مذکور رضی اللہ تعالٰی عنہما ہیں سے اس پر ان کی سند سے روایت کیا، اور امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں اس کی توثیق فرمائی اور ہم نے اسے (اپنے رسالے) منیر العین میں بیان کیا۔ (ت)

حدیث ۹۲ و ۹۳: غزوۂ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے وقت حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے[1]

(۱) اللّٰھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلّینا

(۲) فاغفر فداءً لک ما ابقینا والقین سکینۃ علینا

(۳) و ثبت الاقدام ان لاقینا ونحن عن فضلک ما استغنینا

(۱) خدا گواہ ہے یارسول اللہ! اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

(۲) تو بخش دیجئے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اتاریں۔

(۳) اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں، صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مسند امام احمد وغیرہا میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بطرق عدیدہ ہے اور پچھلا مصرعہ زیادات صحیح مسلم و امام احمد سے ہے۔

رواہ من طریق ایاس بن سلمۃ عن ابیہ سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ

ایاس بن سلمہ کے طریق پر ان کے والد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۰۳
صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر " " " ۲/ ۱۱۱
سنن النسائی " باب من قاتل فی سبیل اللہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۶۰
مسند احمد بن حنبل عن سلمۃ بن الاکوع المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۵۰

www.alahazratnetwork.org

ہم حدیث صحیح بخاری مع شرح امام احمد قسطلانی مسمّٰی بہ ارشاد الساری کے الفاظِ کریمہ مختصر ذکر کریں:

(عن یزید بن ابی عبید عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الٰی خیبر فسرنا لیلاً فقال رجل من القوم) ھو اُسید بن حُضیر رضی اللہ تعالٰی عنہ (لعامر یا عامر الا تسمعنا من ھنیھاتك) وعند ابن اسحٰق من حدیث نصر بن دھر الاسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول فی مسیرہ الٰی خیبر لعامر بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ انزل یا ابن الاکوع فاحد لنا من ھنیھاتك ففیہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھو الذی امرہ بذٰلك وکان عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ رجلاً شاعراً فنزل یحدو بالقوم یقول ؎

اللّٰھم لولا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فاغفر فداء لك، المخاطب بذٰلك النبی صلی اللہ تعالٰی

یعنی یزید بن ابو عبید اپنے مولٰی سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس خیبر کو چلے رات کا سفر تھا، حاضرین سے ایک صاحب حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ کے چچا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا: اے عامر! ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سناتے، اور ابن اسحٰق نے نصر بن دہر اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یوں روایت کیا کہ میں نے سفرِ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عامر بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرماتے سنا: "اے ابن اکوع! اُتر کر کچھ اپنے اشعار ہمارے لئے شروع کرو"۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں اس امر کا امر فرمایا۔ عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ شاعر تھے اُترے اور قوم کے سامنے یوں حدی خوانی کرتے چلے کہ: یارب! اگر حضور نہ ہوتے ہم راہ نہ پاتے نہ زکوٰۃ و نماز بجالاتے۔

ہم حضور پر بلاگرداں[ف] ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں بخش دیجئے۔ ان اشعار میں مخاطب

ف: قربان ہونے والا، دوسرے کی بلا اپنے اوپر لینے والا۔

www.alahazratnetwork.org

علیہ وسلم ای اغفر لنا تقصیرنا فی حقك ونصرك اذ لایتصوران یقال مثل ھذا الکلام للباری تعالٰی وقولہ اللّٰھم لم یقصد بھا الدعاء وانما افتتح بھا الکلام (ما ابقینا) ای ما خلفنا وراءنا من الاٰثام (والقین) ای اوسل ربك ان یلقین (سکینۃ علینا و ثبت الاقدام) ای وان یثبت الاقدام (ان لاقینا) العدو (فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ھذا السائق قالوا عامر بن الاکوع قال یرحمہ اللہ) و عند احمد من روایۃ ایاس بن سلمۃ فقال غفر لك ربك قال وما استغفر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانسان یخصہ الا استشھد قال رجل من القوم ھو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کما فی مسلم (وجبت) لہ الشھادۃ بدعائك لہ

حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں یعنی حضور کے حقوق حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے ہوئے حضور معاف فرمادیں۔ حضور کے لئے خطاب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ایسا خطاب کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پر فدا ہونے کے معنے یہ ہیں کہ اس پر اگر کوئی بلاء یا تکلیف آتی تو وہ اپنے اوپر لے لی جائے اس کی محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ عزوجل کو اس کلام کا مخاطب کیونکر بنا سکتے ہیں) رہا یہ کہ ابتداء میں اَللّٰھُمَّ ہے اس سے مقصود حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اس کے نام سے ابتدائے کلام ہے اور حضور ہم پر سکینہ اتاریں مقابلۂ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جل وعلا سے ان مراعات کی دعا فرمادیں۔ یہ اشعار سُن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: عامر بن اکوع۔ حضور نے فرمایا: اللہ اس پر رحمت کرے۔ اور مسند احمد (وصحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے) ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے) فرمایا: تیرا رب تیری مغفرت فرمائے۔ اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا

www.alahazratnetwork.org

(یانبی اللہ لولا امتعتنابہ) ابقیتہ لنا لنتمتع بہ[1]

نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہوجاتا تھا (لہذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ جیسا کہ صحیح مسلم میں تصریح ہے عرض کی، یارسول اللہ! حضور کی دعا سے عامر کے لئے شہادت واجب ہوگئی حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور انھیں ابھی زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔ انتہٰی۔

یہ پچھلے لفظ بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ "حضور انھیں زندہ رکھتے"۔ صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم۔

یہ حدیث ابن اسحٰق نے اس سند سے روایت کی:

حدثنی محمد بن ابراھیم بن الحارث عن ابی الھیثم بن نصر بن دھر الاسلمی ان اباہ حدثہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول فی میسرہ الی خیبر لعامر بن الاکوع فذکرہ[2]

بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن الحارث نے انھوں نے ابی الھیثم بن نصر بن دہر اسلمی سے کہ ان کے والد نے سفرِ خیبر میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی کو عامر بن اکوع کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ تو اس کا ذکر کردیا۔ (ت)

اسی میں ہے:

فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ وجبت واللہ یارسول اللہ لو امتعتنا بہ، فقتل یوم خیبر شہیدا[3]

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم شہادت واجب ہوگئی، یارسول اللہ! کاش حضور ہمیں ان کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے۔ وہ روزِ خیبر شہید ہوئے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

نیز امام احمد نے مسند میں بطریق ابن اسحٰق روایت فرمائی:

حدثنا یعقوب ثنا ابی عن ابن اسحٰق ثنا محمد بن ابراھیم بن الحارث التیمی الحدیث[4] سندا ومتنا بید انہ اقتصر

ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے کہ ہمیں میرے باپ نے بحوالہ ابن اسحاق حدیث بیان کی کہ ہمیں محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے سند ومتن مذکور کے ساتھ

---

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المغازی حدیث ۴۱۹۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹/ ۲۱۴ تا ۲۱۶

[2] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر المسیر الی خیبر دار ابن کثیر بیروت الجزئین الثالث والرابع ص ۳۲۸ و ۳۲۹

[3] " " " " " " " " " " " " " " " ۳۲۹

[4] مسند احمد بن حنبل حدیث نصر بن دہر رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۳۱

www.alahazratnetwork.org

علی الاشعار ولم یذکر دعاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا قول عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وفیہ فاخذ لنا مکان قولہ فخذ لنا ولعل ھذا ھو الاصوب واللہ تعالٰی اعلم۔

حدیث بیان کی سوائے اس کے کہ انھوں نے صرف اشعار پر اکتفا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مبارک اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ذکر نہیں کیا اور اس روایت میں "فخذ لنا" کی جگہ لفظ "فاخذ لنا" ہے، شاید یہی زیادہ درست ہے واللہ تعالٰی اعلم (ت)

حدیث ۹۴: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے کہ انھوں نے ایک تصویر دار قالین خریدا، حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے دروازے پر رونق افروز رہے اندر قدم کرم نہ رکھا، ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا نے چہرۂ انور میں اثر ناراضی پایا (اللہ انھیں ناراض نہ کرے دونوں جہان میں) عرض کرنے لگیں:

یارسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت[1]

یارسول اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

حدیث ۹۵: چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم باہم بیٹھے مسئلہ قدر و جبر میں بحث کرنے لگے ان میں صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی تھے روح امین جبریل علیہ السلام نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ! حضور اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں کہ انھوں نے نئی راہ نکالی۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا صحابہ سمجھے کوئی نئی بات ہے۔ آگے حدیث کے پیارے پیارے الفاظ دلکش و دلنواز یوں ہیں:

وخرج علیھم ملتمعا لونہ متوردۃ وجنتاہ کانما تفقأ

یعنی حضور پرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ اُن پر اس حالت میں برآمد ہوئے کہ رنگ

---

[1] صحیح البخاری کتاب اللباس باب من کرہ القعود علی الصور قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۸۱
صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان " " " ۲/ ۲۰۱
مسند امام احمد عن عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۲۴۶
مصنف عبدالرزاق باب التماثیل وما جاء فیہ حدیث ۱۹۴۸۴ المجلس العلمی " ۱۰/ ۳۹۸

www.alahazratnetwork.org

بحب الرمان الحامض فنهضوا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاسرین اذرعهم توعد اکفهم واذرعهم فقالوا تبنا الی اللہ ورسولہ الحدیث۔ الطبرانی[1] فی الکبیر عن ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ مولٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

چہرۂ اقدس کا (شدتِ جلال سے) دہک رہا ہے دونوں رخسارۂ مبارک گلاب کی طرح سرخ ہیں گویا انارِ تُرش کے دانے پھوٹ نکلے ہیں، صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی حضور کی طرف (عاجزی کے ساتھ) کلائیاں کھولے ہاتھ تھرتھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔ (طبرانی نے کبیر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اِن احادیث سے ثابت کہ صدیقہ و صدیق وفاروق وغیرہم اکتالیس[41] صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے توبہ کرنے میں اللہ قابل التوب جل جلالہٗ کے نام پاک کے ساتھ اس کے نائب اکبر نبی التوبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا اور حضور پُرنور خلیفۃ اللہ الاعظم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبول فرمایا حالانکہ توبہ بھی اصل حق حضرت عزت عز جلالہٗ کا ہے۔ ولہٰذا حدیث میں ہے ایک قیدی گرفتار کرکے خدمتِ اقدس حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں لایا گیا وہ بولا:

اللّٰھم انی اتوب الیك ولا اتوب الی محمد۔

الٰہی! میری توبہ تیری طرف ہے نہ محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

عرف الحق لاھلہ۔ احمد[2] والحاکم وصححہ وروی عن الاسود بن سریع رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

حق کو حق والے کے لئے پہچان لیا۔ احمد وحاکم نے اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور اس کو اسود بن سریع سے روایت کیا۔ (ت)

---

[1] المعجم الکبیر عن ثوبان رضی اللہ عنہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۹۵ ۹۶

[2] مسند احمد بن حنبل حدیث اسود بن سریع رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۳۵

کنز العمال حدیث ۸۷۲۵ موسسۃ الرسالہ ۳/ ۷۰۶

〃 〃 ۱۱۶۱۲ 〃 〃 〃 ۴/ ۵۴۶

کشف الخفاء 〃 ۱۷۲۵ 〃 دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۵۵

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۹۶: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے جب اُن کی توبہ قبول ہوئی اُنھوں نے مولائے دوجہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

یارسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ و الی رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یارسول اللہ! میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے صدقہ کرکے، جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے:

ای صدقۃ خالصۃ للہ ولرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فالی بمعنی اللام[2]

یعنی اس حدیث میں اللہ ورسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنے اللہ ورسول کے لئے تصدق ہیں، تو حاصل یہ کہ اپنا سارا مال خاص خدا اور رسول کے نام پر تصدق کردوں تبارک وتعالٰی وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ چنانچہ اس میں الی بمعنی لام ہے۔ (ت)

حدیث ۹۷: یمن کی ایک بی بی اور ان کی بیٹی بارگاہِ بیکس پناہ محبوبِ الٰہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں، دختر کے ہاتھ میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے، مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تعطین زکوۃ ھذا اس کی زکوٰۃ دے گی۔ عرض کی: نہ۔ فرمایا: ایسرّکِ

---

[1] صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ ۱/۱۹۲ و کتاب الوصایا ۱/۳۸۶ و کتاب المغازی ۲/۶۳۶
صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبہ " " " قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۶۰
سنن ابی داود کتاب الایمان والنذر باب من نذران یتصدق بمالہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۱۴
سنن النسائی " باب اذا اھدی مالہ علٰی وجہ النذر نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۴۷
السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الزکوٰۃ ۴/۱۸۱ وکتاب السیر ۹/۳۵ وکتاب الایمان ۱۰/۶۸ دار صادر بیروت
مسند امام احمد حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۹
المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب المغازی حدیث ۳۶۹۹۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/۴۲۵

[2] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المغازی دار الکتب العلمیۃ بیروت ۹/۳۹۲

www.alahazratnetwork.org

ان یسورك اللہ بھما یوم القیٰمۃ سوارین من نار کیا تجھے یہ بھاتا ہے کہ اللہ تعالٰی قیامت کے دن ان کے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے؟ ان بی بی نے فوراً وہ کنگن اتار کر ڈال دیئے اور عرض کی،

ھُما للہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ احمد[1] وابوداؤد والنسائی عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند لامقال فیہ۔

یارسول اللہ! یہ دونوں اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (احمد وابوداؤد ونسائی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسند "اس میں کلام نہیں" روایت کیا۔ ت)

حدیث ۹۸: کہ جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی توبہ قبول ہوئی انھوں نے خدمتِ اقدسِ حضورِ سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی:

یارسول اللہ انی اھجر دار قومی التی اصبت بھا الذنب وانخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یارسول اللہ! میں اپنی قوم کا محلہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ ورسول کے نام پر تصدق کرکے باہر آتا ہوں جل جلالہٗ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابولبابہ! تہائی مال کافی ہے۔ انھوں نے ثلث مال اللہ ورسول کے لئے صدقہ کردیا عزجلالہٗ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

الطبرانی فی الکبیر وابونعیم عن ابن شہابٍ الزھری عن الحسین بن السائب بن ابی لبابۃ عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لما تاب اللہ علی جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے ابن شہاب زہری سے انھوں نے حسین بن سائب بن ابولبابہ سے بحوالہ اپنے باپ کے روایت کیا وہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالٰی نے میری توبہ قبول فرمائی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب الکنز ماھو وزکوٰۃ الحلی آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۱۵
سنن النسائی " باب زکوٰۃ الحلی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۳۴۳
مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۷۸، ۲۰۴، ۲۰۸
" " " عن اسماء بنت یزید " " " ۶/۴۶۱

www.alahazratnetwork.org

علیہ وسلم فقلت لہ فذکرہ[1] پھر پوری حدیث ذکر کی (ت)

یہ حدیثیں جانِ وہابیت پر صریح آفت ہیں کہ تصدق کرنے میں اللہ عزوجل کے ساتھ اللہ کے محبوب اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نامِ پاک ملایا جاتا اور حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقبول رکھتے ہیں، وللہ الحجۃ البالغۃ۔

اسی قبیل سے ہے افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر امام المشاہدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عرض کہ حضرت مولانا العارف باللہ القوی مولوی قدس سرہ المعنوی نے مثنوی شریف میں نقل کی کہ جب حضرت صدیق عتیق سیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو آزاد کرکے حاضرِ بارگاہِ عالم پناہ ہوئے ؎

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو کردمش آزاد ہم بر روئے تو[2]

(صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے غلام ہیں میں نے آپ کی خاطر اسکو آزاد کردیا ہے)

اور پہلے مصرع میں جو کچھ حضرت صدیق اکبر اپنے مالک ومولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کررہے ہیں اس پر تو دیکھا چاہئے وہابیت کا جن کتنا مچلے، نجدیت کی آگ کہاں تک اُچھلے، مگر ہاں امیر المومنین غیظ المنافقین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا درۂ سیاست دکھایا چاہئے کہ بھوت بھاگے، اور شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا دیجئے کہ آگ دبے، وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں، وباللہ التوفیق۔

حدیث ۹۹: شاہ صاحب ازالۃ الخفاء میں بحوالہ روایت ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر وکتاب مستطاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ناقل کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے ایک خطبے میں برسرِ منبر فرمایا:

کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکنت عبدہٗ	میں حضور پُرنور آقا ومولائے عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا پس میں حضور کا بندہ

---

[1] المعجم الکبیر عن ابی لبابۃ حدیث ۴۵۰۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵/ ۳۳
کنز العمال بحوالہ طب وابی نعیم عن الزہری حدیث ۱۷۰۳۳ مؤسسۃ الرسالہ " ۶/ ۵۹۱
" " " " " " ۴۶۱۰۶ " " " ۱۶/ ۶۲۴

[2] مثنوی معنوی معاتبہ کردن حضرت رسول با صدیق الخ دفتر ششم نورانی کتب خانہ پشاور ص ۲۹

www.alahazratnetwork.org

وخادِمہٗ[1]۔ اور حضور کا خدمتی تھا۔

اقول یہ حدیث ابوحذیفہ مذکور نے فتوح الشام اور حسن بن بشران نے اپنی فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے امالی، ابواحمد دہقان نے جزءِ حدیثی، ابن عساکر نے تاریخ، لالکائی نے کتاب السنہ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر ان کے شدتِ جلال سے عجب ہیبت چھائی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المومنین کا برتاؤ نہ معلوم ہو متفرق رہو، لوگ بولے کہ صدیق اکبر کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انھیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرتے، اور ان کی ہیبت کی یہ حالت ہے کہ مردوں نے اپنی مجالس چھوڑ دیں۔ جب امیر المومنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کے لئے پکار دیں۔ لوگ حاضر ہوئے امیر المومنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اور فرمایا کہ مجھے کافی ہے صدیق کے قدموں کی جگہ بیٹھوں۔ جب سب جمع ہوئے امیر المومنین نے منبرِ اطہرِ سیدِ ازہر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر خطبہ فرمایا حمد وثنائے الٰہی و درود رسالت پناہی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کہا:

ایھا الناس انی قد علمت انکم کنتم تؤنسون منی شدۃً وغلظۃً وذلک انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکنت عبدہٗ وخادِمہٗ۔

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضورِ اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتگار تھا۔

حضور کی نرمی و رحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں، اللہ عزوجل نے خود اپنے اسمائے کریمہ سے دو نام حضور کو عطا فرمائے رؤف رحیم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم، تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام میں فرماتے چاہتے چلنے دیتے، میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے، اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت، پھر صدیق مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے، اُن کی نرمی و رحمت وکرم کی حالت تم سب پر روشن ہے

---

[1] کنز العمال حدیث ۱۴۱۸۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۵/ ۶۸۱
الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ الفصل التاسع دار المعرفۃ ۲/ ۲۷۱

www.alahazratnetwork.org

فکنتُ خادمہٗ وعونہٗ میں ان کا خادم اور ان کا سپاہی تھا۔ اپنی شدت اُن کی نرمی کے ساتھ لاتا، اُن کے سامنے تیغ عُریاں تھا وہ چاہتے نیام میں کرتے خواہ رواں فرماتے، میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہوگئے، اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت، اب کہ میں تمہارا والی ہوا، جان لو کہ وہ شدت دُونی ہوگئی درجوں بڑھ گئی، مگر کس پر ہوگی، اُن پر جو مسلمانوں پر ظلم وتعدی کریں، اور دینداروں کے لئے تو میں خود اُن کے آپس سے بھی زیادہ نرم ومہربان ہُوں، جسے ظلم وزیادتی کرتے پاؤں گا اُسے نہ چھوڑوں گا اُس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا یہاں تک کہ حق کو قبول کرلے۔

سعید بن مسیب وابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا:

فَوَفّٰی عُمَرُ واللہ بما قالَ وکان اَبا العیال[1]۔ خدا کی قسم عمر نے جو فرمایا پورا کر دکھایا، وہ رعیت کے لئے مہربان باپ تھے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ھذا مختصر وقد دخل حدیث بعضھم فی بعض۔ یہ مختصر ہے، اور بعض کی حدیث بعض میں داخل ہوگئی ہے۔ (ت)

دیکھو امیر المومنین فاروق اعظم کا سا اشد الناس فی امر اللہ برملا بر سرِ منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بندہ بتا رہا ہے اور مجمع عام صحابہ کرام سنتا اور برقرار رکھتا ہے، وللہ الحمد ولہ الحجۃ السامیۃ (تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے اور اسی کی حجت بلند ہے۔ ت)

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بجرمِ ترویجِ تراویح جسے اس جناب فاروقیت مآب نے بدعت مان کر اچھا بتایا اور فرمایا:

نِعْمَ البِدْعَۃُ ھٰذِہٖ[2]۔ یہ بدعت بہت خوب وحسن ہے۔

وہابی پیڑے کے بعض اچھوٹ بھاد رمثل نواب بھوپالی قنوجی وغیرہ صراحۃً معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ چکے اب اپنے آپ کو نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بندہ ماننے پر شرک کا اطلاق کرتے انھیں کیا

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۳۰۲ عمر بن الخطاب دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۷/ ۲۱۰ و ۲۱۱
کنز العمال بحوالہ ابن بشران وابی احمد دہقان واللالکائی حدیث ۱۴۱۸۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵/ ۶۸۱ تا ۶۸۳

[2] صحیح البخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۹

www.alahazratnetwork.org

لگتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔[1] جب تُو بیحیا ہوجائے تو پھر جو چاہے کر۔ (ت)

ع بیحیا باش ہرچہ خواہی کن

(بیحیا ہوجا پھر جو چاہے کر۔ ت)

مگر صاحبو! ذرا سوچ سمجھ کر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن زیرِ سنگِ خارا دبا ہے ؎

یوں نظر دوڑے نہ ترچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اے عبید الھوا، اے عبید الدرہم وعبید الدنیا! اب بھی عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفٰے کو شرک کہنا، ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

حدیث ۱۰۰: بحمد اللہ تعالٰی ایک سے ایک زائد سُنتے جائیے:

ایک دن امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت شہزادۂ گلگوں قبا امام حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہ کو برسرِ منبر گود میں لے کر فرمایا:

هَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلٰی رُؤُوْسِنَا اِلَّا اَبُوْكَ۔ ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہیں، تمہارے ہی باپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اُگائے ہُوئے ہیں۔

یعنی جو کچھ عزت، نعمت و دولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ابن سعد فی الطبقات[2] عن السید الحسین صلی اللہ تعالٰی علٰی جدہٖ وابیہٖ وامہٖ واخیہٖ وعلیہٖ وبنیہٖ وبارک وسلم۔ ابن سعد نے طبقات میں سید امام حسین، اللہ تعالٰی ان کے جدِ کریم، ان کے والد ماجد، ان کی والدہ ماجدہ، ان کے بھائی اور ان پر اور انکی بیٹیوں پر برکات وسلامتی نازل فرمائے، سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۰۱: کہ ایک بار امیر المومنین حسن مجتبٰے صلے اللہ تعالٰی علٰی جدہ الکریم وعلیہ وسلم نے کاشانۂ

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۶۵۳، ۶۵۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/ ۲۳۶، ۲۳۷

[2] الطبقات الکبرٰی لابن سعد

www.alahazratnetwork.org

خلافتِ فاروقی پر اذن طلب کیا ابھی اجازت نہ آئی تھی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دروازے پر حاضر ہوکر اذن مانگا، امیر المومنین نے اجازت نہ دی، یہ حال دیکھ کر سیدنا امام مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی واپس آگئے، امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں بلا بھیجا، انھوں نے آکر کہا: یا امیر المومنین! میں نے خیال کیا کہ اپنے صاحبزادے کو تو اذن دیا نہیں مجھے کیوں دیں گے۔ فرمایا:

اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْہُ وَھَلْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ فِی الرَّاْسِ بَعْدَ اللّٰہِ اِلَّا اَنْتُمْ۔ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِی[1]

آپ ان سے زیادہ مستحقِ اذن ہیں اور یہ بال سر پر اللہ عزوجل کے بعد کس نے اگائے ہیں سوا تمھارے۔ (اس کو دارقطنی نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰۲: سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھ سے کہا:

اَیْ بُنَیَّ لَوجعلت تاتینا تَغَشَّانَا۔

اے میرے بیٹے! میری تمنا ہے کہ آپ ہمارے پاس آیا کریں۔

ایک دن میں گیا تو معلوم ہوا کہ تنہائی میں معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے باتیں کر رہے ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما دروازے پر رُکے ہیں عبداللہ پلٹے اُن کے ساتھ میں بھی واپس آیا، اس کے بعد امیر المومنین مجھے ملے، فرمایا: لَمْ اَرَاکَ جب سے پھر میں نے آپ کو نہ دیکھا یعنی تشریف نہ لائے۔ میں نے کہا: یا امیر المومنین! میں آیا تھا آپ معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے آپ کے صاحبزادے کے ساتھ واپس چلا گیا۔ امیر المومنین نے فرمایا:

انت احق من ابن عمر فانما انبت ماتری فی رءوسنا اللہ ثم انتم[2]

آپ ابن عمر سے مستحق تر ہیں یہ جو آپ ہمارے سروں پر دیکھتے ہیں یہ اللہ ہی نے تو اگائے ہیں۔

---

[1] الدارقطنی

[2] کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابن راہویہ حدیث ۳۷۶۶۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۶۵۵

الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ الباب الثانی دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۳۴۱

www.alahazratnetwork.org

پھر آپ سے ایک اور روایت میں ہے:

هل انبت الشعر غیرکم۔

کیا سر پر بال کسی اور نے اگائے ہیں سوائے تمہارے؟

الخطیب من طریق یحیٰی بن سعید الانصاری عن عبید بن حنین ثنی الحسین ابن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما وکذا ابنا سعید وراھویہ والاخری رواھا الحافظ محب الدین الطبری فی الریاض النضرۃ من طریق عبید بن حنین لاحد الریحانتین رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

(خطیب نے یحیٰی بن سعید انصاری کے طریق سے عبید بن حنین سے روایت کی کہ مجھے حسین بن علی نے حدیث بیان کی۔ یونہی سعد اور راہویہ کے بیٹوں نے روایت کی۔ اور ایک اور حدیث جس کو محب الدین طبری نے ریاض النضرہ میں بطریق عبید بن حنین دونوں شہزادوں یعنی حسنین کریمین میں سے ایک کے بارے میں روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ (ت)

حافظ الشان امام عسقلانی الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں اسے بروایت خطیب ذکر کرکے فرماتے ہیں، سندہٗ صحیح[1] اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

میں ڈرتا ہوں کہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ان حدیثوں کا سنانا کہیں وہابی صاحبوں کو رافضی بھی نہ کردے۔

قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور[2]

تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ (ت)

شاہزادوں سے امیر المومنین کے اس فرمانے کا مطلب بھی وہی ہے جو لفظ اول میں تھا کہ یہ بال تمہارے مہربان باپ ہی نے اگائے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ جس طرح اراکین سلطنت اپنے آقازادوں سے کہتے ہیں کہ جو نعمت ہے تمہاری ہی دی ہوئی ہے یعنی تمہارے ہی گھر سے ملی ہے۔

حدیث ۱۰۳: کہ حضرت بتول زہرا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم علٰی ابیہا وعلیہا وعلٰی بعلہا وابنیہا وبارک وسلم اپنے دونوں شاہزادوں کو لے کر خدمت انور سید اطہر صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ انحلھما یارسول اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا فرمائیے۔ قال نعم

---

[1] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۱۷۲۰ الحسین بن علی رضی اللہ عنہما دارالفکر بیروت ۱/۴۹۸

[2] القرآن الکریم ۳/۱۱۹

www.alahazratnetwork.org

قاسم خزائن الٰہی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں منظور۔ اما الحسن فقد نحلته حلمی و هیبتی و اما الحسین فقد نحلته نجدتی و جودی حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔

ابن عساکر[1] عن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیه وعمه عن جده رضی اللہ تعالٰی عنه۔

ابن عساکر نے محمد بن عبید اللہ بن ابو رافع سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۰۴: کہ جب حضرت خاتونِ فردوس رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی:

یانبی اللہ انحلهما یانبی اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا ہو۔

فرمایا:

نحلتُ هذا الکبیر المهابة والحلم ونحلت هذا الصغیر المحبة والرضا۔

میں نے اس بڑے کو ہیبت و بردباری عطا کی اور اس چھوٹے کو محبت و رضا کی نعمت دی۔

العسکری[2] فی الامثال عن جابر بن سمرة عن ام ایمن برکة رضی اللہ عنهم۔

(عسکری نے امثال میں جابر بن سمرہ سے انھوں نے ام ایمن برکہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰۵: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جس مرض میں وصال مبارک ہوا ہے اس میں دوجہان کی شاہزادی اپنے دونوں شہزادوں کو لئے اپنے پدر کریم علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی:

یارسول اللہ هذان ابنای فورثهما شیئا۔

یارسول اللہ! یہ میرے دونوں بیٹے ہیں انھیں اپنی میراث کریم سے کچھ عطا فرمائیے۔

ارشاد ہوا:

اما حسنٌ فله هیبتی وسؤددی واما حسینٌ

حسن کے لئے تو میری ہیبت اور سرداری ہے

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۵۹ حسین بن علی رضی اللہ عنہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴/ ۱۴۱

[2] کنز العمال بحوالہ العسکری فی الامثال حدیث ۳۷۷۱۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۶۷۰

www.alahazratnetwork.org

فلہٗ جُرأتی وجُودی ۔ الطبرانی فی الکبیر وابن مندہ وابن عساکر عن البتول الزھراء رضی اللہ عنہا ۔[1]

اور حسین کے لئے میری جرأت اور میرا کرم ۔ (طبرانی نے کبیر میں اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے بتول الزہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ۔ ت)

اقول وباللہ التوفیق حلم ومحبت وجود وشجاعت ورضا ومحبت کچھ اشیائے محسوسہ واجسام ظاہرہ تو نہیں کہ ہاتھ میں اٹھا کر دے دئے جائیں اور بتول زہرا کا سوال بصیغۂ عرض و درخواست تھا کہ حضور انھیں کچھ عطا فرمائیں جسے عرف نحاۃ میں صیغہ امر کہتے ہیں اور وہ زبان استقبال کے لئے خاص کہ جب تک یہ صیغہ زبان سے ادا ہوگا زمانۂ حال منقضی ہو جائے گا اس کے بعد قبول ووقوع جو کچھ ہوگا زمانہ تکلم سے زمانہ مستقبل میں آئے گا اگرچہ بحالت فور واتصال اُسے عرفاً زمانۂ حال کہیں بہرحال درخواست وقبول کو زمانۂ ماضی سے اصلاً تعلق نہیں، اب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کیا فرمایا نَعَمْ ہاں دوں گا ۔ لاجرم یہ قبول زمانہ استقبال کا وعدہ ہوا فانّ السؤال معادٌ فی الجواب ای نعم انحلہما اس کے متصل ہی حضور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ میں نے اپنے اس شاہزادے کو یہ نعمتیں دیں اور اس شہزادے کو یہ دولتیں بخشیں ۔ یہ صیغے بظاہر ماضی کے ہیں اور اس سے زمان وعدہ تھا اور زمان وعدہ عطا نہیں کہ وعدہ عطا پر مقدم ہوتا ہے ۔ لاجرم یہ صیغے اخبار کے نہیں بلکہ انشا ہیں جس طرح بائع ومشتری کہتے ہیں بِعْتُ اِشْتَرَیْتُ میں نے بیچی میں نے خریدی ۔ یہ صیغے کسی گزشتہ خرید وفروخت کی خبر دینے کے نہیں ہوتے بلکہ انھیں سے بیع وشرا پیدا ہوتی ہے انشا کی جاتی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اُس فرمانے ہی میں کہ میں نے اُسے یہ دیا اُسے یہ دیا حلم وہیبت وجود وشجاعت ورضا ومحبت کی دولتیں شاہزادوں کو بخش دیں یہ نعمتیں خاص خزائن مَلِک السمٰوات والارض جل جلالہٗ کی ہیں ۔

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۵۹ حسین بن علی رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴/۱۴۰
المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/۴۲۳
کنز العمال بحوالہ ابن مندہ، کر حدیث ۱۸۸۳۹ مؤسسۃ الرسالہ " ۷/۲۶۸
" " طب وابن مندہ، کر حدیث ۳۴۲۷۲ " " " ۱۲/۱۱۷
" " ابن مندہ، طب، ابی نعیم، کر حدیث ۳۷۷۰۹ " " " ۱۳/۶۷۰

www.alahazratnetwork.org

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ[1]

(یہ سعادت اپنی طاقت سے حاصل نہیں ہوتی جب تک عطا فرمانے والا اللہ تعالٰی عطا نہ فرمائے۔ت)

تو وُہ جو زبان سے فرمادے کہ میں نے دیں اور اس فرمانے ہی سے وہ نعمتیں حاصل ہوجائیں قطعاً یقیناً وہی کرسکتا ہے جس کا ہاتھ اللہ وہاب رب الارباب جل جلالہٗ کے خزانوں پر پہنچتا ہے جسے اس کے رب جل وعلا نے عطا ومنع کا اختیار دیا ہے، ہاں وہ کون، ہاں واللہ وہ محمدٌ رسول اللہ ماذون ومختار حضرۃ اللہ قاسم ومتصرف خزائن اللہ جل جلالہٗ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم، والحمد للہ رب العٰلمین۔

لاجرم امام اجل احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی کتاب مستطاب جوہر منظم میں فرماتے ہیں:

ھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزائن کرمہ ومواٰئد نعمہ طوع یدیہ و تحت ارادتہ یعطی من یشاء[2]

وہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ عزوجل کے وہ خلیفۂ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا نے اپنے کرم کے خزانے، اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطیع اُن کے ارادے کے زیرِ فرمان کردئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ان مباحث قدسیہ کے جانفزا بیان فقیر کے رسالہ سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی میں بکثرت ہیں وللہ الحمد۔

حدیث ۱۰۶: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحوا اللہ لی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر علی قدمی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)۔

بیشک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی یعنی کفر وشرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے ذریعے سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

---

[1]

[2] الجوہر المنظم　الفصل السادس　المکتبۃ القادریۃ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور　ص ۴۲

www.alahazratnetwork.org

عن ابی موسی الاشعری و نحوہ احمد وابنا سعدٍ وابی شیبۃ والبخاری فی التاریخ والترمذی فی الشمائل عن حذیفۃ وابن مردویۃ فی التفسیر وابونعیم فی الدلائل وابن عدی فی الکامل وابن عساکر فی تاریخ دمشق والدیلمی فی مسندِ الفردوس عن ابی الطفیل وابن عدی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم و ابن سعدٍ عن مجاھدٍ مرسلاً یزیدون وینقصون وکلّھم علی الحاشر متفقون۔

ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے۔ اور اس کی مثل احمد، ابن مسعود، ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ اور ابن مردویہ نے تفسیر میں، ابونعیم نے دلائل میں، ابن عدی نے کامل میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ اور ابن عدی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے۔ اور ابن سعد نے مجاہد سے مرسلاً روایت کیا۔ اس میں راوی کمی بیشی کرتے رہے مگر حاشر پر سب متفق ہیں۔ (ت)

حدیث ۱۱۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک کنیسۂ یہود میں تشریف لے جاکر دعوتِ اسلام فرمائی، کسی نے جواب نہ دیا، دوبارہ فرمائی، کوئی نہ بولا۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ابیتم فواللہ لانا الحاشر وانا — تم نے نہ مانا تو سن لو خدا کی قسم میں ہی حشر دینے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

شمائل الترمذی مع سنن الترمذی باب ماجاء فی اسماء رسول صلی اللہ علیہ وسلم دارالفکر بیروت ۵/۵۷۲

الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر اسماء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/۱۰۴

المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۶۸۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۶/۳۵۱

دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثالث ذکر فضیلتہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الکتب " ۱/۱۲

کنز العمال بحوالہ عد، وابن عساکر عن ابی الطفیل حدیث ۳۳۱۶۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۶۲ و ۴۶۳

الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۹۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۲

الطبقات الکبرٰی ذکر اسماء رسول صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/۱۰۵

www.alahazratnetwork.org

العاقب وانا النبی المصطفٰی اٰمنتم اوکذّبتم۔ الحاکم[1] وصححہ عن عوف بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

والا ہوں، میں ہی خاتم الانبیاء ہوں، میں ہی نبی مصطفٰے ہوں، چاہے تم مانو یا نہ مانو (حاکم نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا اور اس کی تصحیح کی۔ ت)

حدیث ۱۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

انا احمد وانا محمد وانا الحاشر الذی احشر الناس علٰی قدمی وانا الماحی الذی یمحو اللہ لی الکفر[2]

میں احمد ہوں، میں محمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالٰی میرے ذریعے سے کفر کی بلا محو فرماتا ہے، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

یہ اسم ماحی بھی ہمارے مقصود رسالہ سے ہے نیز بجہت اسناد اور نیز یوں کہ معاذ اللہ کفر سے بدتر اور کیا بلا ہے، تو جو پیارا ماحیِ کفر ہے اس سے بڑھ کر کون دافع البلاء ہے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ مگر اس نام پاک حاشر کی اسناد کو وہابی صاحب بتائیں سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ کیا فرما رہے ہیں کہ میں حشر دینے والا ہوں میں اپنے قدموں پر خلائق کو حشر دوں گا۔ تم نے تو قرآن مجید سے یہ سنا ہوگا کہ نشر کرنا حشر دینا خدا کی شان ہے، یہاں بھی تمہارا امام الطائفہ یہی کہے گا کہ نبی نے اپنے آپ کو خدا کی شان میں ملا دیا، خدا کی شان تم مدعیانِ علم وایمان ابھی خدا کی شان ہی کے معنے نہ سمجھے، نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں، تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں کہ موجبہ کلیہ کو اُس کا عکس موجبہ جزئیہ لازم ہے، ہاں وہ شان جس سے خدائی لازم آئے نبی کے لئے نہیں ہوسکتی، دفعِ بلا یا سماعِ ندا یا فریاد کو پہنچنا یا مراد کا دینا وغیرہ وغیرہ امورِ نزاعیہ کہ بعطائے رحمانی و وساطت فیض ربانی سے مانے جاتے ہیں لزومِ الوہیت سے کیا تعلق رکھتے ہیں ولکن من لم یجعل اللہ لہ نورًا فمالہ من نور (لیکن جسے اللہ تعالٰی نور عطا نہ فرمائے اس کے لئے کوئی نور نہیں۔ ت)

حدیث ۱۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ قصہ ذکر رؤیا عبداللہ بن سلام دارالفکر بیروت ۳/ ۴۱۵

[2] المعجم الکبیر عن جابر رضی اللہ عنہ حدیث ۱۷۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۱۸۴

الکامل لابن عدی وہب بن وہب الخ دارالفکر بیروت ۷/ ۲۵۲۷

www.alahazratnetwork.org

احمد اور توراۃ میں اُحید ہے وانما سمیت احید لانی احید عن امتی نار جہنم اور میرا نام احید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتشِ دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔

فلوجہ ربک الحمد وعلیک الصلوٰۃ و السلام یا احید یا نبی الحمد۔ ابنا عدی وعساکر[1] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

آپ کے رب کے لئے حمد اور آپ پر درود وسلام ہو اے احید، اے نبی حمد۔ اس کو ابن عدی اور ابن عساکر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وہابی صاحبو! تمہارے نزدیک اُحید پیارا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم دافع البلا تو ہے ہی نہیں، کہہ دو کہ وُہ تم سے نارِ جہنم بھی دفع نہ فرمائیں اور بظاہر امید تو ایسی ہی ہے کہ جو جس نعمتِ الٰہی کا منکر ہوتا ہے اُس نعمت سے محروم رہتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

انا عند ظن عبدی بی[2]

میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے موافق معاملہ فرماتا ہوں۔

جب تمہارا گمان یہ ہے کہ محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم دافع البلا نہیں تو تم اسی کے مستحق ہو کہ وہ تمہارے لئے دافع البلا نہ ہوں۔ ایک بار فقیر کے یہاں اس مسئلہ کا ذکر تھا کہ رافضی دیدارِ الٰہی کے منکر ہیں اور وہابی شفاعتِ نبوی کے۔ فقیر نے کہا ایک یہی مسئلہ نزاعیہ ہے جس میں ہم اور وہ دونوں راست گو ہیں ہم کہتے ہیں دیدارِ الٰہی ہوگا اور ہم حق کہتے ہیں ان شاء اللہ الغفار ہمیں ہوگا، رافضی کہتے ہیں نہ ہوگا وہ سچ کہتے ہیں ان شاء اللہ القہار انھیں نہ ہوگا، ہم کہتے ہیں شفاعتِ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں اُن کے کرم سے ہمارے لئے ہوگی، وہابی کہتے ہیں کہ شفاعت محال مطلق ہے اور وہ ٹھیک کہتے ہیں امید ہے کہ ان کے لئے نہ ہوگی ؎

گر بر تو حرام ست حرامت بادا

(اگر تجھ پر حرام ہے تو حرام رہے۔ ت)

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر باب معرفۃ اسمائہ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۱
الکامل لابن عدی ترجمہ اسحٰق بن بشر دار الفکر بیروت ۱/ ۳۳۱

[2] مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۱۵
الترغیب والترھیب الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ حدیث ۱ مصطفٰے البابی مصر ۲/ ۳۹۳

www.alahazratnetwork.org

؎ حاضراں گفتند کاے صدر الوریٰ راست گو گفتی دو ضد گو را چرا
گفت من آئینہ ام مصقول دوست ترک و ہندو در من آں بیند کہ اوست[1]

(حاضرین نے عرض کی کہ اے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! آپ نے دو متضاد بات کرنے والوں کو کیسے درست قرار دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں دوست کا صیقلی کیا ہوا آئینہ ہوں، ترک اور ہندو مجھ میں وہی دیکھتا ہے جیسا وہ خود ہے۔ ت)

خود حضور پرنور شافعِ یوم النشور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

شفاعتی یوم القیٰمۃ حق فمن لم یؤمن بھا لم یکن من اھلھا۔ ابن منیع فی معجمہ[2] عن زید بن ارقم وبضعۃ عشر من الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

روزِ قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر یقین نہ لائے وہ اس کے لائق نہیں (ابن منیع نے اپنی معجم میں زید بن ارقم اور دس سے چند زائد صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں،

اُطلِقُ علیہ التواتر[3] اس حدیث کو متواتر کہا گیا۔

بالجملہ وہ تمہارے لئے دافع البلاء نہ سہی مگر لا واللہ ہمارا ٹھکانا تو اُن کی بارگاہِ بیکس پناہ کے سوا نہیں ؎

منکر اپنا اور حامی ڈھونڈ لیں
آپ ہی ہم پر تو رحمت کیجئے

بلکہ لا واللہ اگر بفرضِ غلط بفرضِ باطل عالم میں اُن سے جدا کوئی دوسرا حامی بن کر آئے بھی تو ہمیں اس کا احسان لینا منظور نہیں وہ اپنی حمایت اٹھا رکھے ہمیں ہمارے مولائے کریم جل جلالہٗ نے بے ہمارے استحقاق بے ہماری لیاقت کے اپنے محبوب کا کر لیا اور اسی کی وجہِ کریم کو حد قدیم ہے اب ہم دوسرے کا بننا نہیں چاہتے جس کا کھائیے اُسی کا گائیے۔

---

[1]

[2] کنز العمال بحوالہ ابن منیع حدیث ۳۹۰۵۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴/ ۳۹۹

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث شفاعتی یوم القیٰمۃ حق مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۷۸

www.alahazratnetwork.org

؎ چو دل با دلبرے آرام گیرد　　ز وصلِ دیگرے کے کام گیرد

(جب ایک محبوب سے دل آرام پاتا ہے تو دوسرے کے وصل سے اسے کیا کام۔ت)

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں
منتِ غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں

رباعی، اے واہ دہ حبیب را کلید ہمہ کار　　باران درود بر رُخِ پاکش بار
دستے کہ بدامان کریمش زدہ ایم　　زنہار بدست دیگرانش مسپار

اے اللہ! اُس حبیب کو ہر معاملے کی چابی عطا فرما اُس کے رُخِ زیبا پر درود کی بارش برسا، جس ہاتھ سے ہم نے اُس کا دامنِ کرم تھاما ہے ہرگز ہم کو دوسروں کا دستِ نگر نہ بنا۔ت)

؎ تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم وعلٰی اٰلک وصحبک وبارک وکرم، والحمد للہ رب العٰلمین۔

خیر، ان اہلِ شر کے منہ کیا لگئے، مسلمان نظر فرمالیں کہ عیاذاً باللہ نارِ جہنم سے سخت تر کون سی بلا ہوگی مگر اُس کا دافع دافع البلا نہیں ہے یہ کہ وہابیہ کے پاس نہ عقل ہے نہ دین، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ۱۱۵: صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد میں سیدنا عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے انھوں نے حضورِ اقدس رحمتِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا حضور کے لئے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا۔ فرمایا:

وجدتہٗ فی غمراتٍ من النار فاخرجتہ الٰی ضحضاحٍ[1]

میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو اُسے میں نے کھینچ کر پاؤں تک کی آگ میں کردیا۔ صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم۔

---

[1] صحیح البخاری باب بنیان الکعبہ قصہ ابی طالب ۱/ ۵۴۸ و کتاب الادب المشرک ۲/ ۹۱۷
صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۵
مسند احمد بن حنبل عن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۰۶ و ۲۰۷

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۱۶: کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی گئی: هَل نَفَعْتَ اباطالب حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا؟ فرمایا:

اخرجته من غمرة جهنم الی ضحضاح منها۔ البزار[1] و ابویعلی و ابن عدی و تمام عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میں اسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں نکال لایا۔ (اس کو بزار، ابویعلی، ابن عدی اور تمام نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

وہابی صاحبو! مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تو ایک کافر کے باب میں فرما رہے ہیں کہ اُسے میں نے غرقِ آتش سے کھینچ لیا اسے میں نکال لایا۔ اور تم حضور کو مسلمانوں کے لئے بھی دافع البلاء نہیں مانتے، یہ تمہارا ایمان ہے۔ مسلمان اپنے محبوب صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے تصرف، قدرتیں، اختیار دیکھیں، دنیا کیا بلا ہے آخرت کے کارخانوں کی باگیں اُن کے ہاتھ میں سپرد ہوئی ہیں ورنہ بغیر اللہ عزوجل کے ماذون ومختار کئے کس کی مجال ہے کہ اللہ کے قیدی کی سزا بدل دے جس عذاب میں اُسے رکھا ہو وہاں سے اُسے نکال لے یہ وہی پیارا ہے جس کی عزت وجاہت جس کی محبوبیت نے دوجہاں کے اختیارات اُسے دلادئے۔ آخر حدیث سُن چکے:

الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی۔[2]

عزت دنیا اور تمام کاروبار کی کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔

تورات شریف کا ارشاد سُن چکے:

یدہٗ فوق الجمیع و ید الجمیع مبسوطة الیه

اس کا ہاتھ سب ہاتھوں پر بلند ہے سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں عاجزی

---

[1] مسند ابی یعلٰی عن جابر رضی اللہ عنہ حدیث ۲۰۴۳ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۲/ ۳۹۹
الکامل لابن عدی ترجمہ اسمٰعیل بن مجاہد دار الفکر بیروت ۱/ ۳۱۳
مجمع الزوائد کتاب صفۃ النار تفاوت اہل فی العذاب دار الکتاب العربی بیروت ۱۰/ ۳۹۵

[2] سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۴۹ دار المحاسن للطباعۃ القاہرہ ۱/ ۳۰
مشکوٰۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۱۴
الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانہ اول من تنشق عنہ الارض مرکز اہلسنت گجرات الہند ۲/ ۲۱۸

www.alahazratnetwork.org

بالخشوع[1] اور گڑگڑانے میں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۱۱۷: صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ھٰذہ القبور مملوۃ علٰی اھلھا ظلمۃ وانی انورھا بصلاتی علیھم۔

بیشک یہ قبریں ان کے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہیں اور بے شک میں اپنی نماز سے انھیں روشن کردیتا ہوں۔

صلی اللہ تعالٰی وبارک وسلم قدر نورہ وجمالہ وجودہ ونوالہ علیہ وعلٰی الہ امین۔ ھو وابن حبان[2] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ تعالٰی آپ پر اور آپ کی آل پر آپ کے نور و جمال اور جود و عطاء کے مطابق درود و سلام اور برکت نازل فرمائے۔ اس نے اور ابن حبان نے بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس کو روایت کیا ہے۔ (ت)

حدیث ۱۱۸: ام المومنین سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہ پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نکاح میں تھیں جب اُن کی وفات ہوئی اور اُن کی عدت گزری سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں پیام نکاح دیا، انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھ میں تین باتیں ہیں، انا امرأۃ کبیرۃ میری عمر زائد ہے۔ سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: انا اکبر منک میں تم سے بڑا ہوں۔ عرض کی: وانا امرأۃ غیورٌ میں رشکناک عورت ہوں (یعنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ شکر رنجی کا اندیشہ ہے) فرمایا: ادعوا اللہ عزوجل فیذھب عنکِ غیرتکِ میں اللہ عزوجل سے دُعا کروں گا وہ تمہارا رشک دُور فرمائے گا۔ عرض کی: یارسول اللہ! وانا امرأۃ مُصبیۃ یارسول اللہ اور میرے بچے ہیں (یعنی ان کی پرورش کا خیال ہے)۔ فرمایا: ھم الی اللہ والٰی رسولہ بچے اللہ اور رسول کے سپرد ہیں۔

احمد[3] فی المسند حدثنا وکیع ثنا اسمٰعیل احمد نے مسند میں کہا ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم در بحث نبوت وایمان سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

[2] صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی الصلوٰۃ علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۰

السنن الکبرٰی " باب الصلوٰۃ علی القبر الخ دارصادر بیروت ۴/۴۷

[3] مسند احمد بن حنبل عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۲۱

المعجم الکبیر عن ام سلمہ حدیث ۴۹۹ و ۵۸۵ و ۹۷۴ المکتبۃ الفیصلیۃ " ۲۳/۲۴۸ و ۲۷۳ و ۴۰۶

www.alahazratnetwork.org

بن عبد الملك بن ابی الصغیراء ثنی عبد العزیز ابن بنت ام سلمة عن ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنہما والحدیث فی السنن النسائی[1] وغیرہ۔

ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل بن عبد الملک بن ابو الصغیراء نے، مجھے حدیث بیان کی عبد العزیز بن بنت ام سلمہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے۔ اور یہ حدیث سنن نسائی وغیرہ میں مذکور ہے۔ (ت)

حدیث ۱۱۹: کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذکر مسیح کذاب میں فرمایا:

ابشروا فان یخرج وانا بین اظہرکم فاللہ کافیکم ورسولہ۔

خوش ہو کہ اگر وہ نکلا اور میں تم میں تشریف فرما ہوا تو اللہ تمہیں کافی ہے اور اللہ کا رسول، جل جلالہ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

الطبرانی فی الکبیر[2] عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

(طبرانی نے کبیر میں اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ ت)

یہاں سخت ترین اعداء کے مقابلے میں اللہ ورسول کو کفایت فرمانے والا بتایا کہ خوش ہو بے خوف رہو اللہ ورسول کے ہوتے تمہیں کچھ اندیشہ نہیں۔ اللہ اللہ ایسی جلیل حاجت روائیوں مشکلکشائیوں میں اللہ عزوجل کے نام اقدس کے ساتھ حبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک ملنا وہابیہ کے زخمی کلیجوں پر خدا جانے کہاں تک نمک چھڑکے گا و للہ الحمد۔

حدیث ۱۲۰: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا، اتفاق سے اُن دنوں میں کافی مالدار تھا میں نے اپنے جی میں کہا اگر کبھی میں ابوبکر سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ دن آج ہی ہے میں اپنا آدھا مال حاضر لایا، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ما ابقیت لاھلك تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا باقی رکھا؟ میں نے عرض کیا، ابقیت لھم ان کے لئے بھی باقی چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا: ما ابقیت لھم آخران کے لئے کتنا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کی، مثلہ اتنا ہی۔ اور صدیق اکبر اپنا سارا مال تمام وکمال لے کر حاضر ہوئے۔ سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: یا ابا بکر

---

[1] الاصابۃ بحوالہ النسائی ترجمہ ۱۲۰۵ ام سلمہ بنت ابی امیۃ دار الفکر بیروت ۷/ ۳۲۶، ۳۲۷

[2] المعجم الکبیر حدیث ۴۳۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴/ ۱۷۰

www.alahazratnetwork.org

ما ابقیت لاھلك اے ابوبکر! گھروالوں کیلئے کیا باقی رکھا؟ عرض کی: ابقیتُ لھم اللہ ورسولہٗ میں نے گھروالوں کے لئے اللہ ورسول کو باقی رکھا ہے جل جلالہٗ وصلّے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ میں نے کہا: میں ابوبکر سے کبھی سبقت نہ لے جاؤں گا۔

الدارمی[1] وابوداؤد والترمذی وقال حسنٌ صحیحٌ والشاشی وابن ابی عاصم وابن شاھین فی السنۃ والحاکم فی المستدرك وابونعیم فی الحلیۃ والبیھقی فی السنن والضیاء فی المختارۃ کلّھم عن امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

دارمی، ابوداؤد، ترمذی، شاشی، ابن ابی عاصم اور ابن شاہین نے سنۃ میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں سب نے امیرالمؤمنین (عمرفاروق) رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ دارمی، ابوداؤد اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا۔ (ت)

حدیث ۱۲۱: کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حق میں فرمایا:

احبّ اھلی من قد انعم اللہُ علیہ وانعمتُ علیہ۔ الترمذی[2] عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

مجھے اپنے گھروالوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔ (ترمذی نے حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

لم یکن احدٌ من الصحابۃ الّا وقد انعم اللہ علیہ رسولہٗ صلی اللہ تعالٰی

یعنی سب صحابہ ایسے ہی تھے جنھیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما دارالفکر بیروت ۵/ ۳۸۰
سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب الرخصۃ فی ذالک آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۳۶
سنن الدارمی باب الرجل یتصدق بجمیع ماعندہ حدیث ۱۶۶۷ دارالمحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱/ ۳۲۹
کنزالعمال حدیث ۳۵۶۱۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۴۹۱

[2] سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب اسامہ بن زید حدیث ۳۸۴۵ دارالفکر بیروت ۵/ ۴۴۷

www.alahazratnetwork.org

وسلم الا ان المراد المنصوص علیہ فی الکتاب وھو قولہ تعالٰی و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ وھو زید لاخلاف فی ذٰلک ولا شک[1] الخ۔

نے نعمت بخشی، مگر یہاں مراد وہ ہے کہ جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب فرماتا تھا تو اس سے جسے اللہ تعالٰی نے نعمت دی اور اے نبی! تُو نے اُسے نعمت دی اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں، اس میں کسی کا خلاف نہ اصلاً شک، اور آیت اگرچہ زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حق میں اُتری مگر سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کا مصداق اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما کو ٹھہرایا کہ پسر تابع پدر ہے، افادہ فی المرقاۃ۔

اقول نہ صرف صحابہ بلکہ تمام اہلِ اسلام اوّلین و آخرین سب ایسے ہی ہیں جنھیں اللہ عزوجل نے نعمت دی اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نعمت دی۔ پاک کردینے سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی جس کا ذکر آیاتِ کریمہ میں سُن چکے کہ یُزَکِّیْھِمْ[2] یہ نبی انھیں پاک اور سُتھرا کردیتا ہے بلکہ لاواللہ تمام جہان میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو۔ فرماتا ہے:

وما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین[3] ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔

جب وہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہان پر ان کی نعمت ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اہلِ کفر و اہلِ کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان ؎

راست خواہی ہزار چشم چناں کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

(اگر سچ چاہے تو ایسی ہزار آنکھوں کا اندھا ہونا بہتر ہے نہ کہ آفتاب کا سیاہ ہونا۔ ت)

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب المناقب الفضائل باب اہل بیت النبی تحت الحدیث ۶۱۷۷ المکتبۃ الحبیبیۃ کوئٹہ ۱۰/ ۵۴۶

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۲۹

[3] " ۲۱/ ۱۰۷

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۲۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من استعملناہ علٰی عمل فرزقناہ رزقًا الحدیث۔ ابوداؤد[1] والحاکم بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا۔ (ابوداؤد اور حاکم نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

پہلی حدیث میں حضور نے فرمایا تھا: "ہم نے غنی کردیا"۔ احادیث عطیۂ حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما میں تھا کہ فرمایا: "حسن کو مہابت ہم نے دی، علم ہم نے دیا۔ حسین کو شجاعت ہم نے دی، کرم ہم نے دیا، محبت کا مرتبہ، رضا کا مقام ہم نے عطا کیا۔" حدیث اُسامہ میں تھا: "اُسے نعمت ہم نے بخشی۔" یہاں ارشاد ہوتا ہے: "رزق ہم نے دیا۔" صلی اللہ تعالٰی علیک وعلٰی اٰلک قدر جودک ونوالک وبارک وسلم۔

حدیث ۱۲۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لقد جاءکم رسولٌ الیکم لیس بوھن ولا کسل لیحی قلوبًا غُلفًا ویفتح اَعیُنًا عُمیًا ویسمع اٰذانًا صُمًّا ویقیم السنۃ عوجًا حتی یقال لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ۔ الدارمی[2] فی سُننہ عن جُبَیرِ بن نُفَیرٍ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

بیشک تشریف لایا تمہارے پاس وہ رسول تمہاری طرف بھیجا ہُوا جو ضُعف و کاہلی سے پاک ہے تاکہ وہ رسول زندہ فرمادے غلاف چڑھے دل، اور وہ رسول کھول دے اندھی آنکھیں، اور وہ رسول سُنوا کردے بہرے کانوں کو، اور وہ رسول سیدھی کردے ٹیڑھی زبانوں کو، یہاں تک کہ لوگ کہہ دیں کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں۔ (دارمی نے اپنی سنن میں جُبیر بن نفیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اقول صحیح اذ قال اخبرنا حَیوَۃُ بن شریح ثِقَۃٌ شیخ البخاری

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الخراج والفئ باب فی ارزاق العمال آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۵۲
المستدرک للحاکم کتاب الزکوٰۃ دارالفکر بیروت ۱/ ۴۰۶
کنز العمال حدیث ۱۱۰۸۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۳۹۴

[2] سنن الدارمی باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۹ دارالمحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱/ ۱۵

www.alahazratnetwork.org

فی صحیحہ وابوداؤد والترمذی بل واحمد وابن معین وھما من اقرانہ ثنا بقیۃ بن الولید ثقۃ من الاعلام من رجال مسلم وقد زال ما یخشٰی من لیسہٖ بقولہ ثنا بحیر بن سعد ثقۃ ثبت عن خالد بن معدان ثقۃ عابد من رجال الستۃ عن جبیر بن نفیر الحضرمی رضی اللہ تعالٰی عنہما ثقۃ جلیل مخضرم من الثانیۃ وقد روی ابن السکن والباوردی وابن شاھین مطولاً عن عبدالرحمٰن عن جبیر بن نفیر عن ابیہ قال ادرکت الجاھلیۃ واتانا رسول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالیمن فاسلمنا فمرسلہ کمراسیل سعید بن المسیب اوفوق علاان المرسل حجۃ عندنا وعند الجمھور والحدیث مسلسل بالحمصیین حیوۃ الی جبیر کلھم اھل حمص۔

حدیث ۱۲: کہ دو اونٹ مست ہو کر بگڑ گئے تھے، کسی کو پاس نہ آنے دیتے، مالکوں نے باغ میں بند کر دیے تھے، باغ اُجاڑتے تھے، سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور شکایت آئی، حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، دروازہ کھولنے کا حکم دیا، مامور نے اندیشہ کیا مبادا حضور کو ایذا دیں۔ فرمایا، خوف نہ کر، کھول دے۔ کھول دیا۔ ایک دروازے ہی کے پاس کھڑا تھا حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑا۔ حضور نے مہار ڈال کر حوالے کیا۔ دوسرا منتہائے باغ پر تھا، جب وہاں تشریف لے گئے اس نے بھی حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا، حضور نے اُسے بھی باندھ کر سپرد فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے یہ حال دیکھ کر عرض کی:

یا نبی اللہ تسجد لک البھائم فما للہ عندنا بک احسن من ھذا اجرتنا من الضلالۃ واستنقذتنا من الھلکۃ افلا تأذن لنا بالسجود۔ ابن قانع وابو نعیم[1] عن غیلان بن سامۃ الثقفی رضی اللہ

یا رسول اللہ! چوپائے تک حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو اللہ کے لئے حضور کے ذریعے سے ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ تو اس سے بہت بہتر ہے، حضور نے ہمیں گمراہی سے پناہ دی، حضور نے ہمیں ہلاکت سے نجات بخشی تو کیا حضور ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ (ابن قانع وابو نعیم نے غیلان بن سامۃ الثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے

---

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البھائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۶-۱۳۷

www.alahazratnetwork.org

تعالٰی عنہ ولہ طرق وقد دخل بعضہا فی بعض۔

سے روایت کیا۔ اس کے متعدد طرق ہیں جو کہ بعض بعض میں داخل ہیں۔ (ت)

وہابیہ کہ گمراہی پسند وہلاکت دوست ہیں ان سخت ترین بلیات کو بلا کیوں سمجھیں گے کہ ان سے پناہ دینے والے نجات بخشنے والے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دافع البلاء جانیں۔

حدیث ۱۲۵: جب وفد ہوازن خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہُوا اور اپنے اموال واہل وعیال کہ مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور سے مانگے اور طالبِ احسان والا ہوئے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا صلیتم الظھر فقولوا انا نستعین برسول اللہ علی المؤمنین او المسلمین فی نسائنا وابنائنا۔ النسائی[1] عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا ہم رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں (نسائی نے عمرو بن شعیب سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث فرماتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں۔

وہابی صاحبو! ایاک نعبد و ایاک نستعین[2] کے معنے کئے استعانت تو خدا ہی کے ساتھ خاص تھی، یہ ارشاد کیسا ہے کہ ہم سے استعانت کرنا۔ اور زمان حیات دنیاوی اور اس کے بعد کا تفرقہ وہابیہ کی جہالت ہی نہیں بلکہ سراسر ضلالت ہے قطع نظر اس بات سے کہ انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیاتِ حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں، جو بات خدا کے لئے

---

[1] سنن النسائی کتاب الھبۃ ھبۃ المشاع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۱۳۶

[2] القرآن الکریم ۱/ ۴

www.alahazratnetwork.org

خاص ہو چکی غیر خدا کے ساتھ شرک ٹھہر چکی، اس میں حیات و موت، قرب و بُعد، ملکیت و بشریت خواہ کسی وجہ کا تفرقہ کیسا کیا بعد موت ہی شرکت خدا کی صلاحیت نہیں رہتی بحال حیات شریک ہو سکتے ہیں یہ جنون وہابیہ کو ہر جگہ جاگتا ہے جس نے انھیں حمایت توحید کے زعم میں الٹا مشرک بنا دیا ہے ایک بات کو کہیں گے شرک ہے پھر کبھی موت و حیات کا فرق کریں گے کبھی قرب و بُعد کا کبھی کسی اور وجہ کا جس کا صاف حاصل یہ نکلے گا کہ یہ انوکھے موحد بعض قسم مخلوق خدا کا شریک جانتے ہیں جب تو وہ بات کہ غیر کے لئے اُس کا اثبات شرک تھا ان کے لئے ثابت مانتے ہیں۔ اب کھلا کہ اُن کے امام نے تقویۃ الایمان میں ان وہابی صاحبوں ہی کی نسبت کہا تھا کہ:

"اکثر لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور دعوٰی مسلمانی کا کئے جاتے ہیں، سبحان اللہ یہ مُنہ اور یہ دعوٰی، سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ، مگر شرک کرتے ہیں۔"[1]

یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ ان کی بہت فاحشہ جہالتوں کی پردہ دری کرتا ہے وباللہ التوفیق۔

حدیث ۱۲۶: طبرانی معجم اوسط میں بسندِ حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امر الشمس فتاخرت ساعۃ من نہار۔[2]

سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔ وہ فوراً ٹھہر گیا۔

اقول اس حدیث حسن کا واقعہ اُس حدیث صحیح کے واقعۂ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے لئے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے نماز عصر کی خدمت گزاریِ محبوبِ باری صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی۔ امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ الحمد للہ اسے خلافتِ رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السمٰوٰت والارض میں اُن کا حکم جاری ہے تمام مخلوقِ الٰہی کو

---

[1] تقویۃ الایمان پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴

[2] المعجم الاوسط حدیث ۴۰۵۱ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/۳۳

مجمع الزوائد کتاب علاماتِ نبوت باب حبس الشمس لہ صلے اللہ علیہ وسلم دار الکتاب بیروت ۸/۲۹۶

www.alahazratnetwork.org

اُن کے لئے حکمِ اطاعت وفرمانبرداری ہے وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللہ الاعظم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دُودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اُسی طرف جُھک جاتا۔ حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما عمِ مکرم سیدِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا،

رایتك فی المهد تناغی القمر و الیه باصبعك فحیث اشرت الیه مال۔

میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرف انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اُسی طرف جُھک جاتا۔

سیدعالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

انی کنت اُحدثه ویُحدثنی ویلهینی عن البکاء واسمع وجبته حین یسجد تحت العرش۔

ہاں میں اُس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھماکہ سُنتا تھا جب وہ زیرِ عرش سجدے میں گرتا۔

البیهقی فی الدلائل[1] والامام شیخ الاسلام ابوعثمٰن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن الصابونی فی المائتین والخطیب وابن عساکر فی تاریخ بغداد ودمشق رضی اللہ تعالٰی عنه۔

بیہقی نے دلائل میں اور امام شیخ الاسلام ابوعثمٰن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن صابونی نے مائتین میں اور خطیب وابن عساکر نے تاریخ بغداد ودمشق میں بیان کیا رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (ت)

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں:

فی المعجزات حسن یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔

جب دُودھ پیتوں کی یہ حکومتِ قاہرہ ہے تو اب کہ خلافۃ الکبرٰی کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ اُن کے حکم سے سرتابی کرے آفتاب وماہتاب درکنار، واللہ العظیم، ملٰئکہ

---

[1] الخصائص الکبرٰی بحوالہ البیہقی والصابونی وغیرہ باب مناغاۃ للقمر الخ مرکز اہل سنت گجرات الہند ۱/۵۳
کنز العمال بحوالہ ھق فی الدلائل وغیرہ حدیث ۳۱۸۲۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۳۸۳

www.alahazratnetwork.org

مدبرات الامر کہ تمام نظم ونسقِ عالم جن کے ہاتھوں پر ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دائرۂ حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الخلق کافۃ۔ رواہ مسلم[1] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں تمام مخلوقِ الٰہی کی طرف رسول بھیجا گیا۔ (اس کو مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

قرآن فرماتا ہے:

تبٰرک الذی نزل الفرقان علٰی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرا۔[2]

برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ تمام اہلِ عالم کو ڈر سنانے والا ہو۔

اہلِ عالم میں جمیع ملائکہ بھی داخل ہیں علیہم الصلٰوۃ والسلام۔

سیدنا سلیمان علیہ الصلٰوۃ والسلام کی نمازِ عصر گھوڑوں کے ملاحظہ میں قضا ہوئی حتّٰی توارت بالحجاب[3] یہاں تک کہ سورج پردے میں جا چھپا۔ فرمایا: ردّوھا علیّ[4] پلٹا لاؤ میری طرف۔ امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی کہ سلیمان علیہ الصلٰوۃ والسلام کے اس قول میں ضمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب اُن ملائکہ سے جو آفتاب پر متعین ہیں یعنی نبی اللہ سلیمان نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس لے آؤ، وہ حسب الحکم واپس لائے یہاں تک کہ مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا اور سیدنا سلیمان علیہ الصلٰوۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔ معالم التنزیل شریف میں ہے: حُکِیَ عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قال معنٰی قولہ ردّوھا علیّ یقول سلیمٰن علیہ الصلٰوۃ والسلام بامر اللہ عزّوجلّ للملٰئکۃ الموکلین بالشمس ردّوھا علیّ یعنی الشمس فردّوھا علیہ حتّٰی صلّی العصر فی وقتہا۔[5]

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد وموضع الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۹

[2] القرآن الکریم ۲۵/۱

[3] " ۳۸/۳۲

[4] " ۳۸/۳۳

[5] معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۳۸/۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۵۲

www.alahazratnetwork.org

سیدنا سلیمن علیہ الصلوٰۃ والسلام نوابانِ بارگاہِ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے ایک جلیل القدر نائب ہیں پھر حضور کا حکم تو حضور کا حکم ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اللہ سبحٰنہ وتعالٰی کی بے شمار رحمتیں امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی پر کہ مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

ھو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خزانۃ السر وموضع نفوذ الامر فلاینفذ امر الامنہ ولاینقل خیر الاعنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ؎

یعنی نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم خزانۂ رازِ الٰہی و جائے نفاذِ امر ہیں، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے، اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اَلَا بِاَبِی من کان مَلِکًا و سیّدًا
وآدم بین الماء والطّین واقفٌ
اذا رَامَ امرًا لَایکونُ خِلَافُہٗ
ولیسَ لِذاک الْاَمْرِ فِی الکونِ صارِفٌ [1]

یعنی خبردار ہو میرے ماں باپ قربان اُن پر جو بادشاہ وسردار ہیں اُس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب وگِل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا تمام جہان میں کوئی ان کا حکم پھیرنے والا نہیں۔

اقول اور ہاں کیونکر کوئی اُن کا حکم پھیر سکے کہ حکمِ الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا،

لا راد لقضائہٖ ولا معقب لحکمہٖ۔

اس کی قضا کو رَد کرنے والا اور اس کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔(ت)

یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ صحیحین بخاری و مسلم ونسائی وغیرہا میں حدیث صحیح جلیل ہے کہ ام المومنین صدیقہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:

ما اری ربّک الّا یُسارِعُ ھَوَاکَ [2]

یارسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی وشتابی کرتا ہوا۔

مسلمانو! ذرا دیکھنا کوئی وہابی ناپاک اِدھر اُدھر ہو تو اُسے باہر کردو اور کوئی جھوٹا متصوف

---

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول توطئۃ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۵۶

[2] صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قولہ ترجی من تشاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۰۲

www.alahazratnetwork.org

نصاریٰ کی طرح غلو وافراط والا دبا چھپا ہو تو اُسے بھی دُور کردو اور تم عبدہٗ ورسولہٗ کی سچی معیار پر کانٹے کی تول مستقیم ہو کر یہ حدیث سنو کہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں :

مَرِضَ ابو طالب فعادہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا ابن اخی ادع ربك والذی بعثك یعافینی فقال اللھم اشفِ عمی فقام کانما نشط من عقال فقال یا ابن اخی ان ربك الذی تعبدہٗ لیطیعك فقال وانت یا عماہ لو اطعتہٗ لیطیعنك۔ ابن عدی[1] عن طریق الھیثم البکاءِ عن ثابت البنانی عن انس ابن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یعنی ابو طالب بیمار پڑے سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عیادت کو تشریف لے گئے ابو طالب نے عرض کی، اے بھتیجے میرے! اپنے رب سے جس نے حضور کو بھیجا ہے میری تندرستی کی دعا کیجئے۔ حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا کی، الٰہی! میرے چچا کو شفا دے۔ یہ دُعا فرماتے ہی ابو طالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی نے بندش کھول دی، حضور سے عرض کی، اے میرے بھتیجے! بیشک حضور کا رب جس کی تم عبادت کرتے ہو حضور کی اطاعت[ع] کرتا ہے۔ سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تاکیداً وتائیداً) ارشاد کیا کہ اے چچا! اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا۔ (ابن عدی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صحیح البخاری کتاب النکاح باب الشغار قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۶۶
صحیح مسلم کتاب الرضاع باب جواز ھبتھا نوبتھا لضرتھا " " " ۱/۴۷۳
سنن النسائی ذکر امر رسول اللہ فی النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۶۷
مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۱۳۴
[1] الکامل لابن عدی ترجمہ الھیثم بن جماز دار الفکر بیروت ۷/۲۵۶۱

ع یہاں اطاعت کے معنے ہیں ہر مرادِ محبوب حسبِ مرادِ محبوب فوراً موجود فرمادے ۱۲ منہ

www.alahazratnetwork.org

نے بطریق ہیثم البکا انھوں نے ثابت بنانی سے انھوں نے
انس ابن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اور **حدیث** ہے کہ سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک بالیقین میں روزِ قیامت تمام جہاں کا سیّد ہوں میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو کشائش کا انتظار کرتا ہوا۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ دروازۂ جنت پر تشریف فرما ہوکر دروازہ کھلواؤں گا سوال ہوگا کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم)۔ کہا جائے گا مرحبا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو۔ پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدۂ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا:

ارفع راسك وقل تُطاع واشفع تشفّع۔

اپنا سر اُٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمھاری اطاعت کی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت قبول ہوگی۔

پس جو لوگ جل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔

الحاکم فی المستدرک[1] وابن عساکر عن عُبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

حاکم نے مستدرک میں اور ابن عساکر نے عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیا۔(ت)

اسی باب سے ہے **حدیث** کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

انّ ربّی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم بیشک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ فقلتُ ما شِئتَ یا رب ھم خلقك وعبادك میں نے عرض کیا کہ اے رب میرے! جو تُو چاہے کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ فاستشارنی الثانیۃ اس نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پُوچھا۔ فقلت لہٗ کذٰلك میں نے اب بھی وہی عرض کی۔ فاستشارنی الثالثۃ اس نے سہ بارہ مجھ سے مشورہ لیا۔ فقلت لہ کذٰلك میں نے پھر وہی عرض کی۔ فقال تعالٰی انّی لن اخزیك فی اُمّتك

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین بحوالہ الحاکم وابن عساکر صفۃ الشفاعۃ دار الفکر بیروت ۱/۳۰
کنز العمال بحوالہ ك وابن عساکر حدیث ۳۲۰۳۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۴۳۴

www.alahazratnetwork.org

یا احمد تو رب عزوجل نے فرمایا، اے احمد! بیشک میں ہرگز تجھے تیری اُمت کے معاملہ میں رُسوا نہ کروں گا۔ وبشّرنی اَنّ اول من یدخل الجنۃ معی من اُمتی سبعون الفًا مع کل الفٍ سبعون الفًا لیس علیھم حسابٌ اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستّر ہزار امتی سب سے پہلے میرے ساتھ داخلِ بہشت ہونگے ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستّر ہزار ہونگے جن سے حساب تک نہ لیا جائیگا۔

آگے حدیث اور طویل وجلیل ہے جس میں اپنے اور اپنی امت مرحومہ کے فضائل جلیلہ ارشاد فرمائے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارک وسلم آمین!

الامام احمد[1] وابن عساکر عن حذیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

بحمد اللہ یہی معنی ہیں اس **حدیث** کے کہ رب العزۃ روزِ قیامت حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے مجمع اولین وآخرین میں فرمائے گا:

کُلّھم یطلبون رِضائی وانا اَطلبُ رِضاکَ یا محمد[2] یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میری تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد!

میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک تجھ پر قربان کردیا صلی اللہ علیک وعلٰی اٰلک وبارک وسلم۔

اے مسلمان، اے سُنّی بھائی، اے مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شانِ ارفع کے فدائی! آفتاب وماہتاب پر اُن کا حکم جاری ہونا کیا بات ہے آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک اُن کے نائب، اُن کے وارث، اُن کے فرزند، اُن کے دلبند، غوث الثقلین، غوث الکونین حضور پرنور سیدنا ومولانا امام ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ پر سلام عرض نہ کرلے۔

امام اجل سیدی نور الدین ابو الحسن علی شطنوفی قدس سرہ الرّوفی (جنھیں امام جلیل

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن حذیفہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۳۹۳
کنز العمال بحوالہ حم وابن عساکر حدیث ۳۲۱۰۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۴۴۸
الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بان امتہ وضع عنہم الاصر مرکز اہلسنت گجرات ہند ۲/ ۲۱۰

[2] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۲/ ۱۴۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/ ۸۷

www.alahazratnetwork.org

عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد مکی یافعی شافعی رحمہ اللہ تعالٰی نے مرآۃ الجنان میں الشیخ الامام الفقیہ المقرادی[1] سے وصف کیا کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں خود روایت فرماتے ہیں :۔

اخبرنا ابو محمد عبد السلام بن ابی عبد اللہ محمد بن عبد السلام بن ابراھیم بن عبد السلام البصری الاصل البغدادی المولد والدار بالقاھرۃ سنۃ احدٰی وسبعین وستمائۃ قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن علی بن سلیمان البغدادی الخباز ببغداد سنۃ ثلث وثلثین وستمائۃ قال اخبرنا الشیخان الشیخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزار والشیخ ابو حفص عمر الکیمانی ببغداد وسنۃ احدٰی وتسعین وخمسمائۃ قالا کان شیخنا الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ یمشی فی الھواء علٰی رؤوس الاشھاد فی مجلسہ و یقول ما تطلع الشمس حتی تسلم علیّ وتجیٔ السنۃ الی وتسلم علیّ وتخبرنی بما یجری فیھا و یجیٔ الشھر ویسلم علیّ ویخبرنی بما یجری فیہ ویجیٔ الاسبوع ویسلم علیّ ویخبرنی بما یجری فیہ ویجیٔ الیوم ویسلم علیّ

یعنی امام اجل حضرت ابو القاسم عمر بن مسعود بزار اور حضرت ابو حفص عمر کیمانی رحمہما اللہ تعالٰی فرماتے ہیں ہمارے شیخ حضور سیدنا عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنی مجلس میں برملا زمین سے بلند کرۂ ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرلے نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوحِ محفوظ پر لگی ہے یعنی لوحِ محفوظ میرے پیشِ نظر ہے، میں اللہ عزوجل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں، میں تم سب پر حجتِ الٰہی ہوں، میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم)

---

[1] مرآۃ الجنان

www.alahazratnetwork.org

ویخبرنی بما یجری فیه وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم اللہ ومشاھدتہ انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ووارثہ فی الارض[1] صدقت یاسیدی واللہ فانما انت کلمت عن یقین لا شك فیہ ولا وھم یعتریہ انما تنطق فتنطق وتعطی فتفرق وتؤمر فتفعل والحمد للہ رب العالمین۔

کا وارث ہوں۔ سچ فرمایا ہے آپ نے اے میرے آقا، بخدا آپ یقین پر مبنی کلام فرماتے ہیں جس میں کوئی شک اور وہم راہ نہیں پاتا۔ بے شک آپ سے کوئی بات کہی جاتی ہے تو آپ کہتے ہیں اور آپ کو عطا ہوتا ہے تو آپ تقسیم فرماتے ہیں۔ آپ کو امر کیا جاتا ہے تو آپ عمل کرتے ہیں۔ اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔(ت)

اس حدیث کے متعلق کلام نے قدرے طول پایا مگر الحمد للہ کہ مقصود رسالہ سے باہر نہ آیا وباللہ التوفیق۔

حدیث ۱۲۷: صحیح مسلم شریف وسنن ابی داود وسنن ابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ فقال لی سل (ولفظ الطبرانی فقال یوما یا ربیعۃ سلنی فاعطیك رجعنا الی لفظ مسلم) قال فقلت اسألك مرافقتك فی الجنۃ

میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا، ایک شب حضور کے لئے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بحرِ رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۵۰

www.alahazratnetwork.org

فقال اَوَغیرُ ذٰلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علیٰ نفسک بکثرۃ السجود[1]۔

اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی، میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا، تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے۔

ع کہ حیف باشد از وغیر او تمنائے

(کہ حیف ہے اُس سے اُس کے غیر کی تمنا کرنا۔ ت)

؎ سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو
معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو

سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے"۔ الحمدللہ یہ جلیل و نفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کُش ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مطلقاً بلاقید و بلاتخصیص ارشاد فرمانا سَل مانگ کیا مانگتا ہے، جانِ وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلاتقیید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے ؎

گر خیریتِ دُنیا و عقبیٰ آرزو داری بدرگاہش بیا و ہرچہ میخواہی تمنا کن

(اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بارگاہ میں آ اور جو چاہتا ہے مانگ لے۔ ت)

شیخ شیوخ علماء الہند عارف باللہ عاشقِ رسول اللہ برکۃ المصطفٰے فی ھٰذہ الدیار سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص

مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا (اے ربیعہ)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود والحث علیہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۳
سنن ابی داؤد " باب وقت قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۸۷
کنز العمال حدیث ۱۹۰۰۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۷/۳۰۶
المعجم الکبیر عن ربیعۃ " ۴۵۷۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵/۵۷ و ۵۸

www.alahazratnetwork.org

نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہرچہ خواہد وکرا خواہد باذن پروردگار خود دہد[1]

مانگ۔ اور کسی خاص شے کو مانگنے کی تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے دستِ اقدس میں ہے، جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالٰی کے اذن سے عطا فرمادیں۔ (ت)

فان من جودك الدنیا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم[2]

یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا ہے جس میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہٗ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: "یارسول اللہ! دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جود وکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم جن میں ماکان ومایکون جو کچھ ہُوا اور جو کچھ قیامِ قیامت تک ہونے والا ہے ذرّہ ذرّہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔"

اور پہلا شعر کہ "اگر خیریت دنیا وعقبٰی الخ" حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی کا ہے کہ قصیدۂ نعتیہ حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عرض کیا ہے۔

الحمدُ للہ یہ عقیدے ہیں ائمہ دین کے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب عالم تاب میں، برخلاف اُس سرکش طاغی شیطان لعین کے بندۂ داغی جو کہ ایمان کی آنکھ پر کفران کی ٹھیکری رکھ کر کہتا ہے: "جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں[3]۔"

الاصلّی ربّ محمد علٰی محمدٍ و اٰلہ وسلم واُخرٰی منتقصیہ واعاذنا من حالھم وشرّھم وسلّم اٰمین۔

درود وسلام نازل فرمائے ربِّ محمد محمدِ مصطفٰے پر اور آپ کی آل پر، اور دوسرا گروہ آپ کی شان میں تنقیص کرنے والا ہے، اللہ تعالٰی ہمیں انکے حال اور ان کے شر سے بچائے اور سلامت رکھے، آمین (ت)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

یؤخذ من اطلاقہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الامر بالسؤال انّ

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے

---

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب السجود وفضلہ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۹۶

[2] الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ) الفصل العاشر مرکز اہلسنت گجرات الہند ص ۵۹

[3] تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادۃ مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۸

www.alahazratnetwork.org

اللہ تعالٰی مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق[1]

کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

والحمد للہ رب العالمین ؎

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں[2]

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جانِ وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہ اسئلك مرافقتك فی الجنۃ یارسول اللہ! میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقتِ والا عطا ہو۔

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرکِ وہابیت ہے جسے حضور مالکِ جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قبول فرمارہے ہیں، وللہ الحجۃ السامیۃ۔

حدیث ۱۲۸: حدیث صحیح وجلیل وعظیم سخت وہابیت کُش جسے نسائی وترمذی وابن ماجہ وابن خزیمہ وطبرانی وحاکم وبیہقی نے سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرطِ بخاری ومسلم صحیح کہا اور امام حافظ الحدیث زکی الدین عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلّم و برقرار رکھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نابینا کو دُعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے،

اللّٰھم انی اسئلك و اتوجہ الیك بنبیك محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بك الی ربی فی حاجتی ھذہ لیقضی لی اللّٰھم

الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الصلوٰۃ باب السجود وفضلہ الفصل الاول تحت حدیث ۸۹۶ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۶۱۵

[2]

www.alahazratnetwork.org

فشفعہ فی[1] ہو، الٰہی! انھیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

یہ حدیث خود ہی بیمار دلوں پر زخم کاری تھی جس میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حاجت کے وقت ندا بھی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استعانت والتجا بھی، مگر حصن حصین شریف کی بعض روایات نے سر سے پانی تیر دیا۔ اس میں لِتَقْضِیَ لِیْ بصیغہ معروف ہے یعنی یارسول اللہ! حضور میری حاجت روا فرمادیں۔

مولانا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری حرزِ ثمین شرح حصنِ حصین میں فرماتے ہیں:

وفی نسخۃٍ بصیغۃِ الفاعل ای لِتقضی الحاجۃ لی والمعنی تکون سببًا لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی[3]

اور ایک نسخہ میں بصیغہ فاعل (فعل معروف) ہے، یعنی آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی ومقصد برآری میں سبب ووسیلہ بن جائیں۔ چنانچہ اسناد مجازی ہوگا۔ (ت)

اب دافع البلاء کو شرک ماننے کا مول تول کہئے۔

---

[1] سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث ۳۵۸۹ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۳۶
سنن ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰
صحیح ابن خزیمۃ باب صلوٰۃ الترغیب والترھیب حدیث ۱۲۱۹ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۶
المعجم الکبیر عن عثمان بن حنیف حدیث ۸۳۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۹/ ۱۸
المستدرک للحاکم کتاب صلوٰۃ التطوع دعاء رد البصر دار الفکر بیروت ۱/ ۳۱۳
دلائل النبوۃ للبیہقی باب فی تعلیمہ الضریر ما کان فیہ شفاء الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۶۶ تا ۱۶۸
عمل الیوم واللیلۃ للنسائی حدیث ۶۵۷ دار ابن حزم بیروت ص ۱۵۹ و ۱۶۰
الترغیب والترھیب الترغیب فی صلوٰۃ الحاجۃ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۷۳ تا ۴۷۵
[2] الحصن الحصین منزل یوم الاثنین صلوٰۃ الحاجۃ افضل المطابع ص ۱۲۵

[3] حرزِ ثمین شرح الحصن الحصین مع الحصن الحصین منزل یوم الاثنین صلوٰۃ الحاجۃ افضل المطابع ص ۱۲۵

www.alahazratnetwork.org

32
32

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے زمانۂ اقدس میں نابینا کو دُعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یُوں عرض کرو ہمارا نامِ پاک لے کر ندا کرو ہم سے استمداد و التجا کرو، شرکِ وہابیت کو قعرِ جہنم میں پہنچانے کو بس یہی تھا کہ:

اوّلاً جو شرک ہے اس میں تفرقہ زمانۂ حیات و بعد وفات یا تفرقۂ قُرب و بُعد یا غیبت و حضور سب مردود و مقہور، جس کا بیان اوپر مذکور۔

ثانیاً حاصلِ تعلیم یہ نہ تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دُعا کا بالائی ٹکڑا تو اللہ عزّوجل سے عرض کرنا پھر ہمارے پاس حاضر ہو کر یا محمد سے اخیر تک عرض کرنا، اور دعا میں سنت اخفا ہے اور آہستہ کہنے میں وہابیت کی عقل ناقص پر غیبت و حضور یکساں ہے، عادی طور پر دونوں ندا بالغیب ہوں گی، مگر قیامت تو سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پُوری کر دی کہ زمانۂ خلافت امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں یہی دُعا ایک صاحب حاجتمند کو تعلیم فرمائی اور ندا بعد الوصال سے جانِ وہابیت پر آفتِ عُظمٰی ڈھائی۔ معجم کبیر امام طبرانی میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک شخص امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لئے حاضر ہوا کرتے امیر المومنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے، ایک دن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملے اُن سے شکایت کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

ائتِ المیضاۃ فتوضأ ثم ائت المسجد فصلّ فیہ رکعتین ثم قل اللّٰھم اِنّی اسئلك و اتوجّہ الیك بنبینا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انّی اتوجہ بك الٰی ربّی فیقضی حاجتی و تذکر حاجتك و رُح الیّ حتّٰی اروح معك۔

وضو کی جگہ جاکر وضو کرو پھر مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھو پھر یُوں دُعا کرو کہ الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف ہمارے نبی محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی رحمت کے ذریعے سے متوجہ ہوتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہُوں کہ میری حاجت روا فرمائیے۔ اور اپنی حاجت کا ذکر کرو، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔

صاحبِ حاجت نے جاکر ایسا ہی کیا، پھر امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دروازے پر حاضر ہُوئے، دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین (عثمان غنی) نے

www.alahazratnetwork.org

اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور فرمایا کیسے آئے ہو؟ انھوں نے اپنی حاجت عرض کی، امیر المومنین نے فوراً روا فرمائی، پھر ارشاد کیا: اتنے دنوں میں تم نے اس وقت اپنی حاجت کہی۔ اور فرمایا: جب کبھی تمھیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔ اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملے اُن سے کہا: اللہ تعالٰی آپ کو جزائے خیر دے امیر المومنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے نہ میری طرف التفات لاتے یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش اُن سے کی۔ عثمان بن حنیف نے فرمایا:

واللہ ما کلمتہ ولکن شہدت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واتاہ رجل ضریر تشکی الیہ ذھاب بصرہ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایت المیضاۃ فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بھذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف فواللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث[1] حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضر قط۔

خدا کی قسم میں نے تو تمھارے بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہے یہ کہ میں نے سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی، حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، موضع وضو پر جاکر وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ پھر یہ دعائیں پڑھ۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہوکر آئے گویا کبھی اُن کی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا۔

امام طبرانی اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کرکے فرماتے ہیں: والحدیث صحیح[2] یہ حدیث صحیح ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

حدیث ۱۲۹: کہ سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ طیبہ سے ارشاد فرمایا:

اِصبروا وابشروا فانی قد بارکت

صبر کرو اور شاد ہو کہ بیشک میں نے تمھارے

---

[1] المعجم الکبیر عن عثمان بن حنیف حدیث ۸۳۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۹/۱۸

[2] الترغیب والترھیب بحوالہ الطبرانی الترغیب فی صلوٰۃ الحاجۃ مصطفی البابی مصر ۱/۴۷۶

www.alahazratnetwork.org

علیٰ صاعِکم و مُدِّکم۔ البزار فی مسندہٖ[1] عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

رزق کے پیمانوں پر برکت کر دی ہے۔ (بزار نے اپنی مسند میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اس حدیث نے بتایا کہ اہلِ مدینہ کے رزق میں برکت رکھنے کو حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی طرف نسبت فرمایا۔

○ (رسالہ ضمنی) **منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب**[۱۳]

(عقلمند کا مقصد کہ بے شک احکامِ شرع حبیب اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں)

احادیثِ تحریمِ حرمِ مدینہ طیبہ بحکمِ احکم حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

حدیث ۱۳۰: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرض کی:

اللھم ان ابراھیم حرّم مکۃ وانی احرّم مابین لابتیھا۔ ھما واحد[2] و الطحاوی فی شرح معانی الاٰثار عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

الٰہی! بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے درمیان جو کچھ ہے اُسے حرم بناتا ہوں۔ (بخاری، مسلم اور احمد اور طحاوی نے شرح معانی الآثار میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۱: نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراھیم حرّم مکۃ ودعا لاھلھا وانی حرمت المدینۃ کما حرّم ابراھیم مکۃ و انی

بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ کو حرم بنادیا اور اس کے ساکنوں کے لئے دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم

---

[1] کنز العمال بحوالۃ البزار حدیث ۳۸۱۲۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴/ ۱۲۵

[2] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۷۷

〃 کتاب المغازی غزوۂ احد 〃 〃 〃 ۲/ ۵۸۵

〃 کتاب الاعتصام باب ماذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم 〃 〃 〃 ۲/ ۱۰۹۰

صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ 〃 〃 〃 ۱/ ۴۴۱

مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۴۹

شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۴۲

www.alahazratnetwork.org

دعوتُ فی صاعھا و مُدِّھا بمثلِ ما دعا ابراھیم لِاَھل مکۃ۔ ھم[1] جمیعًا عن عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

کر دیا جس طرح اُنھوں نے مکّے کو حرم کیا اور میں نے اُس کے پیمانوں میں اس سے دُونی برکت کی دُعا کی جو دُعا انھوں نے اہل مکہ کے لئے کی تھی (ان سب نے عبد اللہ ابن زید بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۲: نیز صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرض کی: الٰہی! بیشک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تُو نے اُن کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا اللّٰھم وانا عبدك و نبیك وانی اُحرِّمُ ما بین لابتیھا[2] الٰہی! اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہُوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔

امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا:

ونھی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یعضد شجرھا او یخبط او یؤخذ طیرھا۔[3]

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتّے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔

حدیث ۱۳۳: صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی اُحرِّمُ ما بین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاھھا او یقتل

بیشک میں حرم بناتا ہوں دو سنگلاخ مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی ببولیں نہ کاٹی جائیں

---

[1] صحیح البخاری کتاب البیوع باب برکۃ صاع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۶
صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " " ۱/۴۴۰
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۴۰
شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲
سنن ابن ماجۃ ابواب المناسک باب فضل المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۲
کنز العمال حدیث ۳۴۸۸۲ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۲/۲۴۵

[3] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۳

www.alahazratnetwork.org

صیدھا۔ ھو واحمد[2] والطحاوی عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اور اُس کا شکار نہ مارا جائے۔ (مسلم اور احمد اور طحاوی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۴: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انّ ابراھیم حرم مکۃ وانی احرمُ مابین لابتیھا۔ ھو[2] والطحاوی عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کردیا اور میں مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے درمیان کو حرم کرتا ہوں (مسلم اور طحاوی نے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۵: نیز صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

اللّٰھم انّ ابراھیم حرّم مکۃ فجعلھا حرمًا وانی حرمتُ المدینۃ حرامًا مابین مازمیھا ان لایھراق فیھا دمٌ ولایحمل سلاح لقتال ولایخبط فیھا شجرۃٌ الا لعلف[3]

الٰہی! بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کرکے حرم بنادیا اور بیشک میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اسے حرم بناکر حرام کردیا کہ اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے نہ لڑائی کے لئے اسلحہ اٹھایا جائے نہ کسی پیڑ کے پتے جھاڑیں مگر جانور کو چارہ دینے کے لئے۔

حدیث ۱۳۶: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

اللّٰھم انی قد حرمتُ مابین لابتیھا

الٰہی! بیشک میں نے تمام مدینہ کو حرم کردیا۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضائل المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰
مسند احمد بن حنبل عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۸۱
شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۱

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰
شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[3] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۳

www.alahazratnetwork.org

کما حرمت علی لسان ابراھیم الحرم۔ ھو[1] واحمد والرویانی عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جس طرح تو نے زبانِ ابراہیم پر حرم محترم کو حرم بنایا (مسلم، احمد اور رویانی نے ابی قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۷: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابراھیم حرم بیت اللہ و امّنہ و انی حرمت المدینۃ مابین لابتیھا لایقطع عضاھھا ولا یصاد صیدھا۔ ھو[2] والطحاوی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

بیشک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنا دیا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے خار دار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اس کے جانور شکار نہ کئے جائیں (مسلم اور طحاوی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۸: صحیحین میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مابین لابتی المدینۃ وجعل اثنا عشر میلاً حول المدینۃ حمٰی۔ ھما[3] واحمد وعبد الرزاق فی مصنفہ۔

تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرم کر دیا اور اس کے آس پاس بارہ بارہ میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔ بخاری اور مسلم اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ ت)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۰ تا ۴۴۳
مسند احمد بن حنبل عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۳۰۹
کنز العمال بحوالہ حم والرویانی " " " " حدیث ۳۴۸۷۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۲۴۴

[2] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۴۲
کنز العمال بحوالہ مسلم حدیث ۳۴۸۱۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۲۳۲

[3] صحیح البخاری فضائل المدینہ باب حرم المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۱
صحیح المسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۲
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۸۷
المصنف لعبد الرزاق کتاب حرمۃ المدینہ حدیث ۱۷۱۴۵ المجلس العلمی بیروت ۹/ ۲۶۰ و ۲۶۱

www.alahazratnetwork.org

ابن جریر کی روایت یوں ہے:

حرّم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شجرھا ان یعضد او یُخبط۔ رواہ عن[1] خبیبؓ الھذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے پیڑ کاٹنا یا ان کے پتے جھاڑنا حرام فرمایا۔ (اس کو خبیب ہذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

حدیث ۱۳۹: صحیح مسلم شریف میں ہے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

انّ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرّم مابین لابتی المدینۃ۔ ھو[2] والطحاوی فی معانی الاٰثار۔

بیشک رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تمام مدینہ طیبہ کو حرم بنادیا۔ (مسلم اور طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۴۰: نیز صحیح مسلم و معانی الآثار میں عاصم احول سے ہے:

قلت لاَنس بن مٰلك احرّم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المدینۃ قال نعم الحدیث[3]۔ زاد ابوجعفر فی روایۃ لایعضد شجرھا[4] ولمسلم فی اخرٰی نعم ھی حرام لایُختلٰی خلاھا فمن فعل ذٰلك فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ و الناس اجمعین[5]۔

یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا، کیا مدینہ کو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرم بنادیا؟ فرمایا: ہاں، اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے اس کی گھاس نہ چھیلی جائے، جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

حدیث ۱۴۱: سنن ابی داؤد میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

---

[1]

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۰
شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[3] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۱

[4] شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۳

[5] صحیح مسلم کتاب الحج فضل المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۱

www.alahazratnetwork.org

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرّم ھٰذا الحرم[1]۔ بیشک رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اس حرم محترم کو حرم بنادیا۔

حدیث ۱۴۲: شرحبیل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگارہے تھے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰے عنہ تشریف لائے جال پھینک دئے اور فرمایا:

تعلموا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرّم صیدھا۔ الامام ابوجعفر[2] فی شرح الطحاوی۔ تمھیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام قرار دیا ہے (امام ابوجعفر نے شرح طحاوی میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت)

ابوبکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالٰے عنہ سے یوں روایت کی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرّم مابین لابتیھا[3]۔ بیشک نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے مدینے کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کردیا۔

حدیث ۱۴۳: ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرّم مابین لابتی المدینۃ ان یعضد شجرھا او یخبط[4]۔ بیشک رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے تمام مدینے کو حرم بنادیا ہے کہ اس کے پیڑ نہ کاٹے جائیں نہ پتے جھاڑیں۔

حدیث ۱۴۴: ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اسے لئے ہوئے باہر گیا میرے والد ماجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰے عنہ ملے شدت سے میرا کان مل کر چڑیا کو چھوڑ دیا اور فرمایا:

حرّم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صید مابین لابتیھا[5]۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے مدینے کا شکار حرام فرمادیا ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۷۸

[2] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[3]

[4] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[5] " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۴۵: صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں،

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم البقیع و قال لا حمٰی الا للہ ورسولہ[1]

بیشک رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بقیع کو حرم بنادیا اور فرمایا، چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوا اللہ و رسول کے جل جلالہٗ و صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

روی الثلٰثۃ الامام الطحاوی (تینوں احادیث امام طحاوی نے روایت کیں۔ت)

یہ سولہ[16] حدیثیں ہیں، پہلی آٹھ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم کردیا، اور پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے کہا کہ حضور کے حرم کردینے سے مدینہ طیبہ حرم ہوگیا حالانکہ یہ صفت خاص اللہ عزوجل کی ہے۔ پہلی آٹھ سے پانچ میں اپنے پدر کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف بھی یہی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم انھوں نے حرم کردی انھوں نے امن والی بنادی حالانکہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

ان مکۃ حرمھا اللہ تعالٰی ولم یحرمھا الناس۔ البخاری[2] والترمذی عن ابی شریح البغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک مکہ معظمہ کو اللہ تعالٰی نے حرم کیا ہے کسی آدمی نے نہیں کیا۔ (بخاری اور ترمذی نے ابی شریح بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

یہ اسنادیں خاص ہمارے رسالے کی مقصود ہیں مگر یہاں جانِ وہابیت پر ایک آفت اور سخت و شدید تر ہے، مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا نہ فقط انھیں سولہ بلکہ ان کے سوا اور بہت احادیث کثیرہ میں وارد ہے۔

حدیث ۱۷ صحیحین: انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدینۃ حرم من کذا الی کذا

مدینہ یہاں سے یہاں تک حرم ہے اس کا

---

[1] شرح معانی الآثار باب احیاء الارض المیتۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۱۷۵

[2] صحیح البخاری ابواب العمرۃ باب لایعضد شجر الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۴۷

سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۸۰۹ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۱۷

www.alahazratnetwork.org

لا یقطع شجرھا۔ ھما[1] واحمد و الطحاوی واللفظ للجامع الصحیح۔

پیڑ نہ کاٹا جائے۔ امام بخاری اور مسلم اور احمد اور طحاوی نے روایت کیا اور لفظ جامع الصحیح کے ہیں۔ ت)

حدیث ۱۸ صحیحین: ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدینۃ حرم الحدیث ھما[2] والطحاوی وابن جریر واللفظ للمسلم۔

مدینہ حرم ہے (بخاری و مسلم اور طحاوی اور ابن جریر نے روایت کیا اور لفظ مسلم کے ہیں۔ ت)

حدیث ۱۹ صحیحین: مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

المدینۃ حرم مابین عیر الی کذا و لمسلم والطحاوی مابین عیر الی ثور الحدیث[3] زاد احمد و ابوداؤد فی روایۃ لایختلٰی خلاھا ولاینفر صیدھا[4]۔

مدینہ کوہِ عیر سے جبلِ ثور تک حرم ہے۔ احمد اور ابوداؤد نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیا کہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا شکار نہ بھڑکایا جائے۔

---

[1] صحیح البخاری فضائل المدینہ باب حرمۃ المدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۱
صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۱
کنز العمال بحوالہ حم وغیرہ حدیث ۳۴۸۰۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۳۱
مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی " ۳/۲۴۲

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۲

[3] صحیح البخاری فضائل مدینہ باب حرمۃ المدینہ " " " ۱/۲۵۱
صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل مدینہ الخ " " " ۱/۴۴۲
سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷۸
مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۱
شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۱

[4] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۱۹
سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۷۸

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۲۰: صحیح مسلم، سہل بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دست مبارک سے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

انہا حرم امن، ھو[1] واحمد والطحاوی وابوعوانۃ۔ — بیشک یہ امن والی حرم ہے (مسلم، احمد، طحاوی اور ابوعوانہ نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱: امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لکل نبی حرم وحرمی المدینۃ[2] — ہر نبی کے لئے ایک حرم ہوتی ہے اور میری حرم مدینہ ہے۔

حدیث ۲۲: عبدالرزاق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم کل دافۃ اقبلت علی المدینۃ من العضۃ الحدیث[3] — بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر گروہ مردم کو کہ حاضر مدینہ ہو اس کے خاردار درختوں سے ممنوع فرمادیا۔

حدیث ۲۳: امام طحاوی بطریق مالک عن یونس بن یوسف عن عطا بن یسار کہ لڑکوں نے ایک روباہ کو گھیر کر ایک گوشے میں کردیا تھا، ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لڑکوں کو دُور کردیا، امام مالک فرماتے ہیں اور مجھے اپنے یقین سے یہی یاد ہے کہ فرمایا:

اَفِی حرمِ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یُصنع ھذا[4]۔ — کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حرم میں ایسا کیا جاتا ہے؟

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۳
مسند احمد بن حنبل عن سہل بن حنیف المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۸۶
کنز العمال بحوالہ ابی عوانہ حدیث ۳۴۸۰۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۲۳۰
شرح معانی الآثار کتاب الصید باب صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

[2] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۱۸

[3] المصنف لعبدالرزاق باب حرمۃ المدینہ حدیث ۱۷۱۴۷ المجلس العلمی بیروت ۹/۲۶۱

[4] شرح معانی الآثار کتاب الصید صید المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

www.alahazratnetwork.org

میں جو شخص حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت سراپا طہارت کے لئے مدینہ طیبہ کو چلے اگرچہ چار پانچ ہی کوس کے فاصلے سے (کہ کہیں وہابیت کے شرک شدالرحال کا ماتھا نہ ٹھنکے) اس پر راستے میں بے ادبیاں بیہودگیاں کرتے چلنا فرضِ عین وجزوِ ایمان ہے یہاں تک کہ اگر اپنے مالک و آقا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے عظمت وجلال کے خیال سے باادب مہذب بن کر چلے گا اس کے نزدیک مشرک ہوجائے گا۔ اسی کتاب ضلالت مآب کے اسی مقام میں "رستے میں نامعقول باتیں کرنے سے[1] بچنا بھی انھیں امور میں گنادیا جنھیں خدا پر افترا" کہتا ہے "یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کے لئے کرے اس پر شرک ثابت ہے[2]۔"

سبحان اللہ! نامعقول باتیں کرنا بھی جزوِ ایمانِ نجدیہ ہے بلکہ سچ پوچھو تو اُن کا تمام ایمان اسی قدر ہے وہ تو خیر یہ ہوگئی کہ مجتہد الطائفہ کو یہ عبارت لکھتے وقت آیہ کریمہ فلا رفث ولا فسوق ولاجدال فی الحج[3] (تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت۔ ت) پوری یاد نہ آئی ورنہ راہِ مدینہ طیبہ میں فسق وفجور کرتے چلنا بھی فرض کہہ دیتا وہ بھی ایسا کہ جو وہاں فسق سے باز آئے مشرک ہوجائے، ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

لطیفۂ حقہ: حضراتِ نجدیہ! خدارا انصاف، کیا افعالِ عبادت سے بچنا انبیاء واولیاء ہی کے معاملے سے خاص ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شرک کے کام جائز، نہیں نہیں جو شرک ہے ہر غیر خدا کے ساتھ شرک ہے، تو آپ حضرات جب اپنے کسی نذیر بشیر یا پیر فقیر یا مرید رشید یا دوست عزیز کے یہاں جایا کیجئے تو راستے میں لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ماتھا رگڑتے چلا کیجئے ورنہ دیکھو کھلم کھلا مشرک ہوجاؤ گے ہرگز مغفرت کی بُو نہ پاؤ گے کہ تم نے غیر حج کی راہ میں ان باتوں سے بچ کر وہ کام کیا جو اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتایا تھا اور اس جوتی پیزار میں یہ نفع کیسا ہے کہ ایک کام میں تین مزے، جدال ہونا تو خود ظاہر اور جب بلاوجہ ہے تو فسوق بھی حاضر اور رفث کے معنے ہر معقول بات کے ٹھہرے تو وہ بھی حاصل۔ ایک ہی بات میں ایمانِ نجدیت کے تینوں رُکن کامل۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی

---

[1] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷

[2] " " " " " " " " ۸

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۷

www.alahazratnetwork.org

العظیم۔ الحمدللہ خامۂ برق بار رضا خرمن سوزیِ نجدیت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے، والحمد للہ رب العالمین۔

تذییل وتکمیل

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت)

احکامِ الٰہی دو قسم ہیں:

تکوینیہ مثل احیا و اماتت وقضائے حاجت و دفعِ مصیبت وعطائے دولت ورزق ونعمت و فتح وشکست وغیرہا عالم کے بندوبست۔

دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کردینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیرِ خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک۔

قال اللہ تعالٰی ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین مالم یأذن بہ اللہ[1]

اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیا اُن کے لئے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنھوں نے اُن کے واسطے دین میں اور راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے انھیں حکم نہ دیا۔

اور بروجہ عطائی امورِ تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔ قال اللہ تعالٰی:

فالمدبرات امرًا[2]

قسم اُن مقبول بندوں کی جو کاروبارِ عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

مقدمۂ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز کی شہادت سُن چکے کہ:

حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او را تمام اُمت برمثال پیران ومرشدان می پرستند وامورِ تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند[3]

حضرت امیر (مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم) اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اور امورِ تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴۲/ ۲۱ [2] القرآن الکریم ۷۹/ ۵

[3] تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

www.alahazratnetwork.org

مگر کچے وہابی ان دو قسموں میں فرق کرتے ہیں، اگر کہئے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات فرض کی یا فلاں کام حرام کر دیا تو شرک کا سودا نہیں اُچھلتا، اور اگر کہئے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نعمت دی یا غنی کر دیا تو شرک سُوجھتا ہے۔ یہ اُن کا نرا تحکم ہی نہیں خود اپنے مذہب نامہذب میں کچاپن ہے۔ جب ذاتی اور عطائی کا تفرقہ اٹھا دیا پھر احکام میں فرق کیسا، سب کا یکساں شرک ہونا لازم، آخر ان کا امام مطلق و عام کہہ گیا کہ:

"کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں[1]۔"

نیز کہا:

"کسی کام کو روا یا ناروا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے[2]۔"

صاف تر کہا:

"کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انھیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں تو جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہے[3]۔"

اور آگے اس کا قول:

"سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے[4]۔"

اس میں وُہ رسول کو حاکم نہیں مانتا صرف مخبر و پیغام رساں مانتا ہے اور اس سے پہلے حصہ کے ساتھ تصریح کر چکا ہے کہ:

"پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ بُرے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے[5]۔"

نیز کہا کہ:

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۲۰

[2] 〃

[3] 〃 الفصل الرابع 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲۸

[4] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[5] 〃 الفصل الثانی 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۷

www.alahazratnetwork.org

"انبیاء اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو اُن میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں[1] صرف بتانے جاننے پہچاننے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکم ان کے ہیں فرائض کو انھوں نے فرض کیا محرمات کو انھوں نے حرام کر دیا۔

آخر ہمیں جو احکام معلوم ہوئے اپنے بزرگوں سے آئے انھیں ان کے اگلوں نے بتائے، یونہی طبقہ بطبقہ تبع کو تابعین، تابعین کو صحابہ، صحابہ کو سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے، تو کیا کوئی یوں کہے گا کہ نماز میرے باپ نے فرض کی ہے یا زنا کو میرے استاد نے حرام کر دیا۔ نبی کی نسبت اگر یوں کہئے گا تو وہی ذاتی عطائی کا فرق مان کر، اور وہ کسی کی راہ ماننے اور اس کا حکم سند جاننے کو اُن افعال سے گِن چکا جو اللہ تعالٰی نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کئے ہیں اور انھیں غیر کے لئے کرنے کا نام اشراک فی العبادۃ رکھا، اور اس قسم میں بھی مثل دیگر اقسام تصریح کی کہ:

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے[2]۔"

تو ذاتی و عطائی کا تفرقہ دینِ نجدی میں قیامت کا تفرقہ ڈال دے گا۔ وہ صاف کہہ چکا:

"نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اس کے سوا مت مانو۔"[3]

جب رسول کو ماننے ہی کی نہ ٹھہری تو رسول کو حاکم ماننا اور فرائض و محرمات کو رسول کے فرض و حرام کر دینے سے جاننا کیونکر شرک نہ ہوگا، غرض وہ اپنی دُھن کا پکا ہے، ولہذا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کس قدر تاکید شدید سے مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب فرض کیا اور اس میں شکار وغیرہ منع فرمایا، مگر یہ جو ارشاد ہُوا کہ "مدینے کو حرم میں کرتا ہوں۔" اس چوٹی کے موحّد نے کہ جا بجا کہتا ہے کہ "خدا کے سوا کسی کو نہ مانو" صاف صاف حکمِ شرک جڑ دیا اور اللہ واحد قہار کے غضب کا کچھ خیال نہ کیا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۷

[2] " مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۸

[3] " الفصل الرابع " " " " " " ۲۸

www.alahazratnetwork.org

ینقلبون[1] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت) تو مناسب ہوا کہ بعض احادیث وُہ بھی ذکر کی جائیں جن میں احکام تشریعیہ کی اسناد صریح ہے، اور اب اس قسم کی خاص دو آیتوں کا ذکر بھی محمود، اگرچہ آیاتِ گزشتہ سے بھی دو آیتوں میں یہ مطلب موجود، اور ان کے ذکر سے جب عدد آیات انصاف عقود سے متجاوز ہوگا تو تکمیل عقد کے لئے تین آیتوں کا اور بھی اضافہ ہو کہ پچاس کا عدد پورا ہو جس طرح احادیث میں بعونہٖ تعالٰی پانچ خمسین یعنی ڈھائی سو کا عدد کامل ہوگا، ورنہ استیعاب آیات میں منظور، نہ احادیث میں مقدور، واللہ الھادی الٰی مناٰر النور، ہم پہلے وہ تین آیتیں تلاوت

عہ مثلاً یہی احکامِ تشریعیہ کی آیات بکثرت ہیں جن سے دو ہی یہاں مذکور، یونہی اس مضمون میں کہ خلائق کو موت فرشتے دیتے ہیں، صرف دو آیتیں اوپر گزریں، قرآن پاک میں پانچ آیتیں اس مضمون کی اور ہیں، ہم ان پانچ کو یہاں ذکر کردیں کہ اوّل پانچ آیتیں کتبِ سابقہ سے مذکور ہوئی ہیں ان کے سبب پچاس پوری صرف قرآن عظیم سے ہوجائیں۔

آیت ۱: انّ الذین توفّٰھم الملٰئکۃ[2] — بیشک وہ لوگ جنھیں موت دی فرشتوں نے۔

آیت ۲: جاءتھم رسلنا یتوفّونھم[3] — ہمارے رسول ان کے پاس آئے انھیں موت دینے کو۔

آیت ۳: ولو تریٰ اذ یتوفی الذین کفروا الملٰئکۃ[4] — کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے۔

آیت ۴: ان الخزی الیوم والسوء علی الکٰفرین الذین تتوفّٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم[5] — بیشک آج کے دن رسوائی اور مصیبت کافروں پر ہے جنھیں موت فرشتے دیتے ہیں اس حال میں کہ وُہ اپنی جانوں پر ستم ڈھائے ہوئے ہیں۔

آیت ۵: کذٰلک یجزی اللہ المتقین الذین تتوفّٰھم الملٰئکۃ طیّبین[6] — ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جنھیں موت فرشتے دیتے ہیں پاکیزہ حالت ہیں۔

جعلنا اللہ منھم بفضل و رحمتہٖ اٰمین (اللہ تعالٰی ہمیں اپنے فضل و رحمت سے انھیں میں سے کردے۔ آمین)

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷
[2] القرآن الکریم ۴/ ۹۷
[3] " ۷/ ۳۷
[4] " ۸/ ۵۰
[5] " ۱۶/ ۲۷ و ۲۸
[6] " ۱۶/ ۳۱ و ۳۲

www.alahazratnetwork.org

کریں کہ پھر احکامِ تشریعیہ کا بیان آیات واحادیث سے مسلسل رہے و باللہ التوفیق۔

آیت ۴۶: ان کل نفس لما علیہا حافظ[1]

کوئی جان نہیں جس پر ایک نگہبان متعین نہ ہو۔

یعنی ملائکہ ہر شخص کے حافظ ونگہبان رہتے ہیں۔

آیت ۴۷: الٓرٰ کتٰب انزلنٰہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور باذن ربہم الٰی صراط العزیز الحمید[2]۔

یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری تاکہ تم اے نبی! لوگوں کو اندھیریوں سے نکال لو روشنی کی طرف اُن کے رب کی پروانگی سے غالب سراہے گئے کی راہ کی طرف۔

آیت ۴۸: ولقد ارسلنا موسٰی بایٰتنا ان اخرج قومک من الظلمٰت الی النور[3]۔

اور بیشک بالیقین ہم نے موسٰی کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اے موسٰی! تو نکال لے اپنی قوم کو اندھیریوں سے روشنی کی طرف۔

اقول اندھیریاں کفر وضلالت ہیں اور روشنی ایمان وہدایات جسے غالب سراہے گئے کی راہ فرمایا۔ اور ایمان وکفر میں واسطہ نہیں، ایک سے نکالنا قطعاً دوسرے میں داخل کرنا ہے۔ تو آیات کریمہ صاف ارشاد فرمارہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی اس امت کو مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کفر سے چھڑاتے ایمان عطا فرماتے ہیں، اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انھیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو رب عزوجل کا انھیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکال لو معاذ اللہ تکلیف مالایطاق تھا۔

الحمدُ للہ! قرآن عظیم نے کیسی تکذیب فرمائی امام وہابیہ کے اس حصر کی کہ:

"پیغمبر خدا نے بیان کردیا کہ مجھ کو نہ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع ونقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کرسکوں۔ غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں، فقط پیغمبری کا مجھ کو دعوٰی ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے

---

[1] القرآن الکریم ۸۶/۴
[2] " ۱۴/۱
[3] " ۱۴/۵

www.alahazratnetwork.org

کہ بُرے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرادیں پوری کر دیویں یا فتح وشکست دے دیویں یا غنی کر دیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار[1] اھ ملخصاً۔

مسلمانو! اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں اور حدیثوں سے کہ اب تک گزریں ملاؤ دیکھو یہ کس قدر شدت سے خدا و رسول کو جھٹلا رہا ہے، خیر اُسے اس کی عاقبت کے حوالے کیجئے، شکر اُس اکرم الاکرمین کا بجالائیے جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم الکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا ان کے کرم سے امیدِ واثق ہے کہ بعونہٖ تعالٰی محفوظ بھی رہے ؎

تُو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا[2]

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصۂ خدا ہے انک لا تھدی من احببت[3] (بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو۔ ت) وغیرہا میں اسی کا تذکرہ ہے کچھ ایمان کے ساتھ خاص نہیں پیسہ کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا۔ ع

تا خدا ندہد سلیماں کے دہد

(جب تک خدا نہ دے سلیماں کیسے دے سکتا ہے۔ ت)

یہی فرق ہے جسے گم کر کے تم ہر جگہ بہکے اور افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض[4] (اور خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ت) میں داخل ہوئے۔

نسأل اللہ العافیۃ وتمام العافیۃ ودوام العافیۃ والحمد للہ رب العٰلمین۔

ہم اللہ تعالٰی سے کامل دائمی عافیت کا سوال کرتے ہیں، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ (ت)

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۵

[2] حدائق بخشش وصل اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۳

[3] القرآن الکریم ۲۸/ ۵۶

[4] " ۲/ ۸۵

www.alahazratnetwork.org

آیت ۴۹ : قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الاٰخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ[1]

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ پچھلے دن پر، اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کردیا ہے اللہ اور اس کے رسول محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے۔

آیت ۵۰ : ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ من انفسھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالًا مبینا[2]

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کریں اللہ ورسول کسی بات کا کہ انھیں کچھ اختیار ہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

یہاں سے ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبل طلوعِ آفتابِ اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنّٰی بنایا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نکاح کا پیغام دیا اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں، جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا، اس پر یہ آیۂ کریمہ اتری، اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالٰی عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہوگیا[3]

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہوجائے خصوصًا جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصًا جبکہ عورت کی شرافتِ خاندان کواکبِ ثریا سے بھی بلند و بالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزۃ جل جلالہ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الٰہ کے ترک پر فرمائے جاتے

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۹

[2] " ۳۳/ ۳۶

[3] الجامع لاحکام القرآن (امام قرطبی) تحت الآیۃ ۳۳/ ۳۶ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴/ ۱۶۵
الدر المنثور تحت الآیۃ ۳۳/ ۳۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۵۳۷ و ۵۳۸

www.alahazratnetwork.org

اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمھیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب اُن کے فرمانے سے فرض قطعی ہوگئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہوجائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہوجاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح وجائز امر تھا، ولہٰذا ائمہ دین خدا و رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اُس فرض سے اقوٰی ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔ اور ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنٰی فرمادیں۔ امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

کان الامام ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ من اکثر الائمۃ ادبًا مع اللہ تعالٰی ولذٰلک لم یجعل النیۃ فرضا وسمی الوتر واجبًا لکونھما ثبتا بالسنۃ لا بالکتاب فقصد بذٰلک تمییز ما فرضہ اللہ تعالٰی وتمییز ما اوجبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فان ما فرضہ اللہ تعالٰی اشد مما فرضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ذات نفسہ حین خیرہ اللہ تعالٰی ان یوجب ما شاء او لا یوجب[1]

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اُن اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے انھوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالٰی کے فرض اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرض میں فرق وتمیز کردیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کردیا جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔

اُس میں بارگاہ وحی وتضرع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا:

---

[1] میزان الشریعۃ الکبرٰی باب الوضو دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۱۴۷

www.alahazratnetwork.org

کان الحق تعالٰی جعل له صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان یشرع من قبل نفسه ماشاء کما فی حدیث تحریم شجر مکة فان عمه العباس رضی اللہ تعالٰی عنه لما قال له یا رسول اللہ الا الاذخر فقال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الا الاذخر ولو ان اللہ تعالٰی لم یجعل له ان یشرع من قبل نفسه لم یتجرأ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان یستثنی شیئا مما حرمه اللہ تعالٰی[1]

یعنی حضرت عزت جل جلالہٗ نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرمِ مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ گیاہِ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا، اچھا نکال دی، اس کا کاٹنا جائز کر دیا۔ اگر اللہ سبحانہٗ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنٰی فرمادیں۔

اقول یہ مضمون متعدد احادیثِ صحیحہ میں ہے:

حدیث ۱: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما صحیحین میں:

فقال العباس رضی اللہ تعالٰی عنه الا الاذخر لصاغتنا وقبورنا، فقال الا الاذخر[2]

یعنی عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ فرمایا: مگر اذخر۔

حدیث ۲: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نیز صحیحین میں:

قال رجل من قریش الا الاذخر

ایک مرد قریش نے عرض کی، مگر اذخر

---

[1] میزان الشریعۃ الکبرٰی فصل فی بیان جملۃ من الامثلۃ المحسوسۃ الخ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۶۰

[2] صحیح البخاری کتاب العمرۃ باب لاینفر صید الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۴۷

صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ الخ " " " ۱/ ۴۳۸ و ۴۳۹

www.alahazratnetwork.org

یارسول اللہ فانا نجعلہ فی بیوتنا و قبورنا۔ فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا الاذخر الا الاذخر[1]

یارسول اللہ کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں صرف کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مگر اذخر مگر اذخر۔

حدیث ۳: صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سنن ابن ماجہ میں:

فقال العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ الا الاذخر فانہ للبیوت والقبور فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا الاذخر[2]

عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کے لئے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر۔

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں، ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی،

الثانی ما اباح الحق تعالٰی لنبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یسنہ علٰی رایہ ھو کتحریم لبس الحریر علی الرجال وقولہ فی حدیث تحریم مکۃ الا الاذخر ولو لا ان اللہ تعالٰی کان یحرم جمیع نبات الحرم لم یستثن صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الاذخر ونحو حدیث لو لا ان اشق علٰی امتی لاخرت العشاء الٰی ثلث اللیل ونحو حدیث لو قلت نعم لوجبت ولم تستطیعوا فی جواب من

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمادیں، مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی حرمتِ مکہ سے گیاہِ اذخر کو استثناء فرمادیا۔ اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنٰی فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔ اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹادیتا۔ اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی، یارسول اللہ!

---

[1] صحیح البخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲
صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکۃ الخ ۱/۴۳۹
[2] سنن ابن ماجہ ابواب المناسک فضل المدینہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۱

www.alahazratnetwork.org

قال لہٗ فی فریضۃ الحج اکل عام یارسول اللہ قال لا ولو قلت نعم لوجبت وقد کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یخفف علٰی اُمتہ وینھاھم عن کثرۃ السؤال ویقول اترکونی ما ترکتم[1] اھ باختصار۔

کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا: نہ، اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہو سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی اُمت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پُوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمھیں چھوڑوں۔

اقول یہ مضمون بھی کہ "میں نمازِ عشا کو مؤخر فرما دیتا" متعدد احادیثِ صحیحہ میں ہے۔

حدیث ۲: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما معجم کبیر طبرانی میں کہ سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ضُعف الضعیف وسُقم السقیم لاخرت صلوٰۃ العتمۃ۔[2]

اگر ضعیف کے ضعف اور مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نمازِ عشا کو پیچھے ہٹا دیتا۔

حدیث ۳: ابی سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ مسند احمد و سنن ابی داود و ابن ماجہ وغیرہا میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ضعف الضعیف وسقم السقیم وحاجۃ ذی الحاجۃ لاخرت ھٰذہ الصلوٰۃ الٰی شطر اللیل۔[3]

اگر کمزور کی ناتوانی اور بیمار کے مرض اور کامی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر فرما دیتا۔

ورواہ ابن ابی حاتم بلفظ لولا ان یثقل علٰی امتی لاخرت صلوٰۃ العشاء الٰی ثلث اللیل۔[4]

ابن ابی حاتم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: اگر میں اپنی امت پر بوجھ محسوس نہ کرتا تو میں عشا کو تہائی رات تک ہٹا دیتا (ت)

---

[1] میزان الشریعۃ الکبرٰی فصل شریف فی بیان الذم من الائمۃ الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۶۷

[2] المعجم الکبیر عن عباس حدیث ۱۲۱۶۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۴۰۹

[3] سنن ابی داود کتاب الصلوٰۃ باب وقت العشاء آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۶۱

سنن ابن ماجہ " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۰

مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵

[4]

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۶ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ احمد وابن ماجہ ومحمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ان اشق علٰی امتی لاخرت العشاء الٰی ثلث اللیل او نصف اللیل[1] — اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی یا آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

واخرجہ ابن جریر فقال الٰی نصف اللیل[2] (ابن جریر نے روایت کیا، فرمایا: آدھی رات تک۔ ت)

اور ان کے سوا احادیثِ صحیحہ عنقریب اسی معنٰی میں آتی ہیں ان شاء اللہ تعالٰی۔ نیز یہ مضمون کہ "میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہوجائے" متعدد احادیثِ صحاح میں ہے۔

حدیث ۷ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ عند احمد ومسلم[3] والنسائی (امام احمد، مسلم اور نسائی کے نزدیک۔ ت)

حدیث ۸ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ولو قلت نعم لوجبت۔ رواہ احمد والترمذی[4] وابن ماجۃ۔ — ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہوجائے۔ (اس کو احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ت)

---

[1] سنن ابن ماجۃ کتاب الصلوٰۃ وقت العشاء آفتاب عالم پریس لاہور ص ۵۰
کنز العمال بحوالہ حم ومحمد بن نصر حدیث ۱۹۴۸۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۷/ ۳۹۹

[2]

[3] صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۳۲
سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۱
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۵۰۸

[4] سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء کم فرض الحج حدیث ۸۱۴ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۲۰
" کتاب التفسیر باب ومن سورۃ المائدۃ حدیث ۳۰۶۶ " " " ۵/ ۴۰
سنن ابن ماجۃ ابواب المناسک باب فرض الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۳
مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۱۳

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۹ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

لوقلت نعم لوجبت ثم اذاً لاتسمعون ولاتطیعون۔ رواہ احمد[1] والدارمی والنسائی۔

میں ہاں فرمادوں تو فرض ہوجائے پھر تم نہ سنو نہ بجالاؤ۔ (اس کو احمد، دارمی اور نسائی نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰ انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ فرمایا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

لوقلت نعم لوجبت ولووجبت لم تقوموا بھا ولولم تقوموا بھا عُذِّبتم۔ رواہ ابن[2] ماجۃ۔

اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہوجائے اور اگر واجب ہوجائے تو بجانہ لاؤ اور اگر بجانہ لاؤ تو عذاب کئے جاؤ (اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ت)

اور مضمون اخیر کہ "مجھے چھوڑے رہو" یہ بھی صحیح مسلم وسنن نسائی میں اُسی حدیث ابی ہریرہ کے ساتھ ہے کہ فرمایا:

لوقلت نعم لوجبت ولَمَا استطعتم۔

اگر میں فرماتا ہاں، تو ہر سال واجب ہوجاتا اور بیشک تم نہ کرسکتے۔

پھر فرمایا:

ذرونی ماترکتکم فانما ھلك من کان قبلکم بکثرۃ سؤالھم واختلافھم علٰی انبیائھم فاذا امرتکم بشئ فأتوا منہ ما استطعتم واذا نھیتکم

مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمھیں چھوڑوں کہ اگلی امتیں اسی کثرتِ سوال اور اپنے انبیاء کے خلافِ مراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمھیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہوسکے

---

[1] سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۶۱

سنن الدارمی " " " باب کیف وجوب الحج دارالمحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۲/۳۶۱

مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۵۵

[2] سنن ابن ماجۃ ابواب المناسک باب فرض الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۳

www.alahazratnetwork.org

عن شئ فدعوہ۔ رواہ ابن ماجۃ[1] مفرداً۔

بجالاؤ اور جب بات سے منع فرماؤں تو اسے چھوڑ دو۔ (اس کو تنہا ابن ماجہ نے ہی روایت کیا۔ ت)

یعنی جس بات میں میں تم پر وجوب یا حُرمت کا حکم نہ کروں اُسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرما دوں تو تم پر تنگی ہو جائے۔

یہاں سے یہ بھی ثابت ہُوا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلاحرج ہے۔ وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں خدا و رسول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے۔ ان احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا و رسول نے کہاں منع کیا ہے، جب حکم نہ دیا نہ منع کیا تو جواز رہا، تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ و رسول پر افترا کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو۔ مجلس میلاد مبارک و قیام و فاتحہ و سوم وغیرہا مسائل بدعتِ وہابیہ سب اسی اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔ اعلٰحضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں اس کا بیان اعلٰی درجہ کا روشن فرمایا ہے، فنوّر اللہ منزلہ واکرم عندہ نزلہ آمین۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

من خصائصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یخصّ من شاء بما شاء من الاحکام[2]

سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے مستثنٰی فرما دیتے۔

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا، من الاحکام وغیرھا کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرما دیں[3] صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۲
سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱
سنن ابن ماجۃ باب اتباع سنۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲

[2] المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۲/۶۸۹

[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الرابع دار المعرفۃ بیروت ۵/۳۲۲

www.alahazratnetwork.org

امام جلیل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے خصائص کبرٰی شریف میں ایک باب وضع فرمایا:

باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام[1]

باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے ذکر کئے اور امام سیوطی نے دس، پانچ وہ اور پانچ اور۔ فقیر نے ان زیادات سے تین واقعے ترک کردئے اور پندرہ اور بڑھائے، اور ان کی احادیث بتوفیق اللہ تعالٰی جمع کیں کہ جملہ بائیس ۲۲ واقعے ہوئے وللہ الحمد ان کی تفصیل اور ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سُنئے:

حدیث صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ان کے ماموں ابوبردہ بن نیار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کرلی تھی جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی، یارسول اللہ! وہ تو میں کرچکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ فرمایا:

اِجعلہا مکانہا ولن تجزئ عن احد بعدک[2]

اس کی جگہ اسے کردو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے:

خصوصیۃ لہ لاتکون لغیرہ اذ کان لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام[3]

یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک خصوصیت ابوبردہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

---

[1] الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء الخ مرکز اہل سنت گجرات الہند ۲/ ۲۶۲

[2] صحیح البخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۲
صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب وقتہا " " " ۲/ ۱۵۴

[3] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العیدین حدیث ۹۶۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۶۵۷

www.alahazratnetwork.org

نیز حدیثِ صحیحین[1] میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو قربانی کے لئے جانور عطا فرمائے ان کے حصے میں ششماہہ بکری آئی حضور سے حال عرض کیا۔ فرمایا، ضَحِّ بِهَا تم اُسی کی قربانی کردو۔

سُنن بیہقی میں بسندِ صحیح اتنا اور زائد ہے،

ولا رخصة فيها لاحد بعدك[2] — تمہارے بعد اور کسی کے لئے اس میں رخصت نہیں۔

شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں،

احکام مفوض بود بوے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بر قول صحیح[3] — قولِ صحیح کے مطابق احکام حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سپرد تھے (ت)

حدیثِ صحیح مسلم[4] میں اُم عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے جب بیعتِ زنان کی آیت اُتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لا یعصینك فی معروف، اور مُردے پر بَین کرکے رونا چیخنا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی،

یا رسول اللہ اِلّا اٰل فلان فانّهم كانوا اسعدونی فی الجاهلية فلابُدّ لی من ان اسعدهم۔ — یارسول اللہ! فلاں گھر والوں کو استثناء فرمادیجئے کہ انھوں نے زمانۂ جاہلیت میں میرے ساتھ ہوکر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں اُن کا ساتھ دینا ضرور ہے۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اِلّا اٰل فلان[4] — سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنٰی کردئے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب الاضاحی باب قسمۃ الاضاحی بین الناس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۲
صحیح مسلم " باب سن الاضحیۃ " " " ۲/ ۱۵۵

[2] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الضحایا باب لایجزئ الجذع الخ دار صادر بیروت ۹/ ۲۷۰
کنز العمال حدیث ۱۲۲۵۲ مؤسسۃ الرسالہ " ۵/ ۱۰۵

[3] اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ باب الاضحیۃ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۰۹

[4] صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی نہی النساء عن النیاحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۰۴

www.alahazratnetwork.org

اور سُنن نسائی میں ارشاد فرمایا:

اِذھبی فَاسعدیھا۔ جا ان کا ساتھ دے آ۔

یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آکر بیعت کی[1]

ترمذی کی روایت میں ہے:

فاذن لھا[2] سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

مسند احمد میں ہے، فرمایا:

اذھبی فکافیھم[3] جاؤ اُن کا بدلہ اتار آؤ۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دے دی تھی خاص آلِ فلاں کے بارے میں وللشارع ان یخص من العموم ماشاء[4] نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہے خاص فرما دیں۔

یہی مضمون حدیث[12] ابن مردویہ میں عبد اللہ ابن عباس سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہما سے ہے:

انھا قالت یارسول اللہ کان ابی واخی ماتا فی الجاھلیۃ وانّ فلانۃ اسعدتنی وقد مات اخوھا الحدیث[5]

اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم زمانۂ جاہلیت میں میرا باپ اور بھائی فوت ہوئے تو فلاں عورت نے میرا ساتھ دیا تھا اور اب اس کا بھائی فوت ہوا ہے۔ (ت)

حدیث[13] ترمذی میں اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے انھوں نے بھی ایک نوحے کا بدلہ اتارنے کی اجازت مانگی حضور نے انکار فرمایا،

قالت فراجعتہ مرارا فاذن لی ثم لم انح بعد ذٰلک[6]

میں نے کئی بار حضور سے عرض کی، آخر حضور نے اجازت دے دی، پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا۔

---

[1] سنن النسائی کتاب البیعۃ باب بیعۃ النساء نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۱۸۳

[2] سنن الترمذی کتاب التفسیر تحت الآیۃ ۶۰/ ۱۲ حدیث ۳۳۱۸ دار الفکر بیروت ۵/ ۲۰۲

[3] مسند احمد بن حنبل ۶/ ۴۰۷ و ۴۰۸ و الدر المنثور تحت الآیۃ ۶۰/ ۱۲ ۸/ ۱۳۳

[4] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی نہی النساء عن النیاحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۰۴

[5]

[6] سنن الترمذی کتاب التفسیر سورۃ الممتحنۃ حدیث ۳۳۱۸ دار الفکر بیروت ۵/ ۲۰۲

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۴: احمد طبرانی میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی[عہ] نے وقتِ بیعت نوحے کا بدلہ اتارنے کا اذن چاہا، فرمایا:

اِذھبی فکافیھم[1] جاؤ عوض کر آؤ۔

اقول فظاھر ان کل رخصۃ تختص بصاحبتھا لاشرکۃ فیھا لغیرھا فلا ینکر بما ذکرنا علٰی قول النووی ان ھذا محمول علی الترخیص لامّ عطیۃ فی اٰل فلان خاصۃ وبمثلہ یندفع ما استشکلوا من التعارض فی حدیثی التضحیۃ لابی بُردۃ وعقبۃ لاسیّما مع زیادۃ البیھقی المذکورۃ فانہ حکم لاخبر ولاشک ان الشارع اذا خص ابا بُردۃ کان کُل من سواہ داخلاً فی عموم عدم الاجزاء وکذا حین خص عقبۃ فصدق فی کل مرۃ لن تجزی احدًا بعدک فافھم فقد خفی علٰی کثیر من الاعلام۔

میں کہتا ہوں ظاہر ہے کہ ہر رخصت صاحبِ رخصت کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔ اس میں کسی غیر کی شرکت نہیں ہوتی۔ چنانچہ جو ہم نے ذکر کیا اس کی وجہ سے امام نووی کے قول کا انکار نہیں ہوتا کہ بیشک یہ بطورِ خاص آلِ فلاں کے بارے میں ام عطیہ کو رخصت دینے پر محمول ہے۔ اور اسکی مثل سے قربانی کے بارے میں ابوبردہ اور عقبہ کی حدیثوں میں واقع تعارض کا اشکال بھی مندفع ہوجاتا ہے خصوصًا اس زیادتی کے ساتھ جو بیہقی میں مذکور ہے کہ بیشک یہ حکم ہے خبر نہیں ہے اور اس میں شک نہیں کہ شارع علیہ السلام نے جب ابوبردہ کو مخصص فرمایا تو ان کے ماسوا ہر ایک عدم اجزاء کے عموم میں داخل ہوگیا۔ اسی طرح جب عقبہ کو خاص فرمادیا تو ہر مرتبہ یہ بات صادق آئی کہ تیرے بعد ہرگز یہ کسی کے لئے کفایت نہیں کرے گا، تو سمجھ لے، تحقیق بہت سے علماء پر یہ بات مخفی رہی۔ (ت)

حدیث ۱۵: طبقات ابنِ سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے جب اُن کے

عہ محتمل ہے کہ یہ بی بی اُم عطیہ ہوں لہذا واقعہ جداگانہ نہ شمار ہوا ۱۲ منہ۔

---

[1] الدرالمنثور بحوالہ احمد وغیرہ الآیۃ ۶۰/ ۱۲ داراحیاء التراث العربی بیروت ۸/ ۱۳۳

www.alahazratnetwork.org

شوہر اول جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ شہید ہوئے سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

تسلبنی ثلثا ثم اصنعی ما شئت[1] — تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن کو اس حکم عام سے استثنا فرمادیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

حدیث ۱۶ ابن السکن میں ابونعمان ازدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مہر دو۔ عرض کی: میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا:

اما تحسن سورۃ من القرآن فاصدقہا السورۃ ولا یکون لاحد بعدک مہرا[2]۔ رواہ سعید بن منصور مختصرا۔

کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورۃ سکھانا ہی اس کا مہر کر، اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔ (اس کو سعید بن منصور نے مختصراً روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۷ ابی داود ونسائی وطحاوی وابن ماجہ وخزیمہ میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اور **حدیث ۱۸** مصنف ابن ابی شیبہ وتاریخ بخاری ومسند ابی یعلٰی وصحیح ابن خزیمہ ومعجم کبیر طبرانی میں حضرت خزیمہ اور **حدیث ۱۹** حارث بن اسامہ بن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سُن کر بولے: انا اشہد انک قد بایعتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے۔

---

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر جعفر بن ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۴۱
کنز العمال حدیث ۲۷۸۲۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۶۵۰

[2] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۱۰۶۳۹ ابو النعمان الازدی دار الفکر " ۶/ ۲۶۷

www.alahazratnetwork.org

34
34

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، تم موجود تو تھے ہی نہیں تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی،

بتصدیقك یارسول اللہ[1] (وفی الثانی) صدقتك بما جئت به وعلمت انك لاتقول الاحقا[2] (وفی الثالث) انا اصدقك علی خبر السماء والارض الا اصدقك علی الاعرابی۔[3]

یارسول اللہ! میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان وزمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مرد کی شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا،

من شهد له خزيمة او شهد عليه فحسبه۔[4]

خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انھیں کی شہادت بس ہے۔

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام واشهدوا ذوی عدل منکم[5] (اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کرلو۔ ت) سے خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مستثنٰی فرمادیا۔

حدیث صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب القضاء باب اذا علم الحاکم صدق الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۲
شرح معانی الآثار کتاب القضاء والشہادات حدیث کفایۃ شہادۃ خزیمۃ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۱۰

[2] کنز العمال بحوالہ ع حدیث ۳۷۰۳۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۷۹
المعجم الکبیر " ۳۷۳۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۴/ ۸۷
اسد الغابۃ ترجمہ ۱۴۴۶ خزیمۃ بن ثابت دار الفکر بیروت ۱/ ۶۹۷

[3] کنز العمال حدیث ۳۷۰۳۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۸۰

[4] المعجم الکبیر عن خزیمہ حدیث ۳۷۳۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۴/ ۸۷
کنز العمال بحوالہ مسند ابی یعلٰی وغیرہ حدیث ۳۷۰۳۸ مؤسسۃ الرسالہ " ۱۳/ ۳۸۰
التاریخ الکبیر حدیث ۲۳۸ دار الباز للنشر والتوزیع مکۃ المکرمۃ ۱/ ۸۷

[5] القرآن الکریم ۶۵/ ۲

جلد نہم

www.alahazratnetwork.org

حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا۔ فرمایا: کیا ہے؟ عرض کی: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔ فرمایا: غلام آزاد کرسکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ اتنے میں خُرمے خدمتِ اقدس میں لائے گئے حضور نے فرمایا: انھیں خیرات کردے۔ عرض کی: کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔

فضحك النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی بدت نواجذہٗ وقال اذھب فاطعمہ اھلک[1]

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندانِ مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلادے۔

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سُنا ہوگا سَوا دو من خُرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو، کفارہ ہوگیا۔ واللہ! یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہِ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ فاُولٰئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنٰت[2] (تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ ت) کی

---

[1] صحیح البخاری کتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۹
صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب اذا وھب ھبۃ الخ " " " ۱/۳۵۴
صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار الخ " " " ۱/۳۵۴
سُنن الترمذی کتاب الصوم باب ماجاء فی کفارۃ الفطر الخ حدیث ۷۲۴ " " ۲/۱۷۵
سُنن ابی داؤد کتاب الصیام باب کفارۃ من اتی اھلہ فی رمضان آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۲۵
سُنن ابن ماجۃ ابواب ماجاء فی الصیام باب ماجاء فی کفارۃ من افطر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲۱
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۴۱ و ۲۸۱
مسند الدارمی کتاب الصیام باب الذی یقع علی امرأتہ فی شہر رمضان دار احیاء السنۃ للطباعۃ قاہرۃ ۱/۳۴۳ و ۳۴۴
سنن الدارقطنی " " باب القبلۃ للصائم حدیث ۲۲۷۱/۲۲۷۹ دار المعرفۃ بیروت ۲/۴۰۹ و ۴۱۰
" " " " حدیث ۲۳۶۳/۲۲ تا ۲۳۶۸/۲۷ " ۲/۴۳۶ تا ۴۴۱
السنن الکبرٰی " " باب کفارۃ من اتی اھلہ فی نہار رمضان دار صادر بیروت ۴/۲۲۱ و ۲۲۲

[2] القرآن الکریم ۲۵/۷۰

www.alahazratnetwork.org

خلافتِ کبرٰی ہے، اُن کی ایک نگاہِ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گناہگاروں، خطاواروں، تباہ کاروں کو اُن کا دروازہ بتایا کہ:

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک[1] الآیۃ — گناہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

والحمد للہ رب العٰلمین۔

یہی مضمون حدیث[2] مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور حدیث[3] مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے۔

حدیث[4] دارقطنی میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے ہے، ارشاد فرمایا:

کُلہٗ انت وعیالک فقد کفر اللہ عنک[4] — تو اور تیرے اہل وعیال یہ خُرمے کھالیں کہ اللہ تعالٰی نے تیری طرف سے کفارہ ادا کر دیا۔

ہدایہ میں ہے، فرمایا:

کل انت وعیالک تجزئک ولا تجزئ احدًا بعدک[5] — تُو اور تیرے بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ ہوگا۔

سُنن ابی داؤد میں امام شہاب زہری تابعی سے ہے:

انما کان ھٰذہ رخصۃ لہ خاصۃ و لو انّ رجلا فعل ذٰلک الیوم لم یکن لہٗ بُدٌّ من التکفیر[6] — یہ خاص اُسی شخص کے لئے رخصت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۶۴

[2] صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۵

[3] مجمع الزوائد بحوالہ ابویعلٰی کتاب الصیام باب فی من افطر الخ دار الکتاب بیروت ۳/ ۱۶۷ و ۱۶۸

[4] سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب السواک للصائم حدیث ۲۳۶۱/ ۲۱ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۴۳۸

[5] الھدایۃ کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارۃ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۲۰۰

[6] سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب من اتی اہلہ فی رمضان آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۲۵

www.alahazratnetwork.org

امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص مذکورہ سے گنا وفی الحدیث وجوہٌ اُخَرُ۔

حدیث ۲۴ صحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں زینت بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا ابوحذیفہ کی بی بی رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! سالم (غلام آزاد کردہ ابوحذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے ابوحذیفہ کو یہ ناگوار ہے سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ارضعیہ حتّٰی یدخل علیکِ تم اُسے دُودھ پلادو کہ بے پردہ تمھارے پاس آنا جائز ہوجائے۔ اُم المومنین ام سلمہ وغیرہا باقی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالٰی عنہن نے فرمایا:

ما نرٰی ھٰذہ الّا رخصۃ ارخصھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لسالم خاصّۃ۔[1]

ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خاص سالم کے لئے فرمادی تھی۔

حدیث ۲۵ ابن سعد وحاکم میں بطریق عمرہ بنت عبدالرحمٰن خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مضمون مذکور، مروی کہ انھوں نے جب حالِ سالم عرض کیا فامرھا ان ترضعیہ[2] حضور نے دُودھ پلادینے کا حکم فرمایا، اُنھوں نے دُودھ پلادیا اور سالم اُس وقت مرد جوان تھے جنگِ بدر شریف میں شریک ہوچکے تھے۔ جوان آدمی کو اوّل تو عورت کا دُودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پیئے تو اس سے پسر رضاعی نہیں ہوسکتا مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مستثنٰی فرمادیا۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الرضاع فصل رضاعۃ الکبیر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۶۹
سنن النسائی کتاب النکاح باب رضاع الکبیر نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۸۳
سنن ابن ماجہ ابواب النکاح " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۱
مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۹ و ۱۷۴ و ۲۴۹
" " " حدیث سہلۃ امرأۃ حذیفہ رضی اللہ عنہا " " " ۶/۳۵۶

[2] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر سالم مولٰی ابی حذیفہ دار صادر بیروت ۳/۸۶ و ۸۷
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ الرضاع فی الکبیر الخ دار الفکر بیروت ۴/۶۱

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۲۶ صحاح ستہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رخص لعبد الرحمٰن بن عوف والزبیر فی لبس الحریر لحکۃ کانت بھما[1]

یعنی عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔

حدیث ۲۷ ترمذی وابی یعلٰی وبیہقی میں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے فرمایا:

یا علیّ لا یحلّ لاحد ان یجنب فی ھٰذا المسجد غیری وغیرک[2]

اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحالِ جنابت داخل ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے[3]۔

حدیث ۲۸ مستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ اُن میں سے میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سُرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی (سُرخ اُونٹ عزیز ترین اموالِ عرب ہیں) کسی نے کہا: امیر المومنین! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: دخترِ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے

---

[1] صحیح البخاری کتاب اللباس باب ما یرخص للرجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۶۸
صحیح مسلم " باب اباحۃ لبس الحریر للرجل الخ " " " ۲/۱۹۳
سنن ابی داؤد " باب لبس الحریر للعذر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۵
سنن ابن ماجۃ " باب من رخص لہ فی لبس الحریر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۵
سنن النسائی کتاب الزینۃ باب الرخصۃ فی لبس الحریر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۲۹۷
مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۱۲۲/۱۲۷، ۱۹۲، ۲۱۵، ۲۵۲، ۲۵۵

[2] سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب دار الفکر بیروت ۵/۴۰۸
مسند ابی یعلٰی عن ابی سعید الخدری حدیث ۱۰۳۸ مؤسسۃ علوم القرآن " ۲/۱۳
السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب النکاح باب دخولہ المسجد جنبا دار صادر " ۷/۶۶

[3] سنن الترمذی کتاب المناقب حدیث ۳۷۴۸ دار الفکر " ۵/۴۰۹

www.alahazratnetwork.org

شادی وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحل لہ ما یحل لہ اور اُن کا مسجد میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انھیں مسجد میں روا تھا جو حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو روا تھا (یعنی بحالتِ جنابت رہنا) اور روزِ خیبر کا نشان[1]۔

حدیث ۲۹: معجم کبیر طبرانی وسنن بیہقی وتاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الا ان ھذا المسجد لا یحل لجنب ولا لحائض الا للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وازواجہ وفاطمۃ بنت محمد وعلی الا بینت لکم ان تضلوا۔ ھذا روایۃ الطبرانی[2]۔

سُن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو، مگر سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضور کی ازواجِ مطہرات و حضرت بتول زہرا اور مولا علی کو، صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وعلیہم وسلم۔ سُن لو میں نے تم سے صاف بیان فرمادیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ (یہ طبرانی کی روایت ہے۔ ت)

حدیث ۳۰: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

نہانا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن خاتم الذھب[3]۔

ہمیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

بایں ہمہ خود براء رضی اللہ تعالٰی عنہ انگشتری طلائی پہنتے۔ ابن ابی شیبہ نے بسندِ صحیح ابواسحٰق اسفرائنی سے روایت کی:

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ سد واھذہ الابواب الا باب علی دار الفکر بیروت ۳/ ۱۲۵

[2] المعجم الکبیر عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا حدیث ۸۸۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۳/ ۳۷۴

السنن الکبرٰی کتاب النکاح باب دخولہ المسجد جنبا دار صادر بیروت ۷/ ۶۵

تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۰۲۹ علی بن ابی طالب دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۵/ ۱۰۸

[3] صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۸۸

صحیح البخاری " " خواتیم الذھب الخ " " ۲/ ۸۷۱

www.alahazratnetwork.org

قال رأیت علی البراء خاتما من ذھب[1]۔ وروی نحوہ البغوی فی الجعدیات عن شعبۃ عن ابی اسحٰق۔

فرمایا، میں نے براء رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ (ایسے ہی بغوی نے جعدیات میں شعبہ سے انھوں نے ابی اسحٰق سے روایت کیا۔ ت)

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں،

حدثنا ابو عبد الرحمٰن ثنا ابو رجاء ثنا محمد بن مالك قال رأیت علی البراء خاتما من ذھب وکان الناس یقولون لہ لم تختم بالذھب وقد نھی عنہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبین یدیہ غنیمۃ یقسمھا سبیٌ وخرثی قال فقسمھا حتی بقی ھذا الخاتم فرفع طرفہ فنظر الی اصحابہ ثم خفض ثم رفع طرفہ فنظر الیھم ثم خفض ثم طرفہ فنظر الیھم ثم قال ای براء فجئتہ حتی قعدت بین یدیہ فاخذ الخاتم فقبض علی کرسوعی ثم قال خذ البس ما کساک اللہ ورسولہ۔

یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہم حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے اموالِ غنیمت غلام ومتاع حاضر تھے حضور تقسیم فرما رہے تھے سب اُونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحابِ کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نظر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء۔ میں حاضر ہوکر حضور کے سامنے بیٹھ گیا سیدِ اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر فرمایا پہن لے جو کچھ تجھے اللہ ورسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

براء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے: تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار ڈالوں جسے مصطفٰے صلے اللہ

---

[1] المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب اللباس الخ نمبر ۶۲ حدیث ۲۵۱۴۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵/ ۱۹۵

[2] مسند احمد بن حنبل حدیث البراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی " ۴/ ۲۹۴

www.alahazratnetwork.org

تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ و رسول نے پہنایا، جل جلالہٗ و صلے اللہ تعالٰی علیہ و آلہٖ وسلم۔

حدیث ۳۱ دلائل النبوۃ بیہقی میں بطریق الحسن مروی، سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

کیف بك اذا لبست سوارَی کسرٰی۔ — وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسرٰی بادشاہِ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانۂ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فتح ہوا اور کسرٰی کے کنگن کمربند، تاج خدمتِ فاروقی میں حاضر کئے گئے امیر المومنین نے انھیں پہنائے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا،

اللہُ اکبر الحمد للہ الذی سلبھما کسرٰی بن ھرمز والبسھما سُراقۃ الاعرابی[1] — اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسرٰی بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دیہاتی کو پہنائے۔

قال العلامۃ الزرقانی لیس فی ھذا استعمال الذھب وھو حرام لانہٗ انما فعلہ تحقیقا لمعجزۃ الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من غیر ان یقرھما فانہ روی انہٗ امرہ فنزعھما وجعلھما فی الغنیمۃ ومثل ھذا لا یعد استعمالاً[2] — علامہ زرقانی نے فرمایا اس سے سونے کو استعمال کرنا لازم نہیں آیا حالانکہ وہ حرام ہے، کیونکہ امیر المومنین کا یہ فعل رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معجزہ کی تحقیق کے لئے تھا، اس فعل کو برقرار نہیں رکھا۔ مروی ہے کہ آپ نے سراقہ کو حکم دیا انھوں نے وہ کنگن اتار دیئے اور آپ نے انھیں مالِ غنیمت میں شامل فرما دیا اور اس کو استعمال شمار نہیں کیا جاتا۔

اقول رحمك اللہ من فاضل کبیر الشان انما المعجزۃ — میں کہتا ہوں اے فاضل کبیر الشان اللہ تعالٰی آپ پر رحم فرمائے، معجزہ تو رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی باب قول اللہ عزوجل وعد اللہ الذین اٰمنوا الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/ ۳۲۵ و ۳۲۶

[2] شرح الزرقانی علی المواہب المقصد الثامن الفصل الثالث دار المعرفۃ بیروت ۷/ ۲۰۸

www.alahazratnetwork.org

اخبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بانہ سوار کسری فانما تحقیقا بلبسہ وانما حرام اللبس ومن شرط الحرمۃ اللبث فالواضح ما جنحت الیہ من ان ھذا ترخیص وتخصیص من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لسراقۃ ولم یکن فی الحدیث ما یدل علی التملیک ففعل امیر المومنین ما ارشد الیہ الحدیث ثم ردھما مردھما۔

تعالٰی علیہ وسلم کا اس بات کی خبر دینا ہے کہ سراقہ کسری کے کنگن پہنے گا۔ چنانچہ اس کا تحقق تو ان کے کنگن پہننے سے ہوگیا، اور بے شک حرام پہننا ہے اور حرمت کی شرط لبث ہے۔ پس واضح ہے کہ یہ سراقہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف رخصت وتخصیص ہے۔ اور حدیث میں تملیک پر دلالت نہیں چنانچہ امیر المومنین نے وہ کام کیا جس کی طرف حدیث نے راہنمائی فرمائی، پھر ان کنگنوں کو ان کی جگہ کی طرف لوٹا دیا۔ (ت)

حدیث ۳۲ طبقات ابن سعد میں منذر ثوری سے ہے امیر المومنین علی وحضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہما میں کچھ گفتگو ہوئی طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ ابوالقاسم) کا نام بھی نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک رکھا اور کنیت بھی حضور کی، حالانکہ سید عالم صلی اللہ

عہ شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں،

علماء را دریں مسئلہ اقوال ست وقول صواب ازیں مقالات آنست کہ تسمیہ بنام شریف وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جائز بلکہ مستحب ست وتکنی بکنیت وے اگرچہ بعد از زمان قوی تر وسخت تر بود وہمچنیں جمع کردن میان نام وکنیت آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ممنوع بطریق اولٰی وآنکہ علی مرتضٰی کرد مخصوص بود بوے رضی اللہ تعالٰی عنہ وغیر او را جائز نبود[1] اھ لکن فی

اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، درست قول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اور آپ کی کنیت کے ساتھ کنیت رکھنا اگرچہ آپ کے وصال کے بعد ہو سخت منع ہے اور اسی طرح آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا بطریق اولٰی ممنوع ہے۔ اور وہ جو حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کیا ہے وہ انکی خصوصیت ہے، انکے غیر کو ایسا کرنا جائز نہیں اھ (باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب الاسامی الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۴۴، ۴۵

www.alahazratnetwork.org

تعالٰی علیہ وسلم نے اُن کے جمع کرنے سے منع فرمایا ہے امیرالمومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے ایک جماعت قریش کو بلاکر گواہی دلوائی کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیرالمومنین سے ارشاد فرمایا تھا:

سیولد لك بعدی غلام فقد نحلته اسمی وکنیتی ولا نحل لاحدٍ من امتی بعدہٗ۔

عنقریب میرے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا میں نے اُسے اپنے نام وکنیت دونوں عطا فرمادئے اور اس کے بعد میرے کسی اور امتی کو حلال نہیں۔

مولاعلی کرم اللہ تعالٰی وجہہ فرماتے ہیں:

قلت یارسول اللہ ان وُلِدَ لی

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حضور کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

التنویر من کان اسمہ محمد لاباس بان یکنی اباالقاسم اھ[1] وعللہ فی الدر[2] بنسخ النھی محتجا بفعل علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اقول وکیف یفید النسخ مع نص الحدیث نفسہ ان ذلك کان رخصۃ من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعلی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کما سیأتی والمرام یحتاج الی زیادۃ تحریر لایرخص فیہ غرابۃ المقام واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ۔

لیکن تنویر میں ہے کہ جس کا نام محمد ہو اس کے لئے ابوالقاسم کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں اھ اور دُر میں نسخ نہی کے ساتھ اسکی علت بیان کی گئی حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فعل سے استدلال کرتے ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ کیسے مفید ہے نسخ خود نص حدیث کے ہوتے ہوئے کہ بیشک یہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے رخصت ہے جیسا کہ عنقریب آئیگا۔ اگرچہ مقصود زیادہ تفصیل کا مقتضی ہے مگر غرابت اس مقام کی اجازت نہیں دیتی۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ (ت)

---

[1] الدرالمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۲

[2] " " " " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

ولد بعدك اُسَمِّیہِ باسمك و اکنّیہ بکنیتك فقال نعم ۔ فکانت رخصۃ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعلی[1] احمد[2] وابوداؤد والترمذی وصحح وابویعلٰی والحاکم فی الکنٰی و الطحاوی والحاکم فی المستدرك والبیھقی فی السنن والضیاء فی المختارۃ عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ۔

بعد اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو میں حضور کا نام پاک اس کا نام رکھوں اور حضور کی کنیت اس کی کنیت ۔ فرمایا: ہاں ۔ یہ مولٰی علی کے لئے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رخصت تھی ۔ (امام احمد و ابوداؤد و ترمذی نے اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی ۔ اور ابویعلٰی و حاکم نے کنٰی میں اور طحاوی اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۔ ت)

حدیث ۳۳ صحیح بخاری و ترمذی و مسند احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے غزوۂ بدر میں حضرت رقیہ بنتِ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم زوجۂ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہما بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں مدینہ طیبہ میں شاہزادی کی تیمارداری کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

انّ لك اجر رجل ممن شھد

بیشک تمھارے لئے حاضرانِ بدر کے برابر ثواب

---

[1] الطبقات الکبری لابن سعد ومن ھذہ الطبقۃ ممن روی عن عثمان وعلی الخ دار صادر بیروت ۵/ ۹۱، ۹۲

[2] مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۹۵

سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرخصۃ فی الجمع بینھما آفتاب عالم پریس ۲/ ۳۲۳

سنن الترمذی " " باب ماجاء فی کراھیۃ الجمع بین الاسم النبی وکنیتہ حدیث ۲۸۵۲ دار الفکر بیروت ۴/ ۳۸۴

المستدرک للحاکم " " قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولاتکنوا بکنیتی دار الفکر بیروت ۴/ ۲۷۸

السنن الکبری کتاب الضحایا باب ماجاء من الرخصۃ الخ دار صادر بیروت ۹/ ۳۰۹

شرح معانی الآثار کتاب الکراھیۃ باب التکنی بابی القاسم الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۳۲

مسند ابویعلٰی عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۲۹۸ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۱/ ۱۸۴

الضیاء المختارۃ ۲/ ۳۴۳

www.alahazratnetwork.org

بدرًا و سھمہٗ[1] اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے۔

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالانکہ جو حاضرِ جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔

سُنن ابی داود میں انھیں سے ہے:

فضرب لہٗ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بسھم ولم یضرب لاحدٍ غابَ غیرہ۔[2]

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔

حدیث ۳۴ آئندہ کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یمن پر صوبہ دار کرکے بھیجا ان سے ارشاد فرمایا: میں نے تمھارے لئے رعایا کے ہدایا طیّب کردئے اگر کوئی چیز تمھیں ہدیہ دی جائے قبول کرلو۔ عبید بن صخر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ واپس آئے تیس غلام لائے کہ انھیں ہدیہ دئے گئے، حالانکہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے۔[3]

مسند ابویعلٰی میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ھدایا العُمّال حرامٌ کلھا۔[4] عاملوں کے سب ہدیے حرام ہیں۔

مسند احمد و سنن بیہقی میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب عثمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲۳
سنن الترمذی کتاب المناقب باب عثمان بن عفان حدیث ۳۷۲۶ دار الفکر بیروت ۵/۳۹۵
مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۰۱

[2] سنن ابی داود کتاب الجہاد باب فی من جاء بعد الغنیمۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۸

[3] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ سیف فی الفتوح، ترجمہ ۸۰۳۷ معاذ بن جبل دار الفکر بیروت ۵/۱۵۴

[4] کنز العمال بحوالہ ع عن حذیفہ حدیث ۱۵۰۶۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۱۱۲

www.alahazratnetwork.org

۳۴ هدایا العمال غلول[1] عاملوں کے ہدیے خیانت ہیں۔

حدیث صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمرو انصاری یا ان کے والد منقذ رضی اللہ تعالٰی عنہما نے) سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں فریب کھا جاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا:

من بایعت فقل لا خلابۃ۔ زاد الحمیدی فی مسندہ ثم انت بالخیار ثلثا[2] جس سے خریداری کرو کہہ دیا کرو فریب کی نہیں سہی۔ حمیدی نے اپنی مسند میں اتنا اضافہ کیا: پھر تمھیں تین دن تک اختیار ہے (اگر ناموافق پاؤ بیع رد کردو)

۳۵ یہی مضمون حدیث سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے وذکر قصۃ و لم یذکر الزیادۃ (قصے کا ذکر کیا گیا اور زیادتی کا ذکر نہ کیا گیا۔ ت)

امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ و امام شافعی اور روایت اصح میں امام مالک وغیرہم ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک غبن باعثِ خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کرسکتا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انھیں کو نوازا تھا اوروں کے لئے نہیں، یہی قول صحیح ہے[4]

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث ابی حمید الساعدی المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۴۲۴
السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب آداب القاضی باب لایقبل منہ ہدیۃ دار صادر بیروت ۱۰/ ۱۳۸
کنز العمال حدیث ۱۵۰۶۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۱۱۱

[2] صحیح البخاری کتاب البیوع باب مایکرہ الخداع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۴
" کتاب فی الاستقراض باب مایتہی عن اضاعۃ المال " " " ۱/ ۳۲۴
" کتاب فی الخصومات باب من ردّ امر السفیہ والضعیف العقل " " " ۱/ ۳۲۵
صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع " " " ۲/ ۷
کنز العمال عن عبداللہ بن عمر حدیث ۹۹۶۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۱۵۵

[3] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الرد علی ابی حنیفہ حدیث ۳۷۳۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۳۰۵
مسند حمیدی ۲/ ۷۴

[4] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۳۶ مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نمازِ عصر کے بعد نماز سے ممانعت فرمائی۔

فیہ عن عمر وعن ابی ھریرۃ وعن ابی سعید الخدری کلھا فی الصحیحین[1] وعن معاویۃ فی صحیح البخاری[2] وعن عمرو بن عنبسۃ فی صحیح مسلم[3] رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اس بارے میں حضرت عمر، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری سے صحیحین میں مروی ہے اور حضرت معاویہ سے صحیح بخاری میں اور حضرت عمرو بن عنبسہ سے صحیح مسلم میں مروی ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم (ت)

خود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں رواہ ابوداؤد فی سننہ[4] (ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا۔ ت) باایں ہمہ ام المومنین عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتیں۔

رواہ الشیخان عن کریب عن ابن عباس وعبدالرحمٰن بن ازھر والمسور بن مخرمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم انہم ارسلوہ الی عائشۃ زوج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقالوا اقرء علیھا السلام منا جمیعا وسلھا عن الرکعتین بعد العصر وقل لھا بلغنا انک تصلینھما وانت رسول اللہ صلی اللہ

اس کو بخاری ومسلم نے بحوالہ کریب حضرت ابن عباس، عبدالرحمٰن بن ازھر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا، ان تینوں نے کریب کو ام المومنین زوجۂ رسول سیدہ عائشہ صدیقہ کے پاس بھیجا کہ انھیں ہمارا سلام کہیں اور اُن سے نمازِ عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھو اور اُن سے عرض کرو کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ وہ پڑھتی ہیں حالانکہ رسول اللہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الفجر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۲
〃 〃 〃 〃 باب لاتتحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس 〃 〃 〃 ۱/۸۲
〃 〃 〃 〃 باب من یکرہ الصلوٰۃ الا بعد العصر والفجر 〃 〃 〃 ۱/۸۳
صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ 〃 〃 〃 ۱/۲۷۵
[2] صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب لاتتحری الصلوٰۃ بعد غروب الشمس 〃 〃 〃 ۱/۸۳
[3] صحیح مسلم کتاب المسافرین باب الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ 〃 〃 〃 ۱/۲۷۶
[4] سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد العصر آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۸۱

www.alahazratnetwork.org

تعالٰی علیہ وسلم نھٰی عنھما[1]۔ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے۔(ت)

علماء فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے جائز کردیا تھا۔

قالہ الامام الجلیل خاتم الحفاظ السیوطی فی انموذج اللبیب ثم الزرقانی فی شرح المواھب[2]۔ امام جلیل خاتم الحفاظ سیوطی علیہ الرحمۃ نے انموذج اللبیب میں پھر زرقانی نے شرح المواہب میں بیان کیا۔(ت)

حدیث[3] صحیحین ومسند احمد وسُنن نسائی وصحیح ابن حبان میں ام المومنین صدیقہ[4] اور حدیث[5] احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس[6] اور حدیث[7]

---

[1] صحیح البخاری کتاب التہجد باب اذا کلم وھو یصلی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶۴و۱۶۵
صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب الاوقات ان نہی عن الصلوٰۃ " " " ۱/ ۲۷۷
مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ متفق علیہ کتاب الصلوٰۃ باب اوقات النہی " " " ص ۹۴

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ

[3] صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۶۲
صحیح مسلم کتاب الحج باب اشتراط المحرم التحلل " " " ۱/ ۳۸۵
مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۲۰۲
سُنن النسائی کتاب مناسک الحج الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۱۹
موارد الظمآن کتاب الحج باب الاشتراط فی الاحرام حدیث ۹۷۳ المطبعۃ السلفیہ ص ۲۴۲

[4] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۳۷
صحیح مسلم کتاب الحج باب اشتراط المحرم التحلل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۸۵
سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۹۴۹ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۷۸
سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب الاشتراط فی الحج آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۴۷
سنن النسائی کتاب مناسک الحج الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۱۹
سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الشرط " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷

www.alahazratnetwork.org

احمد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابونعیم و بیہقی میں ضباعہ[1] بنت زبیر اور **حدیث**[2] بیہقی و ابن مندہ میں بطریق ھشام عن ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ[2] اور **حدیث**[3] احمد و ابن ماجہ و طبرانی میں جدہ[3] ابی بکر بن عبداللہ بن زبیر یعنی اسماء بنت صدیق یا سعدی بنت عوف اور **حدیث** طبرانی میں حضرت عبداللہ[4] بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: حج کا ارادہ ہے؟ عرض کی: یارسول اللہ! واللہ میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادا نہ کرسکوں پھر احرام سے کیونکر باہر آؤں گی)۔ فرمایا:

اَھِلّی واشترطی ان مَحِلّی حیث حبستنی۔ — احرام باندھ اور نیت میں یہ شرط لگالے کہ جہاں تو مجھے روکے گا وہیں میں احرام سے باہر ہوں۔

نسائی نے زائد کیا:

فان لکِ علٰی ربّک ما استثنیت[5] — تمہارا یہ استثناء تمہارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث ضباعۃ بنت الزبیر المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۶۰ و ۴۲۰
سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷
صحیح ابن خزیمہ کتاب المناسک باب اشتراط من بہ علۃ الخ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۶۴
السنن الکبرٰی کتاب الحج باب استثناء فی الحج دارصادر بیروت ۵/ ۲۲۱ و ۲۲۲
کنز العمال بحوالہ م، د، ت، ن ھ حب حدیث ۱۲۳۲۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۵/ ۱۲۲

[2] السنن الکبرٰی کتاب الحج باب الاستثناء فی الحج دارصادر بیروت ۵/ ۲۲۲

[3] مسند احمد بن حنبل عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۴۹
سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷
المعجم الکبیر عن اسماء بنت ابی بکر حدیث ۲۳۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴/ ۸۷

[4] المعجم الکبیر عن ضباعۃ بنت الزبیر المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۴/ ۳۳۲ تا ۳۳۷
مجمع الزوائد بحوالہ ابن عمر کتاب الحج باب الاشتراط فی الحج دارالکتاب بیروت ۳/ ۲۱۸

[5] سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۱۹

www.alahazratnetwork.org

ضباعہ نے زائد کیا کہ فرمایا:

فان حبستِ او مرضت فقد حللت من ذٰلك بشرطك علٰی ربك عزو جل[1]

اب اگر تم حج سے روکی گئیں یا بیمار پڑیں تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگائی ہے احرام سے باہر ہو جاؤ گی۔

ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں: یہ ایک اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و معتبر نہیں۔

بل وافقنا علٰی اختصاصه بها بعض الشافعیة کالخطابی ثم الرویانی کما فی عمدة القاری[2] للامام العینی من باب الاحصار۔

بلکہ اس حکم کے اُس صحابہ کے ساتھ مختص ہونے پر بعض شوافع بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں، مثلاً خطابی پھر رویانی جیسا کہ عمدۃ القاری نے باب الاحصار میں امام عینی نے ذکر فرمایا۔ (ت)

حتّٰی کہ حدیث[3] مسند امام احمد میں بسندِ ثقاتِ رجالِ صحیح مسلم ہے:

حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن رجل منهم رضی الله تعالٰی عنه انه اتی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فاسلم علٰی انه لا یصلی الا صلوٰتین فقبل ذٰلك منه[4]

یعنی ایک صاحب خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

ان کے سوا امام جلیل جلال سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب مستطاب انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ایک مجمل فہرست میں نو واقعوں کے اور پتے دئے ہیں کہ فقیر نے اُن تین کی طرح یہ بھی ترک کر دئے لوجوہ یطول ایرادها و للہ الحمد علٰی تواتر الائه (بعض ایسی وجوہ کی بنا پر کہ انکا ذکر طوالت کا باعث ہے اور اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں اسکی متواتر نعمتوں کی) ۴۳ حدیثیں یہ اور ۸ حدیثیں دربارۂ تحریم مدینہ طیبہ جملہ اکاون ۵۱ احادیث ہیں جن میں بہت از روئے

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث ضباعۃ بنت الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۴۲۰

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب الاحصار فی الحج تحت الحدیث ۳۸۶/ ۱۸۱۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۰/ ۲۰۸

[3] مسند احمد بن حنبل حدیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۵ و ۳۶۳

[4] انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب

www.alahazratnetwork.org

اسناد بھی خاص مقصود رسالہ کے مناسب تھیں اور بحیثیت تذلیل وہابیہ وتضلیل وتجہیل امام الوہابیہ تو سب ہی مقصود عالم رسالہ کے ملائم ہیں انھیں بھی گنئے تو شمارِ احادیث یہاں تک ایک سو چھیانوے ۱۹۶ ہو۔ مگر ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے:

ان اللہ کتب الاحسان علٰی کل شئ فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ۔ احمد[1] والستۃ الا البخاری عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک اللہ تعالٰی نے ہر چیز پر احسان کرنا مقرر فرمادیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو تو قتل میں بھی احسان برتو اور ذبح کرو تو ذبح میں بھی احسان برتو۔ (احمد اور صحاح ستہ نے (علاوہ بخاری کے) شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

ولہذا میرا خامہ تیغبار نجدی شکار اپنے مقتولین مخذولین مذبوحین مقبوحین حضرات وہابیہ پر احسان کے لئے یہ پچاسا شمار سے الگ رکھتا اور بتوفیق اللہ تعالٰی آگے صرف وہ بعض احادیث کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف جلائل احکام تشریعیہ کی صریح اسنادوں پر مشتمل اور وہ کہ ان دلائل تفویض احکام بحضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی مؤید ومکمل ہیں لکھتا ہے ان میں مؤیدات تفویض کی تقویم کیجئے کہ اس مبحث کا سلسلہ مسلسل رہے وباللہ التوفیق۔

حدیث ۱۴۶: حدیث صحیح جلیل سنن ابی داود وسنن ابن ماجہ ومسند امام طحاوی ومعجم طبرانی ومعرفت بیہقی کلہم بطریق منصور بن المعتمر عن ابراھیم التیمی عن عمرو بن میمون عن ابی عبد اللہ الجدلی عن خزیمۃ بن ثابت الا ابن ماجۃ فعن سفین عن ابیہ عن ابراھیم التیمی عن عمرو بن میمون عن خزیمۃ کہ حضرت ذو الشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصید باب الامر باحسان الذبح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۵۲
سنن النسائی کتاب الضحایا باب حسن الذبح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/۲۰۹
سنن الترمذی کتاب الدیات حدیث ۱۴۱۴ دار الفکر بیروت ۳/۱۰۵
سنن ابن ماجۃ ابواب الذبائح باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۶
سنن ابی داود کتاب الضحایا باب فی الرفق بالذبیحۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۳
مسند احمد بن حنبل حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۲۳ تا ۱۲۵

www.alahazratnetwork.org

جعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم للمسافر ثلثًا ولو مضی السائل علٰی مسألتہ لجعلہا خمسًا[1]

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی، اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کر دیتے۔

یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے۔ فرمایا:

ولو استزدناہ لزادنا[2]

اور اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے۔

دوسری روایت طحاوی میں ہے:

عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ جعل المسح علی الخفین للمسافر ثلثۃ ایام ولیالیھن وللمقیم یومًا ولیلۃً ولو اطنب لہ السائل فی مسألتہ لزادہ[3]

بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مدت مسافر کے لئے تین رات دن اور مقیم کے لئے ایک رات دن کردی، اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور اور زیادہ مدت عطا فرماتے۔

بیہقی کی روایت اُخرٰی یوں ہے:

وایم اللہ لو مضی السائل فی مسألتہ لجعلہا خمسًا[4]

اگر سائل عرض کئے جاتا تو حضور مدت کے پانچ دن کر دیتے۔

یہ حدیث بلاشبہہ صحیح السند ہے اس کے سب رواۃ اجلّہ ثقات ہیں۔ لاجرم امام ترمذی نے اُسے روایت کرکے فرمایا:

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی التوقیت فی المسح للمقیم والمسافر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۲

[2] سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب التوقیت فی المسح آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۱

شرح معانی الآثار " باب المسح علی الخفین الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۱

السنن الکبرٰی للبیہقی " باب ماورد فی ترک التوقیت دار صادر بیروت ۱/۲۷۷

[3] شرح معانی الآثار " باب المسح علی الخفین الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۱

[4] السنن الکبرٰی للبیہقی " باب ماورد فی ترک التوقیت دار صادر بیروت ۱/۲۷۷

www.alahazratnetwork.org

ھذا حدیث حسن صحیح[1] یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نیز امام الشان یحیٰی بن معین سے نقل کیا کہ حدیث صحیح ہے۔

وھو وان لم یذکر الزیادۃ فانما المخرج المخرج والطریق الطریق حیث قال حدثنا قتیبۃ نا ابو عوانۃ عن سعید بن مسروق عن ابراھیم التیمی عن عمرو بن میمون عن ابی عبد اللہ الجدلی عن خزیمۃ بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[2] وقد اطال الامام ابن دقیق العید الکلام فی تقویۃ ھذا الحدیث والذات عنہ فی کتابہ الامام

امام ترمذی نے اگرچہ زیادت کو ذکر نہیں کیا مگر مخرج بھی وہی ہے اور طریق بھی وہی ہے، اس لئے کہ فرمایا ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے انھوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابو عوانہ سے انھوں نے سعید بن مسروق سے انھوں نے ابراہیم تیمی سے انھوں نے عمرو بن میمون سے انھوں نے ابو عبد اللہ جدلی سے انھوں نے خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے۔ امام ابن دقیق العید نے اس حدیث کی تقویت میں اپنی کتاب الامام میں خوب

ع۵ اعظم ما یرتاب بہ فیہ روایۃ البیھقی عن الترمذی عن البخاری لا یصح عندی لانہ لا یعرف لابی عبد اللہ الجدلی سماع من خزیمۃ[3] وتلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا فان مبناہ علی ما ذھب الیہ ھو رحمۃ اللہ من اشتراط ثبوت

اس میں سب سے بڑا شبہہ اُس روایت سے کیا جاتا ہے جو بیہقی نے امام ترمذی سے اور انھوں نے امام بخاری سے کی ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث نہیں کیونکہ ابو عبد اللہ جدلی کا خزیمہ سے سماع ثابت نہیں۔ یہ وہ شکوٰی ہے جس کا عار تجھ سے دور ہے کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے مؤقف کے مطابق اس بات پر ہے کہ

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی المسح علی الخفین حدیث ۹۵ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۵۲

[2] " " " " " "

[3] الجوہر النقی حواشی علی السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الطہارۃ باب ما ورد فی ترک التوقیت دار صادر بیروت ۱/ ۲۷۸ و ۲۷۹

www.alahazratnetwork.org

واثرہ الامام الزیلعی فی نصب[1] الرایۃ

لمبی گفتگو فرمائی ہے اور امام زیلعی نے نصب الرایہ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

السماع ولو مرۃ للاتصال والصحیح الاجتزاء بالمعاصرۃ ھو المنصور علیہ الجمھور کما افادہ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر وقد اطال مسلم فی مقدمۃ صحیحہ فی الرد علی ھذا المذھب لاجرم ان لم یکثر بہ تلمیذہ الترمذی وحکم بانہ حسن صحیح وکذا حکم بصحتہ شیخ البخاری بامام الناقدین یحیٰی بن معین۔

راوی کا مروی عنہ سے سماع شرط ہے اگرچہ ایک مرتبہ ہو اتصال کے لئے۔ صحیح یہ ہے کہ معاصرت ہی کافی ہے۔ جمہور کا موقف یہی ہے جیسا کہ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اس کا افادہ فرمایا ہے۔ امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں اس مذہب کے رد پر طویل بحث کی ہے۔ امام بخاری کے شاگرد امام ترمذی نے بھی امام بخاری کی تائید نہیں کی اور اس حدیث کے صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے۔ یونہی امام بخاری کے استاذ امام الناقدین یحیٰی بن معین نے اسکی صحت کا حکم لگایا ہے۔

اقول علاتہ لوسلم فقصواہ الانقطاع ولیس بقادح عندنا وعند سائر قابلی المراسیل وھم الجمھور ثم علیک من دندنۃ ابن حزم ان الجدلی لایعتمد علی روایتہ فان الرجل فی الجرح والوقعۃ کالاعمیین السیل الھجوم والبعیر الصئول حتی عند الترمذی من المجاھیل والجدلی فقد وثقہ الامامان المرجوع الیھما احمد بن

میں کہتا ہوں اگر امام بخاری کی بات تسلیم بھی کرلی جائے تو اس سے زیادہ سے زیادہ انقطاع لازم آتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک اور مراسیل کو قبول کرنیوالے دیگر حضرات جو کہ جمہور ہیں کے نزدیک قادح نہیں ہے پھر تم پر ابن حزم کی گنگناہٹ کا سننا لازم ہے کہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاتا، کیونکہ آدمی جرح وتصادم میں دو اندھوں کی مثل ہوتا ہے یعنی بڑھتا ہوا سیلاب اور حملہ کرنیوالا مست اونٹ۔ یہاں تک کہ ترمذی کے ہاں مجاہیل میں سے ہے اور جدلی کی توثیق ان دو اماموں نے کی ہے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

[1] نصب الرایۃ کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین المکتبۃ النوریۃ رضویہ پبلشنگ لاہور ۱/ ۲۳۲ تا ۲۳۵

www.alahazratnetwork.org

فراجعه ان شئت۔ ان کی پیروی کی ہے۔ (ت)

اقول یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تفویض واختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا مؤکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کردیتے اصلاً گنجائش نہ رکھتا تھا کما لایخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) اور یہاں جزم خصوص بے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تخییر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشا وہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والسلام۔

حدیث ۴۷ [۴۵]: مالک واحمد وبخاری ومسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشق علٰی امتی لامرتھم بالسواك عند كل

اگر مشقتِ امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حنبل وابن معین فما ھو ابن حزم وائش ابن ھزم بعد ھٰذین وھو متفرد فیه لم یسبقه احد بھٰذا القول الاتری ان البخاری انما اعله اذا علله بانه لم یعرف سماع الجدلی لابانھا روایة الجدلی وقد صحح له الترمذی وقال فی التقریب[1] ثقة۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منه۔

جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور وہ امام احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین ہیں۔ ان دو اماموں کے مقابلہ میں ابن حزم وابن ھزم کیا شے ہے درانحالیکہ وہ اس میں تنہا ہے۔ اس سے پہلے کسی نے یہ قول نہیں کیا۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ امام بخاری نے اس کو اس وجہ سے معلل قرار دیا کہ جدلی کا سماع معروف نہیں، نہ اس وجہ سے کہ یہ جدلی کی روایت ہے۔ امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور تقریب میں کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ (ت)

---

[1] تقریب التہذیب ترجمہ ابی عبداللہ الجدلی ۸۲۴۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۴۲۸

www.alahazratnetwork.org

صلوٰۃ[1] مسواک کریں۔

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے قالہ فی التیسیر وغیرہ (تیسیر[2] وغیرہ میں اسے بیان کیا گیا۔ ت)۔ احمد ونسائی نے انھیں سے بسندِ صحیح یوں روایت کی سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ان اشق علی اُمتی لامرتھم عند کل صلوٰۃ بوضوء او مع کل وضوء بسواک[3]

امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہو تو میں اُن پر فرض کردوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

اقول امر دوم دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت،

وذٰلک قولہ تعالٰی فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ[4]۔

اور وہ اللہ تعالٰی کا ارشاد کہ اللہ تعالٰی کے امر کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے۔ (ت)

دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت،

وذٰلک قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُمرت بالسواک حتی خشیت ان یکتب علی[5] احمد عن واثلۃ بن

اور وہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ مجھے مسواک کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں مجھ پر فرض نہ ہوجائے۔ اس کو امام احمد

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجمعۃ باب السواک یوم الجمعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۲ و ۲۵۹
صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب السواک قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۸
سنن النسائی " الرخصۃ فی السواک نور محمد کارخانہ تجارت کتب " ۱/ ۶
سنن ابن ماجۃ ابواب الطہارۃ باب السواک ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۴۵، ۲۵۰، ۲۵۹، ۲۸۷، ۳۹۹، ۴۰۰
موطا امام مالک کتاب الطہارۃ ماجاء فی السواک میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۰

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث لولا ان اشق علی امتی الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۳۱۴

[3] سنن النسائی کتاب الطہارۃ الرخصۃ فی السواک نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۶
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۵۹

[4] القرآن الکریم ۲۴/ ۶۳

[5] مسند احمد بن حنبل حدیث واثلۃ بن الاسقع المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۹۰

www.alahazratnetwork.org

الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔ — نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے تو ضرور نفی حتمی کی ہے، امر حتمی بھی دو قسم ہے ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی جس کا مقتضٰی فرضیت ظنیت خواہ من جہۃ الروایۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جن کے سراپردہ عزت کے گرد ظنوں کو اصلاً بار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا مندوب، نص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح (اس پر محقق امام علیہ الرحمہ نے فتح میں نص فرمائی ہے۔ ت)

اب واضح ہوگیا کہ ان ارشاداتِ کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرمادیتا مگر اُن کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے۔ اور اختیارِ احکام کے کیا معنی ہیں۔ و للہ الحمد۔

حدیث ۱۴۸: مالک و شافعی و بیہقی اُن سے اور طبرانی اوسط میں امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بسندِ حسن راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لولا ان اشق علٰی امتی لامرتھم بالسواک مع کل وضوء[1] — مشقتِ اُمت کا پاس ہے ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک اُن پر فرض کردوں۔

حدیث ۱۴۹: کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ مسواک کرو مسواک منہ کو پاکیزہ اور رب عزوجل کو راضی کرتی ہے، جبریل جب میرے پاس حاضر ہوئے مجھے مسواک کی وصیت کی

حتّٰی لقد خشیت ان یفرضہ علی وعلٰی اُمتی ولولا انی اخاف ان اشق علٰی امتی لفرضتہ علیھم۔ — یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری اُمت پر فرض کردیں گے اور اگر مشقتِ امت کا خوف نہ ہوتا تو اُن پر فرض کردیں گے۔

---

[1] موطا امام مالک کتاب الطہارۃ ماجاء فی السواک میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۰
السنن الکبرٰی " باب الدلیل علٰی ان السواک سنۃ دار صادر بیروت ۱/ ۳۵
کنز العمال بحوالہ مالک والشافعی حدیث ۲۶۱۹۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۳۱۵
المعجم الاوسط حدیث ۱۲۶۰ مکتبۃ المعارف ریاض ۲/ ۱۳۸

www.alahazratnetwork.org

ابن ماجۃ[1] عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

یہاں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف بھی فرض کردینے کی اسناد ہے۔

حدیث ۱۵۰[۴۸]: طبرانی و بزار و دارقطنی و حاکم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لولا ان اشق علٰی امتی لفرضت علیہم السواک عند کل صلوٰۃ[2] (زاد غیر الدارقطنی) کما فرضت علیہم الوضوء[3]۔

مشقتِ اُمت کا لحاظ نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت مسواک اُن پر فرض کردُوں جس طرح میں نے وضو اُن پر فرض کردیا ہے۔

۴۹، ۵۰ یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرض کردیا۔

حدیث ۱۵۱ و ۱۵۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علٰی امتی لامرتہم بالسواک والطیب عند کل صلوٰۃ۔ ابونعیم فی کتاب[4] السواک عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن وسعید بن منصور فی سننہ عن مکحول مرسلاً۔

مشقتِ امت کا خیال نہ ہوتو اپنی اُمت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کردوں۔ (ابونعیم نے کتاب السواک میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسندِ حسن اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں مکحول سے مرسلاً روایت کیا۔ ت)

یہاں خوشبو کی فرضیت بھی زائد فرمادی۔

---

[1] سنن ابن ماجۃ ابواب الطہارۃ باب السواک ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵

[2] کنز العمال بحوالہ قط عن ابن عباس حدیث ۲۶۱۷۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۳۱۲

[3] المستدرک للحاکم کتاب الطہارۃ لولا ان اشق علٰی امتی دارالفکر بیروت ۱/ ۱۴۶

البحر الزخار عن ابن عباس حدیث ۱۳۰۲ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۴/ ۱۳۰

مجمع الزوائد بحوالہ العباس کتاب الطہارۃ باب فی السواک دارالکتاب بیروت ۱/ ۲۲۱

〃 کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی السواک 〃 〃 〃 ۲/ ۹۷

[4] کنز العمال بحوالہ ص عن مکحول مرسلاً حدیث ۲۶۱۹۵ موسسۃ الرسالہ 〃 ۹/ ۳۱۶

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۵۳[۵۱]: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علٰی اُمتی لاَمرتھم ان یستاکوا بالاسحار۔ ابونعیم فی السواک[۱] عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

مشقتِ اُمت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض فرما دیتا کہ ہر سحر پہلے پہر اُٹھ کر مسواک کریں۔ (ابونعیم نے کتاب السواک میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۵۴ و ۱۵۵[۵۲،۵۳]: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علٰی امتی لاَمرتھم بالسواک عند کل صلٰوۃ و لاَخَّرتُ العشاء الٰی ثُلثِ اللیل۔

مشقتِ اُمت کا خیال نہ ہوتو میں ہر نماز کے وقت ان پر مسواک فرض کردوں اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک ہٹادُوں۔

احمد[۲] والترمذی والضیاء عن زید بن خالد[۳] الجھنی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ صحیحٍ والبزار عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجھہٗ وروی عن زید احمد وابوداؤد والنسائی کحدیث ابی ھریرۃ الاول بالاقتصار علی السطر الاول والحاکم والبیھقی بسندٍ صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کحدیث زیدٍ ھذا وفیہ لفرضت علیھم السواک مع الوضوء ولاَخرت صلٰوۃ العشاء الاٰخرۃ الٰی نصف اللیل[۳] یعنی میں وضو میں مسواک کرنا فرض کردیتا اور نمازِ عشاء آدھی رات تک ہٹادیتا۔

---

[۱] کنز العمال بحوالہ ابی نعیم فی کتاب السواک حدیث ۲۶۱۹۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۶
الدر المنثور " " تحت الآیۃ ۲/۱۲۴ داراحیاء التراث العربی " ۱/۲۵۲
[۲] مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی " ۴/۱۱۴
سنن الترمذی ابواب الطہارۃ باب ماجاء فی السواک حدیث ۲۳ دار الفکر " ۱/۱۰۰
کنز العمال بحوالہ حم، ت والضیاء حدیث ۲۶۱۹۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۵
البحر الزخار عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۴۷۸ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۲/۱۲۱
مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۱۶
سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۷
[۳] المستدرک للحاکم " فضیلۃ السواک دار الفکر بیروت ۱/۱۴۶
السنن الکبری " باب الدلیل علی ان السواک السنۃ الخ دار صادر " ۱/۳۶
کنز العمال بحوالہ ک وھق عن ابی ہریرۃ حدیث ۲۶۱۹۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۶

www.alahazratnetwork.org

وللنسائی عن ابی ھریرۃ بلفظ لامرتھم تاخیر العشاء بالسواک عند کل صلوٰۃ۔[1]

نسائی نے ابوہریرہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: میں اُن پر فرض کردیتا کہ عشاء دیر کرکے پڑھیں اور نماز کے وقت مسواک کریں۔

حدیث ۱۵۶[54]: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علٰی امتی لامرتھم ان یصلوھا ھٰکذا یعنی العشاء نصف اللیل۔ احمد[2] والبخاری ومسلم والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ان پر فرض کردیتا کہ عشاء آدھی رات کو پڑھیں۔ (احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۵۷[55]: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ضعف الضعیف وسُقم السقیم لاَمَرْتُ بھٰذہ الصلٰوۃ ان تُؤَخَّر الٰی شطر اللیل۔ النسائی[3] عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی و مرّت روایۃ احمد وابی داؤد وابن ماجۃ وابی حاتم بلا لفظ الامر۔

اگر ناتواں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں فرض کردیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک مؤخر کریں (اس کو نسائی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابوحاتم کی روایت گزر چکی ہے جو لفظ امر کے بغیر ہے۔ (ت)

حدیث ۱۵۸[56]: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لولا ان اشق علٰی اُمتی

مشقتِ امت کا اندیشہ نہ ہوتو میں اُن پر

---

[1] سنن النسائی کتاب المواقیت باب مایستحب من تاخیر العشاء نور محمد کارخانہ کراچی ۱/ ۹۲، ۹۳

[2] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۶۶

صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب النوم قبل العشاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۱

صحیح مسلم کتاب المساجد باب وقت العشاء وتاخیرھا " " " " ۱/ ۲۲۹

سنن النسائی کتاب المواقیت باب یستحب من تاخیر العشاء نور محمد کارخانہ کراچی ۱/ ۹۲

[3] " " " " " " " " " " " ۱/ ۹۳

www.alahazratnetwork.org

لَاَمَرْتُھُم اَنْ یُّؤَخِّرُوا العشاء الی — فرض کردوں کہ عشاء میں تہائی

عہ سبب ھٰذا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخر ذات لیلۃ صلٰوۃ العشاء حتی ابھار اللیل او ذھب عامۃ اللیل و نام النساء والصبیان فجاء فصلی و ذکرہ کما ورد مبینا فی احادیث ابن عباس و ابی سعید و ابن عمر و انس وغیرھم رضی اللہ تعالٰی عنھم، وسبب حدیث السواک ایتان ناس عندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قلحا فقال استاکوا استاکوا لا تاتونی قلحا لولا ان اشق علٰی امتی لفرضت علیھم السواک عند کل صلٰوۃ کما بیّنہ الدارقطنی[1] من حدیث العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ فھما حدیثان ربما افرزھما ابوھریرۃ وربما جمع وکذٰلک غیرہ رضی اللہ تعالٰی عنھم وان اتفق ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھو الذی قال مرۃ ھٰکذا واخرٰی ھٰکذا و

اس کا سبب یہ ہے کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عشاء کی نماز مؤخر فرمادی یہاں تک کہ آدھی رات یا زیادہ گزر گئی۔ عورتیں اور بچے سو گئے تو آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی، جیسا کہ ابن عباس، ابوسعید، ابن عمر اور انس وغیرہ کی احادیث میں واضح طور پر وارد ہوا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ حدیث سواک کا سبب یہ ہے کہ لوگ میلے کچیلے دانتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا مسواک کیا کرو اور میرے پاس میلے کچیلے دانتوں کے ساتھ مت آیا کرو، اگر مجھے امت کی مشقت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کے وقت فرض کردیتا۔ جیسا کہ اس کو دارقطنی نے بحوالہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کبھی الگ الگ بیان فرمایا ہے اور کبھی دونوں کو جمع کیا ہے، یونہی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے غیر نے کیا ہے، اگرچہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اس طرح بیان فرمایا ہے اور کبھی اُس طرح اور کبھی

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] کنز العمال بحوالہ قط عن ابن عباس حدیث ۲۶۱۷۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۲

www.alahazratnetwork.org

ثلث اللیل اونصفہ - احمد[1] والترمذی وصححہ وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ومرّت اُخرٰی لابن ماجۃ کاحمد وابی داؤد ومحمد بن نصر خالیۃ عن الامر۔

یا آدھی رات تک تاخیر کریں (اس کو امام احمد وترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔ اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اور دوسری روایت ابن ماجہ کی احمد وابوداؤد ومحمد بن نصر کی طرح گزر چکی ہے جو امر سے خالی ہے۔ (ت)

حدیث ۱۵۹[57]: صحیح بخاری میں زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک آیت سورہ احزاب کی نسبت ہے:

وجدتھا مع خزیمۃ الذی جعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شھادتہ بشھادتین[2]۔

وہ میں نے لکھی ہوئی خزیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس پائی جن کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو گواہوں کے برابر فرمائی۔

حدیث ۱۶۰[58]: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یمن پر صوبیدار بنا کر بھیجتے وقت اُن سے ارشاد فرمایا:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تارۃ جمع فالتعدد اظھر و اکثر واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ دامت فیوضہ۔

دونوں کو جمع فرمایا۔ چنانچہ تعدد اظہر و اکثر ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۳۳ و ۵۰۹
سنن الترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی تاخیر صلوٰۃ العشاء الخ حدیث ۱۶۷ دار الفکر بیروت ۱/ ۲۱۴
سنن ابن ماجۃ کتاب الصلوٰۃ باب وقت صلوٰۃ العشاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵
کنز العمال عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۹۴۶۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/ ۳۹۵

[2] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالٰی من المؤمنین رجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۹۴
" کتاب التفسیر سورۃ احزاب " " " ۲/ ۷۰۵

www.alahazratnetwork.org

قد عرفت بلاءك فی الدین والذی قد رکبك من الدین وقد طیبت لك الھدیۃ فان اھدی لك شئ فاقبل۔ سیف فی کتاب[1] الفتوح عن عبید بن صخر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائشیں دین متین میں ہوچکیں اور جو کچھ دیون تم پر ہوگئے ہیں رعیت کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال طیب کردئے جو تمہیں کچھ تحفہ دے لے لو (سیف نے کتاب الفتوح نے عبید بن صخر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث[عہ] ۱۶۱: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

قد عفوت عن الخیل والرقیق فھاتوا صدقۃ الرقۃ من کل اربعین درھما درھم۔ احمد[2] وابوداؤد والترمذی عن امیر المؤمنین المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف کردی روپوں کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم (احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسندِ صحیح روایت کیا۔ ت)

سواری کے گھوڑوں، خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔" ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک رؤف و رحیم کے ہاتھ میں ہے بحکم رب العالمین جل جلالہ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

حدیث ۱۶۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے فرمایا:

ما تقولون فی الزنا، قالوا حرام حرمہ اللہ ورسولہ فھو حرام الی یوم القیٰمۃ۔

زنا کو کیسا سمجھتے ہو؟ عرض کی: حرام ہے اسے اللہ ورسول نے حرام کردیا تو وہ قیامت تک

عہ یہاں تک اٹھاون حدیثیں تفویض امر کی مفیدات ومؤیدات مذکور ہوئیں آگے صرف اسنادات جلیلہ ہیں ۱۲۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ طب عن عبید بن صخر المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۱۱۵

[2] سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ السائمۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۲۱

سنن الترمذی " باب ماجاء فی زکوٰۃ الذھب الخ حدیث ۶۲۰ دار الفکر بیروت ۲/ ۱۲۳

مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۹۲

www.alahazratnetwork.org

احمد[1] بسند صحیح والطبرانی فی الاوسط والکبیر عن المقداد بن الاسود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

حرام ہے۔ (احمد نے بسندِ صحیح اور طبرانی نے اوسط اور کبیر میں مقداد بن اسود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۶۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اِنّی اُحَرِّمُ علیکم حق الضعیفین الیتیم والمرأۃ۔ الحاکم[2] علٰی شرطِ مسلم و البیھقی فی الشعب واللفظ لہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں تم پر حرام کرتا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی، یتیم اور عورت۔ (حاکم شرطِ مسلم پر اور بیہقی نے بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شعب الایمان میں اسکو روایت کیا ہے، اور لفظ بیہقی کے ہیں (ت)

حدیث ۱۶۴: صحیحین میں جابر بن عبداللہ تعالٰی عنہما سے ہے انھوں نے سالِ فتح میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

ان اللہ ورسولہٗ حرّم بیع الخمر و المیتۃ والخنزیر والاصنام[3]

بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا شراب اور مردار اور سُوَر اور بُتوں کا بیچنا۔

حدیث ۱۶۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لا تشرب مسکرًا فانی حرّمت کل مُسکِر۔ النسائی[4] بسند حسن

نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بیشک نشہ کی ہر شے میں نے حرام کردی ہے۔ نسائی نے بسندِ حسن

عہ **فائدہ:** ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کی حدثنا ابن ابی عاصم ثنا عمر بن حفص الوصائی ثنا سعید بن موسٰی ثنا رباح بن زید عن معمر

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث مقداد بن اسود المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۸

المعجم الکبیر عن مقداد بن اسود حدیث ۶۰۵ المکتبۃ الفیصلیۃ " ۲۰/ ۲۵۶

[2] المستدرک للحاکم کتاب الایمان انی احرج علیکم حق الضعیفین دار الفکر بیروت ۱/ ۶۳

کنز العمال بحوالہ ک، حب عن ابی ہریرۃ حدیث ۶۰۰۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۱۷۱

[3] صحیح البخاری کتاب البیوع باب بیع المیتۃ والاصنام قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۹۸

صحیح مسلم " باب تحریم الخمر والمیتۃ الخ " " ۲/ ۲۳

[4] سنن النسائی کتاب الاشربۃ تفسیر نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۳۲۵

www.alahazratnetwork.org

عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ابی موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

عن الزھری عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اِنّی فرضت علٰی اُمّتی قِرَأۃ یٰسٓ کل لیلۃ فمن داوم علٰی قرأتھا کل لیلۃ ثم مات مات شہیدا[1] یعنی اس سند سے آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی اُمت پر یٰسٓ شریف کی ہر رات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اسے پڑھے پھر مرے شہید مرے۔

اقول وسعید وان اتھم فالمحقق عند المحققین ان الوضع لا یثبت بمجرد تفرد کذاب فضلاً عن متھم مالم ینضم الیہ شئ من القرائن الحاکمۃ بہ کمخالفۃ نصٍ او اجماعٍ قطعیین او الحس او اقرار الواضع بوضعہ الٰی غیر ذٰلک کما نص علیہ السخاوی فی فتح المغیث واثبتنا علیہ عرش التحقیق فی "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین"[ف۱] واجمع العلماء ان الضعیف غیر الموضوع یعمل بہ فی الفضائل وقد بیّنّاہ فی "الھاد الکاف[ف۲] فی حکم الضعاف"۔

میں کہتا ہوں سعید اگرچہ متہم ہے مگر محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ بیشک وضع حدیث محض ایک کذاب کے تفرد سے ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ متہم سے ثابت ہو جب تک اس کے ساتھ قرائن وضع منضم نہ ہوں، جیسے نص قطعی کی مخالفت اور اجماع قطعی کی مخالفت اور حس کی مخالفت اور خود واضع کا اقرار وغیرہ، جیسا کہ امام سخاوی نے فتح المغیث میں اس پر نص فرمائی ہے اور ہم نے "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں اس کی تحقیق کو حدِ کمال تک پہنچایا ہے۔ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جو حدیث ضعیف موضوع نہ ہو وہ فضائل میں قابلِ عمل ہے اور ہم نے اس کو "الھاد الکاف فی حکم الضعاف" میں بیان کیا ہے۔ (ت) (باقی بر صفحہ آیندہ)

ف۱: رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" فتاوٰی رضویہ جلد پنجم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے صفحہ ۴۲۹ پر مرقوم ہے۔

ف۲: اعلٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں افادہ شانزدہم[۱۶] سے افادہ بست وسوم[۲۳] تک آٹھ افادات کا نام "الھاد الکاف[۱۳] فی حکم الضعاف[۱۳]" رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد پنجم صفحہ ۴۷۷ تا ۵۳۷۔

[1] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۹۷

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۶۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

سُن لو مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لئے رہو جو اس میں حلال ہے اُسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اُسے حرام مانو،

وانّ ماحرّم رسول اللہ مثل ما حرّم اللہ۔ احمد[1] والدارمی وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ[2] عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ حسنٍ۔

جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا، جل جلالہٗ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم (احمد اور دارمی اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بسندِ حسن روایت کیا۔ت)

یہاں صراحۃً حرام کی دو قسمیں فرمائیں، ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا اور دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرام کیا۔ اور فرمادیا کہ وہ دونوں برابر و یکساں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس حدیث اور اس کی فرضیت کے متعلق فقیر کے پاس سوال آیا تھا جس کا جواب فتاوٰی فقیر العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ کے مجلد پنجم کتاب مسائل شتّٰی میں مذکور واللہ الھادی الٰی معالی الامور ۱۲ منہ۔

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۷۶

[2] سنن الترمذی کتاب العلم حدیث ۲۶۷۲ دار الفکر بیروت ۴/ ۳۰۲

[3] سنن ابن ماجۃ باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳

[4] سنن الدارمی باب السنۃ قاضیۃ علٰی کتاب اللہ حدیث ۵۹۲ دار المحاسن للطباعۃ قاہرہ ۱/ ۱۱۷

[5] مسند احمد بن حنبل عن مقدام بن معدیکرب المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۳۱ و ۱۳۲

www.alahazratnetwork.org

اقول مراد واللہ اعلم نفس حرمت میں برابری ہے تو اس ارشاد کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول کے فرض سے اشد واقوی ہے۔

حدیث ۱۶۷: جہیش بن اوس نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے باریاب خدمت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوئے قصیدہ عرض کیا از اں جملہ یہ اشعار ہیں ؎

الا یا رسول اللہ انت مصدق ۔۔۔ فبورکت مھدیاً وبورکت ھادیاً

شرعت لنا دین الحنیفۃ بعد ما ۔۔۔ عبدنا کامثال الحمیر طواغیاً

یارسول اللہ! حضور تصدیق لئے گئے ہیں حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

مندۃ[1] من طریق عمار بن عبد الجبار عن عبد اللہ بن المبارک عن الاوزاعی عن یحیٰی بن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث طویل۔

مندہ نے عمار بن عبد الجبار کے طریق سے عبد اللہ بن مبارک سے انھوں نے اوزاعی سے انھوں نے یحیٰی بن ابی سلمہ سے انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا حدیث لمبی ہے (ت)

یہاں صراحۃً تشریع کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعتِ اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے ولہذا قدیم سے عرفِ علمائے کرام میں حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

قد اشتھر اطلاقہ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانہ شرع الدین والاحکام[2]۔

سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور ومعروف ہے اس لئے کہ حضور نے دین متین واحکام دین کی شریعت نکالی۔

اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آگیا ایک لفظ شارع تمام احکامِ تشریعیہ کو جامع ہوا، میں نے یہاں وہ احادیث نقل نہ کیں جن میں حضور کی طرف امر ونہی وقضا و

---

[1] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ ابن مندۃ ترجمہ ۱۲۵۱ جہیش بن اوس دار الفکر بیروت ۱/۳۸۵

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی الفصل الاول دار المعرفۃ " ۴/۱۳۴

www.alahazratnetwork.org

امثالہا کی اسناد ہے کہ:

امر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم — رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امر فرمایا۔

قضٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ — رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا۔ (ت)

اتنی حدیثوں میں وارد جن کے جمع کو ایک مجلد کبیر بھی کافی نہ ہو، اور خود قرآن عظیم ہی نے جو ارشاد فرمایا:

وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا[1] — جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو،

کہ امر و نہی و قضا اوروں کی طرف بھی اسناد کرتے ہیں۔

قال اللہ تعالٰی:

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم[2] — حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (ت)

مجھے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضور اقدس کو احکام شرعیہ سے فقط آگاہی و واقفیت کی نسبت نہیں جس طرح وہ سرکشی طاغی آخر تقویۃ الایمان میں سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صریح افترا کرکے کہتا:

"انھوں نے فرمایا کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔"[3]

مسلمانو! للہ انصاف، یہ اس کس ناکس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی کے فضائل جلیلہ وخصائص جمیلہ وکمالات رفیعہ و درجات منیعہ جن میں زید و عمر کی کیا گنتی انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں سب یک لخت اڑا دئے سب لوگوں سے حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا امتیاز صرف دربارہ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/۷

[2] " ۴/۵۹

[3] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۶

www.alahazratnetwork.org

واقف ہیں اور لوگ غافل، تو انبیاء سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں اور امتیوں سے بھی امتیاز اُتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہوجائیں تو کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف و غفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اس میں منحصر تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانو! دیکھا یہ حاصل ہے اس شخص کے دین کا، یہ پچھلا کلمہ ہے محمد رسول اللہ پر اُس کے ایمان کا جس پر اس نے خاتمہ کیا، حالانکہ واللہ دربارۂ احکام بھی صرف اتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور حاکم ہیں، صاحبِ فرمان ہیں، مالکِ افتراض ہیں، والیِ تحریم ہیں۔ سُن او سرکش! احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تُو بھی ہے پھر تجھے کوئی مسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کئے ہُوئے ہیں شرع کے محرمات تُو نے حرام کر دئے ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں انھیں تُو نے معاف کر دیا ہے شریعت کا راستہ تیرا مقرر کیا ہے شرائع میں تیرے احکام بھی ہیں اور وہ احکام احکامِ خدا کے مثل مساوی ہیں مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب باتیں کہی جاتی ہیں خود محمد رسول اللہ نے ارشاد فرمائی ہیں لہذا فقیر نے صرف اسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہٖ تعالٰی اپنا نیزۂ خار آگزار و آہن گزار ان گستاخانِ چشم بند و دہن باز کے دل وجگر کے پار کر دیا وللہ الحمد۔ اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر[1] ؎

نبیّنا الآمر الناھی فلا احدٌ ابرّ فی قولِ لا منہ ولا نعم

ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صاحبِ امر و نہی، تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں۔

کی شرح میں فرماتے ہیں:

معنٰی نبیّنا الآمر الخ انہ لاحاکم سِوَاہُ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فھو حاکم غیر محکوم[2] الخ۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صاحبِ امر و نہی ہونے کے یہ معنٰی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں، نہ وہ کسی کے محکوم، صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ذکرہٗ فی فصل جُودہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (اسکو صاحبِ نسیم نے فصل فی وجودہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذکر فرمایا ہے۔ ت)

---

[1] الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ الفصل الثالث مرکز اہل سنت برکاتِ رضا گجرات الہند ص ۲۱

[2] نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فصل واما الجود والکرم مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند ۲/ ۳۵

www.alahazratnetwork.org

الحمدُ للہ یہ تذییلِ جلیل اپنے باب میں فردِ کامل ہوئی احادیثِ تحریمِ مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اس خاص حکمِ شرک کے سبب جدا شمار میں رہیں اگر کوئی چاہے انھیں اور اس بیان تذییل کو ملا کر احکامِ تشریعیہ کے بارے میں سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اقتدار و اختیار کا ظاہر کرنے والا ایک مستقل رسالہ بنائے اور بنام "**منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب** ۱۳۱۱ھ" موسوم ٹھہرائے۔ و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین محمدٍ و اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین، اٰمین!

مسک الختام: اب فقیر غفرلہ المولی القدیر سات حدیثیں اس وصل مبارک میں اور ذکر کرے جن سے امام الوہابیہ کا سخت کور و کر ہونا شمس و امس کی طرح ظاہر ہو کہ جن احادیث سے جن باتوں کو شرک بتانا چاہا تھا خود وہی اور اُن کے نظائر صاف گواہ ہیں کہ وہ ہرگز شرک نہیں مگر بیچارے معذور کی داد نہ فریاد، ومن یضلل اللہ فمالہ من ھاد[1] (اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ ت)

حدیث ۱۶۸: صحیح بخاری و مسند احمد و سنن ابی داؤد و ترمذی و ابن ماجہ رُبَیّع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میری شادی میں تشریف لائے چھوکریاں دف بجا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے اُن کے اوصاف گاتی تھیں اس میں کوئی بولی ؎

وفینا نبیٌّ یعلم ما فی غدٍ

ہم میں وہ نبی ہیں جنھیں آئندہ کا حال معلوم ہے

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اس پر سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعِی ھٰذا وقولی بالذی کنت تقولین[2]

اسے رہنے دے اور جو کچھ پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

---

[1] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۳

[2] صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۳
سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الغناء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۱۸

(باقی بر صفحہ آئندہ)

www.alahazratnetwork.org

اقول وباللہ التوفیق امام الوہابیہ اس حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا جسے کہا:

"اس فصل میں اُن آیتوں حدیثوں کا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم کی بُرائی ثابت ہوتی ہے۔"[1]

تو وہ اس حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف آئندہ بات جاننے کی اسناد مطلقاً شرک ہے اگرچہ بعطائے الٰہی جانے کہ اس نے صاف کہہ دیا:

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے۔"[2]

اور خود مصرع مذکور کا مطلب ہی یُوں بتایا کہ:

"چھوکریاں گانے لگیں اور اس میں پیغمبر خدا کی تعریف یہ کہی ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔"[3]

بایں ہمہ حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا مگر جب حدیث میں حکمِ شرک کی بُو اصلاً نہ پائی تو خود ہی اپنے دعوے سے تنزل پر آیا اور صرف اتنا لکھنے پر بس کی:

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں، پیغمبرِ خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اُس کو کہے یا سُن کر پسند کرے۔"[4]

اللہ اللہ، اللہ کے دِئے سے بھی ایسا مرتبہ ماننا اس کے نزدیک شرک ہو تو شکایت نہیں کہ اُس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سنن الترمذی کتاب النکاح حدیث ۱۰۹۲ دار الفکر بیروت ۲/۲۴۷

سنن ابن ماجۃ ابواب النکاح باب الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸

مسند احمد بن حنبل حدیث الربیع بنت معوذ المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۵۹

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸

[2] " پہلا باب " " " " " " ۷

[3] " الفصل الثانی " " " " " " ۱۸

[4] " " " " " " " ۱۸

www.alahazratnetwork.org

دھرم میں اُس کا معبود خود ہی کسی کو آئندہ باتیں جاننے کا مرتبہ دینے پر قادر نہیں کیا اپنا شریک کسی کو بنا سکے گا یونہی یہ امر بھی اُسے مضر نہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو بعطائے الٰہی بھی اطلاع علی الغیب کا مرتبہ نہ ملا صریح مخالفِ قرآن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء[1]

اللہ اس لئے نہیں کہ تمھیں غیب پر اطلاع کا منصب دے ہاں اپنے رسولوں سے چُن لیتا ہے جسے چاہے۔

وقال تعالیٰ:

عٰلم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسولٍ[2]

غیب کا جاننے والا تو کسی کو اپنے غیب پر غالب و مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

یہاں لا یُظھرُ غیبہٗ علیٰ احدٍ نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کہ اظہارِ غیب تو اولیائے کرام قدست اسرارھم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی، بلکہ فرمایا: لا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرمایا مگر رسولوں کو۔ ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ اعلیٰ مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کو عطا ہونا قرآن عظیم سے کیسا ظاہر ہے مگر اُسے کیا مضر کہ جب اس کے نزدیک اللہ عزوجل کا کذب ممکن جیسا کہ اس کے رسالہ "یکروزی" سے ظاہر، اور فقیر کے رسالہ "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح"[ف] میں اس کا رد ظاہر و باہر، تو قرآن کی مخالفت اس پر کیا مؤثر، واللہ المستعان علیٰ کل غویٍ فاجرٍ (ہر گمراہ فاجر کے خلاف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے) اس سب سے گزر کر ہوشیار عیار سے اتنا پوچھئے کہ بالفرض اگر حدیث سے ثابت ہے بھی تو صرف ممانعت کہ انبیاء کی جناب میں ایسا عقیدہ نہ رکھے وہ شرک کا جبروتی حکم جس کے لئے اس فصل اور ساری

ف: رسالہ "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" فتاوٰی رضویہ جلد ۱۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور کے صفحہ ۳۱۱ پر مرقوم ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹

[2] " ۷۲/ ۲۶ و ۲۷

www.alahazratnetwork.org

کتاب کی وضع ہے کہاں سے نکلا کیا اسی کو اتمام تقریب کہتے ہیں اور یہ اُس کا قدیم داب ہے کہ دعوٰی کرتے وقت آسمان سے بھی اُونچا اڑے گا اور دلیل لاتے وقت تحت الثرٰی میں جا چھپے گا اور پیچھا کیجئے تو وہاں سے بھی بھاگ جائے گا، ایسے ہی ناتمام اٹکل بازیوں سے عوام کو چھلا اور کاغذ کا چہرہ اپنے دل کی طرح سیاہ کیا۔

ثم اقول اور انصاف کی نگاہ سے دیکھئے تو بحمداللہ تعالٰی حدیث نے شرک کا تسمہ بھی لگانہ رکھا، اوشرک پسند، اوشرک کی حقیقت وشناخت سے غافل! کیا شرک کوئی ایسی ہلکی چیز ہے کہ اللہ کا رسول اور رسولوں کا سردار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی مجلس میں اپنے حضور اپنی امت کو شرک بکتے کفر بولتے سُنے اور یونہی سہل دو حرفوں میں گزار دے کہ اسے رہنے دو وہی پہلی بات کہے جاؤ۔ اب یاد کرو حدیث ابی داؤد ویحك انه لایستشفع باللہ علی احد[1] (تجھ پر افسوس ہے مخلوق میں سے کسی کے پاس اللہ تعالٰی سے سفارش نہیں کرائی جاتی) کے متعلق اپنی بدلگامی کی تقریر کہ:

"عرب میں قحط پڑا تھا ایک گنوار نے آکر پیغمبر کے رُوبرو اس کی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور کہا تمہاری سفارش ہم اللہ کے پاس چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے پاس، یہ بات سُن کر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی ان کے مُنہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہوگئے پھر اس کو سمجھایا کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء و اولیاء اس کے رُوبرو ذرۂ ناچیز سے کمتر ہیں وہ کس کے روبرو سفارش کرے[2]"

سبحان اللہ! اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اُس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے مُنہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے۔

اقول انبیاء و اولیاء کو ذرۂ ناچیز سے کمتر کہنے کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا کہ حضور نے اسے یوں سمجھایا یہ تیرا افترا ہے حدیث میں اس کا وجود نہیں، اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بے حواس کہنا یہ تیری بے دینی کا ادنٰی کرشمہ اور افترا پر افترا ہے حدیث میں اس کا

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجہمیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۴

[2] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۳۸

www.alahazratnetwork.org

بھی نشان نہیں اور اللہ عزوجل کی عظمت اس کی صفتِ پاک اس کی ذاتِ اقدس سے قائم ہے مکان و محل سے منزہ ہے، کیا جانئے تو کس چیز کو خدا سمجھا ہے جس کی عظمت مکانوں میں بھری ہوئی ہے، خیر یہ تو تیرے بائیں ہاتھ کے کھیل ہیں ؎

تیر بر جاہ انبیا اندازہ　　طعن در حضرتِ الٰہی کن
بے ادب باش وانچہ دانی گو　　بیحیا باش و ہرچہ خواہی کن[1]

(انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے مقام و مرتبہ پر تیر اندازی کر اور بارگاہِ الٰہی میں طعن کر، بے ادب بن جا اور جو کچھ چاہتا ہے کہتا جا، بے حیا بن جا اور جو چاہتا ہے کرتا جا۔ ت)

مگر آنکھوں کی پٹی اُتروا کر ذرا یہ سوچ کہ جو بات عظمتِ شانِ الٰہی کے خلاف ہو اُسے سُن کر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ برتاؤ ہوتا ہے حالانکہ سفارشی ٹھہرانے کو یہ بات کہ اس کا مرتبہ اُس سے کم ہے جس کے پاس اس کی سفارش لائی گئی ایسی صریح لازم نہیں جسے عام لوگ سمجھ لیں ولہذا وہ صحابی اعرابی رضی اللہ تعالٰی عنہ باآنکہ اہلِ زبان تھے اس نکتے سے غافل رہے تو کیا ممکن ہے کہ صریح شرک وکفر کے کلمے حضور سُنیں اور اصلاً کوئی اثرِ غضب وجلال چہرۂ اقدس پر نمایاں نہ ہو، نہ حضور دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ کہیں، نہ اہلِ مجلس کی حالت بدلے، نہ ان کے کہنے والیوں پر کوئی مواخذہ ہو، ایک آسان سی بات پر قناعت فرمائیں کہ اسے رہنے دو، کیوں نہیں فرماتے کہ اری! تم کُفر بک رہی ہو، اری! تقویۃ الایمان کے حکم سے تم مشرکہ ہوگئیں تمہارا دین جاتا رہا تم مرتد ہوئیں از سرِ نو ایمان لاؤ کلمہ پڑھو نکاح ہوگیا ہے تو تجدید نکاح کرو۔ غرض ایک حرف بھی ایسا نہ فرمایا جس سے شرک ہونا ثابت ہو، کہنے والیوں کو اپنا حال اور اہلِ مجلس کو اس لفظ کا حکم معلوم ہو حالانکہ وقتِ حاجت بیانِ حکم فرض ہے اور تاخیر اصلاً روا نہیں، تو خود اس حدیث سے صاف ظاہر ہُوا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف اطلاع علی الغیب کی نسبت ہرگز شرک نہیں۔ رہا ممانعت فرمانا، وہ بھی یہ بتائے کہ انبیائے کرام وخود سیّد الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس کا اعتقاد فی نفسہٖ باطل ہے، یہ منہ دھو رکھئے منع لفظ بطلانِ معنٰی ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے لئے وجوہ ہیں اور عقل ونقل کا قاعدہ مسلّمہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال (جب احتمال آجائے تو استدلال باطل

---

[1]

www.alahazratnetwork.org

ہوجاتا ہے۔ت) **اوّلاً** ممکن ہے کہ لہو ولعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنانے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی، لہٰذا ارشاد ہوا: اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ۔ ارشاد الساری، لمعات و مرقات وغیرہ میں اس احتمال کی تصریح ہے۔

ثانیاً اقول ممکن کہ مجلس عورتوں، کنیزوں، کم فہم لوگوں کی تھی اُن میں منع فرمایا کہ توہّم ذاتیت کا سدّباب ہو، شرع حکیم ہے اور امام الوہابیہ کی مت اوندھی جو محتمل ذو وجوہ بات جس میں بُرے پہلو کی طرف لے جانے کا احتمال ہو چھوکریوں کو منع کی جائے دانشمند مردوں کے لئے اس کی ممانعت بدرجۂ اَولےٰ جانتا ہے حالانکہ معاملہ صاف الٹا ہے ایسی بات سے کم علموں کم فہموں کو روکتے ہیں کہ غلط نہ سمجھ بیٹھیں، عاقلوں دانشمندوں کو منع کیا ضرور کہ ان سے اندیشہ نہیں۔ صحیح مسلم و مسند احمد و سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ایک شخص نے حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ لفظ کہے:

ومن یطع اللہ ورسولہٗ فقد رشد ومن یعصہما فقد غوٰی۔

جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی اس نے راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

بئس الخطیب انت، قل ومن یعص اللہ ورسولہٗ فقد غوٰی[1]

کیا بُرا خطیب ہے تو، یوں کہہ کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے:

قال قم او قال اذھب فبئس الخطیب انت[2]

سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھ، یا فرمایا: چلا جا کہ تو بُرا خطیب ہے۔

امام قاضی عیاض وغیرہ ایک جماعتِ علماء کا ارشاد ہے:

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ فصل فی ایجاز الخطبۃ واطالۃ الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۶
سنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الطہارۃ ۱/ ۸۶ و کتاب الجمعۃ ۳/ ۲۱۶ دار صادر بیروت
مسند احمد بن حنبل حدیث عدی بن حاتم المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۵۶

[2] سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الرجل یخطب علٰی قوس آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۵۶

www.alahazratnetwork.org

انما انکر علیہ تشریکہ فی الضمیر المقتضی للتسویہ وامرہ بالعطف تعظیما للہ

یعنی سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس خطیب کا اللہ و رسول کو ایک ضمیر تثنیہ میں جمع کرنا

عہ اقول ھذا ھو الصحیح علۃ و منافاتہ حدیث ابی داؤد الاتی مندفعۃ بما ذکر العبد الضعیف غفر اللہ تعالٰی لہ اما ما استصوب الامام الاجل النووی رحمہ اللہ تعالٰی فی المنہاج ان سبب النھی ان الخطب شانہا البسط والایضاح و اجتناب الاشارات والرموز ومثل ھذا الضمیر قد تکرر فی الاحادیث الصحیحۃ من کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وانما ثنی الضمیر ھھنا لانہ لیس خطبۃ وعظ وانما ھو تعلیم حکم فکلما قل لفظ کان اقرب الی حفظہ بخلاف خطبۃ الوعظ فانہ لیس المراد حفظھما وانما یراد الاتعاظ بھما[1] اھ

اقول (میں کہتا ہوں) یہی علت درست ہے، اور اس کی منافات حدیث ابوداؤد کے ساتھ جو کہ عنقریب آرہی ہے، عبد ضعیف (اللہ تعالٰی اس کی مغفرت فرمائے) کے بیان مذکور کے ساتھ مندفع ہے۔ امام اجل نووی علیہ الرحمہ نے منہاج میں جو خیال ظاہر فرمایا ہے کہ نہی کا سبب یہ ہے کہ خطبات کی شان یہ ہے کہ ان میں تفصیل و توضیح سے کام لیا جائے اور اشارات و رموز سے اجتناب کیا جائے، حالانکہ اس قسم کی ضمیر کا استعمال کلامِ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں متعدد احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ و رسول کی محبت اُس کے دل میں ان دونوں کے ماسوا سے زیادہ ہو۔" یہاں ضمیر تثنیہ اس لئے آپ نے استعمال فرمائی کہ یہ خطبہ وعظ نہیں بلکہ حکم شرعی کی تعلیم ہے، چنانچہ لفظوں کی قلت انھیں حفظ کرنے کے زیادہ قریب ہے بخلاف خطبہ کے کہ اس میں حفظِ الفاظ مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان سے نصیحت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اھ۔

فاقول انما حداہ رحمہ اللہ

فاقول (تو میں کہتا ہوں) امام نووی علیہ الرحمہ کو

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الجمعۃ فصل فی ایجاز الخطبۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۶

www.alahazratnetwork.org

تعالٰی بتقدیمہ اسمہ[1] کہ جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی کو پسند نہ فرمایا کہ اس میں برابری کا وہم نہ ہوجائے اور حکم دیا کہ یوں کہے کہ جس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی جس میں اللہ عزوجل کا نام اقدس نامِ پاک رسول سے تعظیماً مقدم رہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تعالٰی علٰی ھذا التکلف السعید ما رأی من التنافی بین نھیہ الخطیب وثبوتہ عن نفسہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقد علمت ان لاتنافی ولیس من واجبات الخطبۃ ترک الاضمار لامن شریطۃ الایضاح وضع المظھر موضع المضمر وانما کان الاضمار یخل بالاظھار حیث یخشی الالتباس وھٰھنا لالیس فکیف یکون ھٰذا مقتضیا لان یواجھہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالذم ویقول لہ اذھب اوقم وقد کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحب الایجاز فی الکلام بحیث لایخل بالافھام وکان یقول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان طول

اس تکلفِ سعید پر اس بات نے برانگیختہ کیا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خطیب کو ضمیر تثنیہ کے استعمال سے منع کرنے اور خود اس کو استعمال فرمانے میں منافات سمجھی حالانکہ تُو جان چکا ہے کہ کوئی منافات نہیں۔ اور ضمائر کو ترک کرنا خطبہ کے واجبات میں سے نہیں اور نہ ہی ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو رکھنا شرطِ توضیح ہے۔ ضمیر کو استعمال کرنا وہاں مخلِ اظہار ہوتا ہے جہاں التباس کا ڈر ہو جبکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔ پھر یہ بات اس امر کی مقتضی کیسے ہوئی کہ نبی کریم صلے اللہ تعالٰی اُس خطیب کی مذمت فرمائیں اور حکم دیں کہ یہاں سے چلا جا یا اٹھ جا، حالانکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کلام میں ایسے اختصار کو پسند فرماتے تھے جو مخلِ فہم نہ ہو۔ اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ مرد کا نماز کو لمبا کرنا

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض کتاب الجمعۃ حدیث ۸۷۰ دار الوفاء ۳/۲۷۵

[2] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم للنواوی " فصل فی ایجاز الخطبۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۶

www.alahazratnetwork.org

حالانکہ حدیث شریف میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خطبے میں یوں فرمایا کرتے :

من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد و من یعصہما فانّہ لایضرّ الاّ نفسہ۔[1] ابوداؤد عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔

جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی وہ راہ یاب ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ (ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

نیز ابنِ شہاب زہری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خطبۂ جمعہ روایت کیا اس میں بعینہٖ وہی الفاظ ہیں کہ :

ومن یعصہما فقد غوٰی۔ رواہ ایضاً[2] عنہ مرسلاً۔

جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی گمراہ ہُوا۔ (نیز اس کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرسلاً روایت کیا گیا۔ ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صلٰوۃ الرجل وقصر خطبتہ مئنّۃ من فقہہ فاطیلوا الصلٰوۃ واقصروا الخطبۃ وان من البیان لسحرا ثم ثبوت مثلہ عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الخطبۃ کما ستسمع من حدیثی ابی داؤد لاید ع لہذا الوجہ وجہ قبول اصلاً فانما المحیص الٰی ماذکر العبد الضعیف والحمد للہ علی التوفیق ۱۲ منہ۔

اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کی فقاہت کی دلیل ہے لہذا نماز لمبی اور خطبہ مختصر کیا کرو۔ اور بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔ پھر خود رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس جیسے کلام کا خطبہ میں ثبوت، جیسا کہ ابوداؤد کی دو حدیثوں سے تُو سُنے گا، اس وجہ کو قابلِ قبول نہیں رہنے دیتا۔ لہذا مخلص اُسی وجہ میں ہے جس کو عبدِ ضعیف (مصنّف علیہ الرحمہ) نے ذکر کیا ہے۔ اس سُوجھ بُوجھ کی عطا پر تمام تعریف اللہ تعالٰی کیلئے ہے۔ (ت)

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ (ابواب الجمعۃ) باب الرجل یخطب علی قوس آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۵۶

[2] " " " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

حدیثِ آئندہ سے بتوفیق اللہ تعالٰی اس فقیر کی عمدہ تائید وتقریر ہوتی ہے فانتظر۔

ثالثاً وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الٰہی عزوجل ہے۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے لمعات میں اس طرف ایما فرمایا۔

اقول اور وہ بے شک وجیہ ہے جس طرح بغیر اللہ عزوجل کی مشیت کو ملائے یوں کہنا کہ میں یوں کروں گا، مکروہ ہے۔ قال اللہ تعالٰی:

ولا تقولن لشایٔ انی فاعل ذٰلك غدًا الّا ان یشاء اللہ[1]

ہرگز نہ کہنا کسی چیز کو کہ میں کل ایسا کرنے والا ہوں مگر یہ کہ خدا چاہے۔

علم غیب بالذات اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودانِ باطل وغیرہم کے لئے مانتے تھے لہذا مخلوق کو "عالم الغیب" کہنا مکروہ، اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالٰی کے بتائے سے امورِ غیب پر انھیں اطلاع ہے، یہ دوسرا احتمال ہے کہ علمائے اس حدیث میں ذکر فرمایا اس تقدیر پر بھی ممانعت ادب کلام کی طرف ناظر ہے نہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بتعلیم الٰہی غیب پر اطلاع کا عقیدہ ممنوع ہی ہو شرک تو درکنار جو اس طاغی کا مقصود ہے ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق (تحقیق یونہی مناسب ہے اور اللہ تعالٰی توفیق دینے والا ہے۔ ت)

حدیث ۱۶۹: محمد بن اسحٰق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی، جب (غزوۂ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردارِ کفارِ ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے رحمتِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ ایمان لاکر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال اُسے واپس دیں۔ یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی، خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے جب کہ حضور مقامِ جعرانہ سے نہضت فرما چکے تھے، سید اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن کے اہل و مال واپس دئے اور سَو اونٹ اپنے خزانۂ کرم سے عطا کئے، فقال مالك بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ یخاطب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قصیدۃ (تو مالک بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اپنے قصیدہ سے مخاطب ہوئے۔ ت): ؎

---

[1] القرآن الکریم ۱۸/ ۲۳

www.alahazratnetwork.org

ما ان رایتُ ولا سمعتُ بواحدٍ　　فی الناس کلّھم کمثلِ محمدٍ
اَوفٰی واعطٰی للجزیل لمجتدٍ　　ومتٰی تشاءُ یخبرک عمّا فی غدٍ

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا، سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائلِ نفع کو کثیر عطا بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے کل کی خبر بتادیں۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

سیّدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ و فہم پر سردار فرمایا[1]

حدیث ۱۷۰: معافی نے کتاب الجلیس والانیس میں بطریق حرمازی ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، مالک بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ رئیسِ ہوازن اسلام لاکر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنا وہ قصیدہ نعتیہ سنایا (جس میں اسی مضمون کے شعر ذکر کئے) فقال لہٗ خیرًا وکساہ حُلّۃ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور انھیں خلعت پہنایا۔ ذکرھما الحافظ فی الاصابۃ[2] (ان دونوں روایتوں کو حافظ نے اصابہ میں بیان کیا۔ت)

اقول رضوانِ الٰہی کے بے شمار باران یارانِ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر برسیں یوں نہ کہا کہ متٰی یشاء جب وہ چاہیں تجھے غیب کی خبر دے دیں۔ اس میں اُس صورت پر بھی صادق آسکنے کا احتمال رہتا، جب بتانے والے کو کوئی اختیار نہ دیا جائے بلکہ سال دو سال میں ایک آدھ بات پر اطلاع عطا ہو ایسا جاننے والا بھی توریہ و ایہام کے طور پر کہہ سکتا ہے کہ جب چاہوں گا تمھیں غیب کی خبر دے دوں گا کہ وہ اُس وقت چاہے گا جب اُسے اتفاق سے کوئی خبر ملے گی تو شرطیہ سچا ہے بلکہ یوں فرمایا کہ جب تو چاہے وہ تجھے غیب کی خبر دے دیں گے، یہاں سائل مطلق مخاطب ہے کسے باشد نہ وہ معیّن نہ اس کے پوچھنے کا وقت محدود نہ غدٍ معرفہ بلکہ نکرہ غیر مخصوص، تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ جو شخص چاہے جس وقت چاہے جس آئندہ بات کو چاہے

---

[1] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ بحوالہ ابن اسحٰق ترجمہ ۷۶۷۲ مالک بن عوف دار الفکر بیروت ۵/۴۴و۴۵
[2] " " " " " " الجلیس والانیس للمعافی ترجمہ ۷۶۷۲ " " " " ۵/۴۵

www.alahazratnetwork.org

حضور بتادیں گے، یہ اُسی کی شان ہوسکتی ہے جو بالفعل تمام آئندہ باتوں کو جانتا ہو یا اطلاع غیب اس کے ارادہ و خواہش پر کردی گئی ہو کہ جب چاہے معلوم کرلے ورنہ یہ اطلاق ہرگز صادق نہیں آسکتا، اسے ایک نظیر محسوس میں دیکھئے۔ زید فقیر ہے نہ پاس کچھ رکھتا ہے نہ بادشاہی خوانوں پر اس کا ہاتھ پہنچتا ہے مگر بادشاہ کبھی کبھی اُسے دو چار توڑے بخش دیتا ہے وہ شخص پہلو رکھ کر یہ کہے تو کہہ لے کہ میں جب چاہوں ایک توڑا خیرات کردوں کہ وہ آپ ہی اُسی وقت چاہے گا جب پائے گا مگر عام فقیروں کو اشتہار دے کہ تم جس وقت چاہو میں توڑا عطا کردوں تو ضرور غلط کہا اور دم بھر میں اس کا دروغ کھل سکتا ہے فقیر مانگیں اور نہ مال ہے نہ خزانے پر اختیار، تو کہاں سے دے گا، ہاں اگر بادشاہ نے بالفعل ایسے خزانے دے دئے کہ جب کوئی کچھ مانگے یہ دے اور کمی نہ ہو، یا بالفعل نہ سہی تو خزانوں پر اختیار ہی دیا ہو کہ جس وقت جو چاہے لے لے تو وہ بیشک ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ اب یہ حدیثیں فرمارہی ہیں کہ صحابی یہ صفت کریم حضور کی نعتِ اقدس میں عرض کرتے ہیں اور حضور انکار نہیں فرماتے بلکہ خلعت و انعام بخشتے ہیں، تو صراحۃً یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالٰی نے اطلاعِ غیب حضور کے ارادہ و اختیار پر رکھ دی ہے، اور واقعی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ایسی ہی ہے، امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

النبوۃ عبارۃ عما یختص بہ النبی ویفارق بہ غیرہ وھو یختص بانواع من الخواص، احدھا انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ تعالٰی وصفاتہ وملٰئکتہ والدار الاٰخرۃ علماً مخالفاً لعلم غیرہ بکثرۃ المعلومات وزیادۃ الکشف والتحقیق، ثانیھا ان لہ فی نفسہ صفۃ بھا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بھا الحرکات المقرونۃ بارادتنا

یعنی نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جن سے نبی مختص ہوتا ہے، ایک یہ کہ جو امور اللہ عزوجل کی ذات و صفات اور ملائکہ و آخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم زیادتِ معلومات و فزونیِ تحقیق و انکشاف میں اُن سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کے لئے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلافِ عادت (جنھیں معجزہ کہتے ہیں) انصرام پاتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے کہ اُس سے ہماری حرکاتِ ارادیہ

www.alahazratnetwork.org

وھی القدرۃ، ثالثھا ان لہٗ صفۃ بھا یبصر الملٰئکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بھا یفارق الاعمٰی، رابعھا ان لہٗ صفۃ بھا یُدارِکُ ما سَیَکونُ فی الغیب۔ نقلہ عنہ العلامۃ الزرقانی فی صدر شرح المواھب۔

پوری ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے جس طرح انکھیارے کے پاس ایک صفت ہوتی ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے۔ چہارم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔ (علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے شرح المواہب کے آغاز میں اسے امام غزالی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا۔ت)

اقول مسلمانو! اس حدیث شریف اور ان امام باعظمت ان حکیم اُمت قدس سرہ المنیف کے ارشادِ لطیف کو امام الوہابیہ کے قول کثیف سے ملا کر دیکھو کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اہلِ حق و اہلِ باطل کے عقائد کا فرق ظاہر ہو یہ فرماتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں رب عزوجل نے ایک صفت ایسی رکھی ہے جس سے وُہ خرقِ عادت کرتے ہیں جس طرح ہم اپنے ارادے سے چلتے پھرتے ہیں، حرکت کرتے ہیں، ایک صفت رکھی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے ہیں، ایک صفت دی ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں ــــ یہ کہتا ہے: "ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں، کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایضاً کچھ اس بات میں بھی اُن کو بڑائی نہیں کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دی ہو کہ جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کرلیں کہ فلانے کی اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا، یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ ایضاً جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا دنیا خواہ قبر خواہ آخرت میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا، اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی مقبول بندے کو وحی یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا بُرا، سو وہ مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کرلینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی اُن کے اختیار سے باہر ہے۔"[2]

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ الغزالی مقدمۃ الکتاب دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۹ و ۲۰

[2] تقویۃ الایمان الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص۱۷

www.alahazratnetwork.org

اقول اتنا لفظ سچ ہے کہ اللہ عزوجل کے بتانے سے زیادہ کوئی معلوم نہیں کرسکتا۔ ہمارے اختیاری افعال کب عطائے الٰہی وارادۂ الٰہیہ سے بڑھ کر ہوسکتے ہیں مگر کلمۃٌ حقٌ اُرِیْدُ بھا باطلٌ (کلمہ حق ہے جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ت) خوارج کی طرح یہ سچا لفظ اس نے باطل ارادے سے کہا ہے وہ اس سے اُن کے اختیار عطائی کا بھی سلب چاہتا ہے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو خدا کا دیا ہُوا اختیار بھی نہیں بلکہ عاجز ومجبور محض ہیں۔ اُس نے صاف تصریح کی ہے کہ:

"ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں، سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کرلیجے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے، کسی نبی وولی کو بھوت وپری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی، اللہ صاحب اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادے کے موافق نہ اُن کی خواہش پر[1]"

اسی کے اس اعتقاد باطل کا حدیث مذکور وقول مسطور امام مشہور میں رَدّ صریح ہے۔

بالجملہ فرق یہ ہے کہ حدیث کے ارشاد اور اُن کے مطابق اہلِ حق کے اعتقاد میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہارِ خوارق وادراکِ غیب میں انسان مختار بعطائے قادر جلیل الاقتدار ہیں کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات وظاہری ادراکات کے اختیارات حضرت واہب العطیات نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست وپا کو جنبش دیں چاہیں نہ دیں، جب چاہیں آنکھ کھول کر چیز دیکھ لیں چاہیں نہ دیکھیں، اگرچہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے، اور وہ چاہیں خدا نہ چاہے تو ان کا چاہا کچھ نہیں ہوسکتا اور وہ عطائی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیار کے حضور کچھ نہیں چل سکتے بعینہٖ یہی حالت حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دربارۂ معجزات وادراک مغیبات ہے کہ رب عزوجل نے انھیں ظاہری جوارح وسمع وبصر کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق عادات فرمادیں مغیبات کو معلوم فرمالیں چاہیں نہ فرمائیں اگرچہ بے خدا کے چاہے نہ وُہ چاہ سکتے ہیں نہ بے ارادۂ الٰہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے اور امام الوہابیہ کے نزدیک ایسا نہیں بلکہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پتھر کی طرح عاجز محض ومجبور مطلق ہیں کہ ہلانے والا محض اپنے قسری ارادے سے بے اُن کے توسط اختیار عطائی کے اپنے ارادے کے موافق نہ اُن کی خواہش پر ہلادے تو ہل

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

www.alahazratnetwork.org

جائیں ورنہ مجبور پڑے رہیں یہ کس ناکس اپنے اس خیال پر یہ دلیل لایا کہ،

"چنانچہ پیغمبر کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ بعض بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتا دی چنانچہ منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت کو بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی، جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک۔"[1]

اقول اگر اختیار ذاتی و عطائی میں فرق کی تمیز ہوتی تو جان لیتا کہ ایسے اتفاقات اختیار عطائی کے اصلاً منافی نہیں، مراد کا اختیار سے متخلف نہ ہو سکنا قدرت ذاتیہ الٰہیہ کا خاصہ ہے، قدرتِ عطائیہ انسانیہ میں لاکھ بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کیا چاہتا ہے اور اللہ نہیں چاہتا نہیں بن پڑتا اس سے نہ انسان پتھر ہو گیا نہ اس کا اختیار عطائی مسلوب، عطائی کی شان ہی یہ ہے کہ جب تک ارادۂ ذاتیہ حقیقیہ الٰہیہ مساعدت نہ فرمائے کام نہیں دیتا۔ طرفہ قہر بر قہر یہ ہے کہ ادھر تو تُو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عیاذاً باللہ پتھر بنایا تھا اُدھر اپنے معبود کو ایک آدمی کے برابر کر چھوڑا کہ،

"غیب کی بات دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجے یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔"[2]

او اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانے والے بے ادب گستاخ! یہ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کی شان نہیں، وہ اس بیہودہ مہمل شان سے پاک و منزہ ہے اُس کا علم اس کی صفت ذاتیہ ہے اُس کے اختیار سے نہیں اس کا علم مخلوق نہیں ازلی ابدی ہے حادث نہیں۔ او بدعقل بدزبان! غیب کا دریافت کرنا اختیار میں ہونے کے یہی معنی یا کچھ اور کہ بالفعل تو معلوم نہیں مگر چاہے تو معلوم کر سکتا ہے، تُف بر رُوئے بے دینی، یہ تیرا موہوم خدا جاہل بالفعل محلِ حوادث ہوگا سچا خدا تیری یہ صریح گالی ہے بے نہایت متعالی ہے تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون عُلوًّا کبیرا (اللہ تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے ان باتوں سے جو ظالم کہتے ہیں۔ ت)

مسلمانو! دیکھا تم نے، یہ ایمان ہے اس گمراہ کا انبیاء اور خود حضرت عزت کی جناب میں،

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

[2] " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

انا للہ وانا الیہ راجعون ، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ خیر اس کی ضلالتیں کہاں تک لکھئے ما علی مثلہ یعد الخطاء (اس جیسے کی خطاؤں کا شمار نہیں کیا جاتا ۔ ت) حدیث دکھا کر اتنا پوچھئے کہ کیوں صاحب! وہاں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غضب فرمایا نہ حکم شرک لگایا مگر انصار کی چھوکریوں کو اتنا ارشاد ہوا کہ اسے رہنے دو ۔ یہاں جو یہ مرد عاقل یہ صحابی فاضل نعت حضور میں اُس سے بھی زیادہ عظیم بات کر رہے ہیں اور حدیث فرماتی ہے کہ حضور منع نہیں کرتے بلکہ اور انعام و اکرام بخشتے ہیں ۔ یہ شرکِ وہابیت پر کیسی آفت ہے ، اب یاد کر وہ اپنی اوندھی مت اُلٹی کھوپڑی "چہ جائیکہ عاقل مرد کہے یا سُن کر پسند کرے"۔ کچھ یہ بھی سُوجھا کہ کہنے والے کون تھے اور سُن کر پسند کرنیوالے کون

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ط ولکم الویل مما تصفون[2]

بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے ، اور تمھاری خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو ۔ (ت)

حدیث ۱۷۱ : اور بڑھ کر سُنئے ، شرک فی العادۃ کے بیان میں لکھا :

"اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا ہے کہ دُنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اُس کی کچھ تعظیم کرتے رہیں جیسے اولاد کا نام عبداللہ ، خدا بخش رکھنا جس چیز کو فرمایا اس کو برتنا جو منع کیا اُس سے دُور رہنا اور یُوں کہنا کہ اللہ چاہے تو ہم فلانا کام کرینگے اور اس کے نام کی قسم کھانی اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر کوئی کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اولاد کا نام عبدالنبی امام بخش رکھنے کھانے پینے پہننے میں رسموں کی سند پکڑے یا یُوں کہے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیغمبر کی قسم کھاوے سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اس کو اشراک فی العادۃ کہتے ہیں[3]"

پھر اس شرک کی فصل میں اس مدعا کے ثبوت کو مشکوٰۃ کے باب الاسامی سے شرح السنہ کی

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸

[2] القرآن الکریم ۲۱/۱۸

[3] تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۸ و ۹

www.alahazratnetwork.org

حدیث بروایت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ لایا کہ سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تقولوا ماشاء اللہ وشاء محمدٌ وقولوا ماشاء اللہ وحدہٗ۔[1] — نہ کہو جو چاہے اللہ اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوں کہو کہ جو چاہے ایک اللہ۔

اور اس پر یہ فائدہ چڑھایا:

"یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اُس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا دے گو کیسا ہی بڑا ہو مثلاً یوں نہ بولو کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔"[2]

اقول وباللہ التوفیق **اولاً** وہی قدیم لت وہی پُرانی علت کہ دعوے کے وقت آسمان نشین اور دلیل لانے میں اسفل السافلین۔ حدیث میں تو اتنا ہے کہ "یوں نہ کہو" وہ شرک کا حکم کدھر گیا۔

ثانیاً سخت عیاری و مکاری کی چال چلا، مشکوٰۃ شریف کے باب مذکور میں حدیثِ حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یوں مذکور تھی کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تقولوا ماشاء اللہ وشاء فلانٌ ولٰکن قولوا ماشاء اللہ ثم شاء فلانٌ۔[3] — نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلاں بلکہ یوں کہو جو چاہے اللہ پھر چاہے فلاں۔

مشکوٰۃ میں اسے مسند امام احمد و سنن ابی داؤد کی طرف نسبت کر کے فرمایا: وفی روایۃ[4] منقطعاً اور ایک روایت منقطع یعنی جس کی سند نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل نہیں یوں آئی ہے یہاں وہ روایتِ شرح السنہ ذکر کی ہوشیار عیار نے دیکھا کہ اصل حدیث تو اس کے دعوٰی شرک کو داخلِ جہنم کئے دیتی ہے اُسے صاف الگ اُڑا گیا اور فقط یہ منقطع روایت

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۱

[2] " " " " " " " " " " "

[3] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب الاسامی قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۴۰۸

[4] " " " " " " ص ۴۰۸ و ۴۰۹

www.alahazratnetwork.org

نقل کرلیا۔ کیا یہ سمجھتا تھا کہ مشکوٰۃ اہلِ علم کی نظر سے نہاں ہے، نہیں نہیں، خوب جانتا تھا کہ مبتدی طالب علم حدیث میں پہلے اسی کو پڑھتا ہے مگر اُسے تو اُن بیچارے عوام کو چھلنا مقصود تھا جنھیں علم کی ہوا نہ لگی سمجھ لیا کہ ان پر اندھیری ڈال ہی لوں گا، اہلِ علم نے اور کون سی مانی ہے کہ اسی پر معترض ہونگے۔

ع اُس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

ثالثاً امام الوہابیہ کا تو مبلغ علم یہی مشکوٰۃ ہے، ہم اس مطلب کی احادیث اول ذکر کریں پھر بتوفیقہٖ تعالٰی ثابت کر دکھائیں کہ یہی حدیثیں اُس کے شرک کا کیسا سر توڑتی ہیں۔ اول تو یہی حدیثِ حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی (حدیث ۱۷۱) احمد و ابی داؤد نے یوں مختصراً اور ابن ماجہ نے بسندِ حسن اس طرح مطولاً روایت کی:

حدثنا هشام بن عمار ثنا سفين بن عيينه عن عبد الملك بن عمير عن ربعي بن حراش عن حذيفة بن اليمان رضي الله تعالٰى عنهما ان رجلاً من المسلمين رأى في النوم انه لقي رجلاً من اهل الكتاب فقال نعم القوم انتم لولا انكم تشركون تقولون ماشاء الله وشاء محمد صلى الله تعالٰى عليه وسلم وذكر ذلك للنبي صلى الله تعالٰى عليه وسلم فقال اما والله ان كنت لاعرفها لكم قولوا ماشاء الله ثم ماشاء محمد صلى الله تعالٰى عليه وسلم[1]

یعنی اہلِ اسلام سے کسی صاحب کو خواب میں ایک کتابی ملا وہ بولا: تم بہت خوب لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اُن مسلم نے یہ خواب حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی، فرمایا: سُنتے ہو خدا کی قسم تمھاری اس بات پر مجھے بھی خیال گزرتا تھا یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفۃ بن الیمان۔ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۳۹۳
سنن ابی داؤد کتاب الادب باب منہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۲۴
سنن ابن ماجۃ ابواب الکفارات باب النہی ان یقال ماشاء اللہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۴

www.alahazratnetwork.org

یہ حدیث ابن ابی شیبہ[1] و طبرانی و بیہقی وغیرہم نے بھی روایت کی۔

حدیث ۱۷۲: ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا حلف احدکم فلا یقل ماشاء اللہ وشئت ولکن لیقل ماشاء اللہ ثم شئت[2]

جب تم میں سے کوئی شخص قسم کھائے تو یوں نہ کہے کہ جو چاہے اللہ اور میں چاہوں، ہاں یوں کہے کہ جو چاہے اللہ پھر میں چاہوں۔

حدیث ۱۷۳: نیز ابن ماجہ و احمد و بغوی و ابن قانع وغیرہم نے یہی مضمون طفیل بن سخبرہ برادر مادری ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا:

بید انہ اعنی ابن ماجۃ احالہ علٰی حدیث حذیفۃ فقال نحوہ ولم یسق لفظہ۔

سوائے اس کے کہ ابن ماجہ نے اسکو حدیث حذیفہ کی طرف پھیرتے ہوئے نحوہٗ کہا ہے اس کے الفاظ ذکر نہیں کئے۔ (ت)

اور مسند امام احمد بسند حسن صحیح کہ حدثنا بھز و عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن عبدالملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن طفیل بن سخبرۃ اخی عائشۃ لامّہا رضی اللہ تعالٰی عنہما یوں ہے کہ انھیں خواب میں کچھ یہودی ملے انھوں نے ابنیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ماننے کا ان پر اعتراض کیا انھوں نے کہا تم خاص کامل لوگ ہو اگر یوں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، پھر کچھ نصارٰی ملے اُن سے بھی ابنیت مسیح کے جواب میں یہی سُنا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے خواب عرض کیا، حضور نے خطبے میں بعد حمد و ثنائے الٰہی فرمایا:

انکم کنتم تقولون کلمۃ کان یمنعنی

تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے مجھے تمہارا

---

[1] اتحاف السادۃ بحوالہ ابن ابی شیبۃ الآفۃ التاسعۃ عشر دارالفکر بیروت ۷/ ۵۷۴
〃 〃 〃 المعجم الکبیر 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
الاسماء والصفات باب قول اللہ عزوجل وما تشاؤن الخ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل ۱/ ۲۳۷ و ۲۳۸

[2] سنن ابن ماجۃ ابواب الکفارات باب النہی ان یقال ماشاء اللہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵۴
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

www.alahazratnetwork.org

الحیاء منکم ان انھٰکم عنہا لا تقولوا ماشاء اللہ و ماشاء محمد[1]

لحاظ روکتا تھا کہ تمھیں اُس سے منع کردوں یوں نہ کہو جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

حدیث ۱۷۴: سُنن نسائی میں بسند صحیح بطریق مِسعر عن معبد بن خالد عن عبد اللہ بن یسار قتیلہ بنت صیفی جُہنیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

اَنّ یہودیاً اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال انکم تُنَدِّدون وانکم تُشرکون تقولون ماشاء اللہ وشئت وتقولون والکعبۃ فامرھم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا ارادوا ان یحلفوا ان یقولوا ورب الکعبۃ ویقول احدٌ ماشاء اللہ ثم شئت[2]

یعنی ایک یہودی نے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضر ہو کر عرض کی: بیشک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو بیشک تم لوگ شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو جو چاہے اللہ چاہو تم، اور کعبے کی قسم کھاتے ہو۔ اس پر سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو فرمایا کہ قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں "ربِ کعبہ کی قسم" اور کہنے والا یوں کہے "جو چاہے اللہ اور پھر جو چاہو تم۔"

یہ حدیث سنن[3] بیہقی میں بھی ہے، نیز ابن سعد نے طبقات اور طبرانی معجم کبیر میں بطریق مذکور مسعر اور ابن مندہ نے بطریق المسعودی عن معبد[4] الجدلی عن ابن یسار[5] الجھنی عن قُتَیلۃ الجُھنیۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کی اور امام احمد نے مسند میں اس طریق مسعودی سے بسند صحیح یوں روایت فرمائی:

حدثنا یحیٰی بن سعید ثنا یحیی المسعودی ثنی معبد بن خالد عن عبد اللہ بن یسار

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث طفیل بن سخبرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۷۲

[2] سنن النسائی کتاب الایمان والنذور الحلف بالکعبۃ نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۱۴۳

[3] السنن الکبرٰی کتاب الجمعۃ باب مایکرہ من الکلام فی الخطبۃ دار صادر بیروت ۳/ ۲۱۲

الطبقات الکبرٰی لابن سعد تسمیۃ غرائب نساء العرب دار صادر بیروت ۸/ ۳۰۹

المعجم الکبیر عن قتیلۃ بنت صیفی الجھنیۃ حدیث ۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۵/ ۱۴ و ۱۵

www.alahazratnetwork.org

عن قُتَیلۃ بنت صیفیؓ الجُھنیۃ،
قالت اتی خبر من الاحبار رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا محمد نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون قال سبحان اللہ وما ذاک قال تقولون اذا حلفتم والکعبۃ قالت فامھل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شیئا ثم قال انہ قد قال فمن حلف فلیحلف برب الکعبۃ قال یا محمد نعم القوم انتم لولا انکم تجعلون للہ ندًا قال سبحان اللہ وما ذاک قال تقولون ما شاء اللہ وشئت قالت فامھل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شیئا قال انہ قد قال ما شآء اللہ فلیفصل بینھما ثم شئت[1]

یعنی یہود کے ایک عالم نے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی، اے محمد! آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر شرک نہ کیجے۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیا۔ کہا: آپ کعبہ کی قسم کھاتے ہیں۔ اس پر سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کچھ مہلت دی یعنی ایک مدت تک کچھ ممانعت نہ فرمائی، پھر فرمایا: یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو قسم کھائے وہ ربِ کعبہ کی قسم کھائے۔ یہودی نے عرض کی: اے محمد! آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر اللہ کا برابر نہ ٹھہرائیے۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیا۔ کہا: آپ کہتے ہیں جو چاہے اللہ اور چاہو تم۔ اس پر بھی سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک مہلت تک کچھ نہ فرمایا، بعدہٗ فرمادیا: اس یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو کہے کہ جو چاہے اللہ تعالٰی تو دوسرے کے چاہنے کو جدا کرکے کہے کہ پھر چاہو تم۔

بحمدِ اللہ یہ احادیثِ کثیرہ صحیحہ جلیلہ متصلہ کتبِ صحاح سے ہیں، امام الوہابیہ نے ان سب کو بالائے طاق رکھ کر شرح السنہ کی ایک روایت منقطع دکھائی اور بحمد اللہ اس میں بھی کہیں اپنے حکمِ شرک کی بُو نہ پائی۔

اقول وباللہ التوفیق اب بفضلہٖ تعالٰی ملاحظہ کیجئے کہ یہی حدیثیں اسکے دعوٰی شرک کو کس کس طرح جہنم رسید فرماتی ہیں:

اولاً ان احادیث سے ثابت کہ صحابہ کرام میں یہ قول کہ اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہوجائیگا

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن قتیلہ بنت صیفی حدیث قتیلہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۳۷۱، ۳۷۲

www.alahazratnetwork.org

یا اللہ اور تم چاہو تو یوں ہوگا شائع و ذائع تھا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس پر مطلع تھے اور انکار نہ فرماتے تھے بلکہ اس عالم یہود کے ظاہر الفاظ تو یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خود بھی ایسا فرمایا کرتے تھے، امام الوہابیہ اسے شرک کہتا ہے، تو ثابت ہوا کہ اس کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم شرک کرتے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منع نہ فرماتے تھے۔

ثانیاً حدیثِ طفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ دیکھو کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "اس لفظ کا خیال مجھے بھی گزرتا تھا مگر تمہارے لحاظ سے منع نہ کرتا تھا۔" جب یہ لفظ امام الوہابیہ کے نزدیک شرک ٹھہرا تو معاذ اللہ نبی نے دانستہ شرک کو گوارا کیا اور اس سے ممانعت پر اپنے یاروں کے لحاظ پاس کو غلبہ دیا امام الوہابیہ کے یہاں یہ نبوت کی شان ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثالثاً ایک یہودی نے آکر اعتراض کیا اس کے بعد حکم ممانعت ہوا، تو امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام بلکہ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچی توحید اور اس پر استقامت کی تاکید ایک یہودی نے سکھائی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابعاً قتیلہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث صحیح دیکھو، اس یہودی کی عرض پر بھی فوراً حضور نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ ایک زمانہ کے بعد خیال آیا اور فرمایا: وہ یہودی اعتراض کر گیا ہے اچھا یوں نہ کہا کرو۔ تو امام الوہابیہ کے نزدیک اللہ کے رسول نے آپ تو شرک سے نہ روکا یا شرک کو شرک نہ جانا جب ایک کافر نے بتایا اس پر بھی ایک مدت تک شرک کو روا رکھا پھر ممانعت بھی کی تو یوں نہیں کہ شرک کی برائی سے، بلکہ یوں کہ ایک مخالف اعتراض کرتا ہے لہٰذا چھوڑ دو، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خامساً ان سب دقتوں کے بعد جو تعلیم فرمائی وہ بھی ہماں آں در کاسہ لائی ارشاد ہوا کہ یوں کہا کرو "جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد" صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ تو یہ کام ہوگا، امام الوہابیہ کے لفظ یاد کیجئے:

> "یہ خاص اللہ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔"[1]

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الخامس مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۰

www.alahazratnetwork.org

مسلمانو! للہ انصاف، جو بات خاص شانِ الٰہی عزوجل ہے جس میں کسی مخلوق کو کچھ دخل نہیں اُس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ "اور" کہہ کر ملایا تو کیا اور "پھر" کہہ کر ملایا تو کیا، شرک سے کیونکر نجات ہوجائے گی، مثلاً آسمان وزمین کا خالق ہونا اپنی ذاتی قدرت سے، تمام اولین وآخرین کا رازق ہونا خاص خدا کی شانیں ہیں۔ کیا اگر کوئی یُوں کہے کہ اللہ ورسول خالق السمٰوٰت والارض ہیں، اللہ ورسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ عالم ہیں جبھی شرک ہوگا، اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السمٰوٰت والارض ہیں، اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازقِ جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔

مسلمانو! گمراہوں کے امتحان کے لئے ان کے سامنے یونہی کہہ دیکھو کہ اللہ پھر رسول عالم الغیب ہیں، اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں کھول دیں، دیکھو تو یہ حکمِ شرک جڑتے ہیں یا نہیں۔ اسی لئے تو یہ عیار مشکوٰۃ کی اُس حدیث متصل صحیح ابوداؤد کی میر بحری بچاگیا تھا جس میں لفظ "پھر" کے ساتھ اجازت ارشاد ہوئی تو ثابت ہُوا کہ اس مردک کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہودی کا اعتراض پاکر بھی جو تبدیلی کی وُہ خود شرک کی شرک ہی رہی۔

مسلمانو! یہ حاصل ہے رسولوں کی جناب میں اس گستاخ کے اعتقاد کا۔ وسیعلم الذین ظلموا اَیَّ منقلب ینقلبون[1] (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت) + یہ تو اُن کے طور پر نتیجۂ احادیث تھا ہم اہل حق کے طور پر پوچھو تو **اقول** وباللہ التوفیق (تو میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) بحمداللہ تعالٰی نہ صحابہ نے شرک کیا نہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شرک سُن کر گوارا فرمایا، کسی کے لحاظ وپاس کو کام میں لانا ممکن نہ تھا، نہ یہودی مردک تعلیم توحید کرسکتا تھا، بلکہ حقیقتِ امر یہ ہے کہ مشیت حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے اور مشیت عطائیہ تابعہ لمشیۃ اللہ تعالٰی اللہ تعالٰی نے اپنے عباد کو عطا کی ہے، مشیت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کائنات میں جیسا کچھ دخل عظیم بعطائے ربِ کریم جل جلالہٗ ہے وہ اُن تقریراتِ جلیلہ سے کہ ہم نے زیرِ حدیث ذکر کیں واضح وآشکار ہے، محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ایک نائب وخادم سیدنا علی مرتضٰی مشکلکشا کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی کی نسبت اُمتِ مرحومہ کا جو اعتقاد ہے وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت مذکورۂ مقدمہ سے اظہار ہے کہ:

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

www.alahazratnetwork.org

حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیران می پرستند و امورِ تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند۔[1]

حضرت امیر یعنی حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتی ہے۔ (ت)

اور خود امام الوہابیہ اس تقویۃ الایمان کے کُفری ایمان سے پہلے جو ایمان صراط المستقیم میں رکھتا تھا وہ بھی یہی تھا جہاں کہتا تھا:

مقاماتِ ولایت بل سائر خدمات مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضٰی تا انقراضِ دنیا ہمہ بواسطہ ایشان ست و در سلطنت سلاطین و امارتِ امرا ہمت ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔[2]

مقاماتِ ولایت بلکہ تمام خدمات مثل قطبیت، غوثیت و ابدالیت وغیرہ سب رہتی دنیا تک حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کے واسطے سے ملتے ہیں اور بادشاہوں کی سلطنت اور امیروں کی امارت میں بھی آنجناب کی ہمت کا دخل ہے، یہ سیاحانِ عالم ملکوت پر پوشیدہ نہیں۔ (ت)

اب کہ تقویۃ الایمان نے بحکم:

قل بئسما یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مؤمنین۔[3]

تم فرمادو کیا بُرا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو۔

اسے تمام امتِ مرحومہ کے خلاف ایک نیا ایمان سخت بُرا ایمان نام کا ایمان اور حقیقت میں پرلے سِرے کا کفران سکھایا یہ اسفل السافلین پہنچا، اب وہ بات کہ سیاحانِ عالم پر ظاہر تھی اسے کیونکر سُجھائی دے،

ومن لم یجعل اللہ نورًا فمالہٗ من نور۔[4]

اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں (ت)

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴
[2] صراط المستقیم باب دوم فصل اول المکتبۃ السلفیۃ لاہور ص ۵۸
[3] القرآن الکریم ۲/ ۹۳ [4] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

www.alahazratnetwork.org

اس مشیت مبارکہ عطائیہ کے باعث صحابۂ کرام نامِ الٰہی عزجلالہ کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک ملاکر کہا کرتے تھے کہ اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہوجائے گا مگر از انجا کہ طریقِ ادب سے اقرب وانسب یہ ہے کہ مشیتِ ذاتیہ ومشیتِ عطائیہ میں فرق مراتب نفس کلام سے واضح ہو کہ کسی احمق کو توہّم مساوات نہ گزرے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کلمے پر خیال گزرتا تھا پھر ملاحظہ فرمائیے کہ یہ اہلِ توحید ہیں معنی حق وصدق انھیں ملحوظ ہیں محبت خدا اور رسول اور نام پاک خلیفۃ اللہ الاعظم جل جلالہ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تبرک وتوسل انھیں اس قول پر باعث ہے اور بات فی نفسہٖ شرعاً ممنوع نہیں کہ واؤ مطلق جمع کے لئے ہے نہ مساوات نہ معیت کے واسطے، لہٰذا

عہ اقول وھذا نکتۃ غفل عنھا بعض الجلۃ فجوز ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وزعم ان لواتی بالواو لکان شرکا جلیا فانما یتم ان کانت الواو المستویۃ وھو باطل قطعاً قال تعالٰی ان اللہ وملٰئکتہ یصلّون علی النبی[1]، قال تعالٰی اغنٰھم اللہ ورسولہٗ[2] الٰی غیر ذٰلک مما لا یحصی ومع ذٰلک بحمد اللہ لیس ملحظہ ملحظ ھٰؤلاء الاخاس الجاعلۃ اثبات المشیئۃ للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اقول (میں کہتا ہوں) اس نکتہ کی طرف بعض بزرگوں کی توجہ نہ ہوئی، چنانچہ انھوں نے یوں کہنے کو تو جائز قرار دیا کہ "جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم" مگر گمان کیا کہ اگر ثم کی جگہ واؤ ہو تو شرک جلی ہوگا۔ لیکن یہ استدلال تو تب تام ہوتا اگر واؤ مقتضی مساوات ہوتی، حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: بے شک اللہ تعالٰی اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے غنی کردیا۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر ایسا ہی ہے۔ مگر باوجود اس عدم توجہ کے ان بزرگوں کا مطمح نظر بحمد اللہ وہ نہیں جو ان کمینے وہابیوں کا ہے جو نبی کریم صلی اللہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/۵۶
[2] " ۹/۷۴

www.alahazratnetwork.org

منع نہ فرماتے تھے۔

حکمت: جب اُس یہودی خبیث نے جس کے خیالات امام الوہابیہ کے مثل تھے اعتراض کیا اور معاذ اللہ شرک کا الزام دیا، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رائے کریم کا زیادہ رُجحان اسی طرف ہوا کہ ایسے لفظ کو جس میں احمق بدعقل مخالف جائے طعن جانے دوسرے سہل لفظ سے بدل دیا جائے کہ صحابہ کرام کا مطلب تبرک و توسل برقرار رہے اور مخالف کج فہم کو گنجائش نہ ملے مگر یہ بات طرزِ عبارت کے ایک گونہ آداب سے تھی معناً تو قطعاً صحیح تھی لہذا اُس کافر کے بکنے کے بعد بھی چنداں لحاظ نہ فرمایا گیا یہاں تک کہ طفیل بن سخبرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ خواب دیکھا اور رویائے صادقہ القائے ملک ہوتا ہے اب اس خیال کی زیادہ تقویت ہوئی اور ظاہر ہوا کہ بارگاہِ عزت میں یہی ٹھہرا ہے کہ یہ لفظ مخالفوں کا جائے پناہ ٹھہرا ہے بدل دیا جائے جس طرح رب العزۃ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

شرکا بنفسہ کما سمعت من امامھم السحیق ان ذا شان یختص باللہ عزوجل وان لامدخل فیہ لمخلوق ومشیتہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایأتی بشئ فلوکان یذھب مذھب ھٰؤلاءِ والعیاذ باللہ لجعل ذکر مشیتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شرکا مطلقاً سواء فیہ الواو و ثم کما علمت و ھو قد صرح بجواز ما شاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فتثبت ولا تزل ۱۲ منہ۔

تعالٰی علیہ وسلم کے لئے مشیّت کے محض اثبات کو ہی شرک قرار دیتے ہیں جیسا تو ان کے ذلیل امام کی بات سُن چکا ہے کہ یہ خاص اللہ تعالٰی کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کا کوئی دخل نہیں اور نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر ان بزرگوں کا نظریہ وہی ہوتا جو ان وہابیوں کا ہے تو العیاذ باللہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مشیت کے ذکر کو مطلقاً شرک قرار دیتے چاہے اس میں واؤ مذکور ہو یا ثم، جیسا کہ تو جان چکا ہے حالانکہ انھوں نے تصریح فرمائی ہے کہ یوں کہنا جائز ہے "جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم"، ثابت قدم رہ مت ڈگمگا۔ ۱۲ منہ (ت)

www.alahazratnetwork.org

جل جلالہٗ نے رَاعِنَا کہنے سے منع فرمایا تھا کہ یہود وعنود اُسے اپنے مقصد مردود کا ذریعہ کرتے ہیں اور اس کی جگہ اُنظُرنَا کہنے کا ارشاد ہوا تھا ولہذا خواب میں کسی بندۂ صالح کو اعتراض کرتے نہ دیکھا کہ یوں تو بات فی نفسہٖ محلِ اعتراض نہ ٹھہرتی بلکہ خواب بھی دیکھا تو انھیں یہود ونصاریٰ اس امام الوہابیہ کے خیالوں کو معترض دیکھا تاکہ ظاہر ہو کہ صرف دہن دوزی مخالفان کی مصلحت داعی تبدیل لفظ ہے۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یُوں نہ کہو کہ اللہ ورسول چاہیں تو کام ہوگا بلکہ یوں کہو کہ اللہ پھر اللہ کا رسول چاہے تو کام ہوگا۔ "پھر" کا لفظ کہنے سے وہ توہّم مساوات کہ ان وہابی خیال کے یہود ونصاریٰ یا یوں کہئے کہ ان یہودی خیال کے وہابیوں کو گزرتا ہے باقی نہ رہے گا الحمد للہ علٰی تواتر آلائہ والصلوٰۃ والسلام علٰی انبیائہ (تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کیلئے ہیں اسکی مسلسل نعمتوں پر اور درود وسلام ہو اسکے نبیوں پر۔ ت)

اہلِ انصاف و دین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تقریر منیر کہ فیضِ قدیر سے قلبِ فقیر پر القاء ہوئی کیسی واضح ومستنیر ہے اُن احادیث کو ایک مسلسل سلک گوہریں میں منظوم کیا اور تمام مدارج مراتب مرتبہ بحمد اللہ تعالٰی نورانی نقشہ کھینچ دیا۔ الحمد للہ کہ یہ حدیث فہمی ہم اہلسنت ہی کا حصہ ہے، وہابیہ وغیرہم بدمذہبوں کو اس سے کیا علاقہ ہے، ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم، والحمد للہ رب العٰلمین (یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے، اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ ت)

غرض احادیثِ صحیحہ ثابتہ تو اس دروغ گو کو تا بخانہ پہنچا رہی ہیں۔ رہی وہ روایت منقطعہ کہ اس نے ذکر کی اور یونہی روایت[عہ] اعتبار ام المومنین صدیقہ سے کہ یہود کے اعتراض پر فرمایا یوں نہ کہو بلکہ کہو ماشاء اللہ وحدہٗ۔ **اقول** اگر صحیح بھی ہو تو نہ ہمیں مضر نہ اُسے مفید کہ واوٗ سے احتراز کی دو صورتیں ہیں: تبدیلِ حرف جس کی طرف وہ احادیثِ صحیحہ ارشاد فرما رہی ہیں، اور رأساً ترکِ عطف جس کا اس روایت میں ذکر آیا۔ ایک صورت دوسری کی نافی ومنافی نہیں، نہ ذاتی میں حصر عطائی کی نفی کرے، قال اللہ تعالٰی،

فلم تقتلوھم ولٰکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمٰی[1]

تو تم نے انھیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انھیں قتل کیا اور اے محبوب! وہ خاک تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (ت)

عہ ای کتاب الاعتبار للحاوی ۱۲

[1] القرآن الکریم ۸/ ۱۷

www.alahazratnetwork.org

اور جب بحمدہٖ تعالٰی ہم خود حدیث سے ماشاء اللہ ثم شاء فلان کی طرح ما شاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بھی اجازت دکھا چکے تو اب اصلاً ہمیں ان نکات و توجیہات کی حاجت نہ رہی جو شراح نے اس روایت منقطعہ اور اس حدیث مستقل میں بظاہر ایک نوع تغایر کے لحاظ سے ذکر کئے ہیں۔ شیخ محقق قدس سرہٗ نے یہاں یہ نکتہ ذکر فرمایا:

درینجا غایت بندگی و تواضع و توحید ست زیرا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم در غیر خود اسناد مشیت اگرچہ بطریق تاخر و تبعیت باشد تجویز کرد اما در حق خود بآں نیز راضی نہ شد بلکہ امر کرد باسناد مشیت بہ پروردگار تعالٰے تنہا بے توہم شرکت[1]

یہاں انتہائی بندگی، انکساری اور توحید ہے، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے غیر کی طرف اسنادِ مشیت کو جائز قرار دیا اگرچہ بطورِ تاخر و تبعیت، لیکن اپنے لئے اس کی بھی اجازت دینے پر راضی نہ ہوئے بلکہ فقط پروردگارِ عالم کی طرف بے توہم شرکت مشیت کا اسناد کرنے کا حکم دیا۔ (ت)

اقول یہ توجیہ بھی شرک امام الوہابیہ کی کیفر چشانی کو بس ہے۔ سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے تواضعاً اپنی مشیت کا ذکر کرنے کو نہ فرمایا اوروں کے ذکر مشیت کی اجازت دی، اگر شرک ہو تو معاذ اللہ یہ ٹھہرے گی کہ حضور نے اپنی ذات کریم کو شریکِ خدا کرنے سے منع فرمایا اور زید و عمر کو شریک کر دینا جائز رکھا۔ علامہ طیبی نے ایک اور توجیہ لطیف و دقیق کی طرف اشارہ کیا کہ:

انہٗ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأس المُوَحِّدِیْن ومشیئتہٗ معمورۃ فی مشیئۃ اللہ تعالٰی و مضمحلۃ فیہا۔[2]

نبی صلی اللہ تعالٰے سردارِ مُوَحِّدین ہیں اور حضور کی مشیئت اللہ عزوجل کی مشیئت میں مستغرق و گُم ہے۔

اقول تقریر اس اشارۂ لطیفہ کی یہ ہے کہ عطف واؤ سے ہو خواہ ثُمَّ خواہ کسی حرف سے، معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے بلکہ ثُمَّ بوجہ افادۂ فصل و تراخی زیادہ مفید مغایرت ہے اور سید الموحدین صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی مشیئت جداگانہ اپنے رب عزوجل کی مشیئت سے رکھی ہی نہیں اُن کی مشیئت بعینہٖ خدا کی مشیئت ہے اور مشیئتِ خدا بعینہٖ اُن کی مشیئت،

---

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۵۳

[2] الکاشف عن حقائق السنن شرح الطیبی علی المشکوٰۃ کتاب الادب حدیث ۴۷۷۹ ادارۃ القرآن کراچی ۹/ ۷۹

www.alahazratnetwork.org

اور عطف کرکے کہتے تو دوئی سمجھی جائے گی کہ اللہ کی مشیئت اور ہے اور رسول کی مشیئت اور، لہذا یہاں عطف کے لئے ارشاد نہ فرمایا فقط مشیئت اللہ وحدہ کا ذکر بتایا کہ اس میں خود ہی مشیئۃ الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر آجائے گا جل جلالہ و صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ھٰکذا ینبغی ان یفھم ھذا المقام وبہ یندفع ما اورد علیہ القاری من النقض بان مشیئۃ غیرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایضًا مضمحلۃ فی مشیئۃ اللہ تعالٰی سبحانہ اھ[1]۔

اس مقام پر اسی طرح سمجھنا چاہئے اور اس سے ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا وارد کردہ اعتراض بھی مندفع ہوگیا کہ نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے غیر کی مشیت بھی تو اللہ تعالٰی سبحانہ کی مشیت میں گم ہے اھ۔

اقول فلم یفرق بین الاضمحلال الاضطراری الحاصل لکل الخلق والاختیاری المختص بخلص عبادِ اللہ الممتاز فیہ وفی کُلّ صفۃ الٰھیۃ من بینھم سیّدھم نبیھم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعترض علیہ ایضًا بانہ لایفید جواز الاِتیان بالواؤ اھ[2]۔

اقول (میں کہتا ہوں) کہ اضمحلال (مستغرق اور گم ہونا) دو قسم ہے (۱) اضطراری یہ تمام مخلوق کے لئے ثابت ہے (۲) اختیاری یہ اللہ تعالٰی کے مخصوص بندوں کے ساتھ ہے جو صفت مشیت اور اللہ تعالٰی کی ہر صفت میں امتیاز رکھتے ہیں، ان کے سردار ان کے نبی ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، ملا علی قاری نے علامہ طیبی کی تقریر پر یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ ان کے جواب سے "واو" کے استعمال کا جواب ثابت نہیں ہوتا اھ۔

اقول ماکان مساق کلام الطیبی لِاِثبات جواز الاِتیان بالواو حتی یکون عدم افادتہ نقصًا فی مرامہ انما اراد ابداء نکتۃ الفرقِ

اقول علامہ طیبی نے اپنا کلام "واو" کے استعمال کو جائز ثابت کرنے کے لئے نہیں چلایا تھا، یہاں تک کہ اگر ان کا کلام اس مقصد کا فائدہ نہ دے سکے تو انکے مقصد میں نقص لازم آئے، بلکہ ان کا

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/۵۳۳

[2] " " " " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

بین مشیئته و مشیئة غیرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیث ذکر الاولٰی بثُمّ وطوی ذکرھٰذہ رأسًا وھذا مُستفادٌ من کلامہ مابین وجہٍ کما سمعت منّا تقریرہٗ فلا ادری مالمرادُ بذاالایراد ثمّ افادہٗ وجہٌ اٰخر للفرق فقال ماسبق من قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولٰکن قولوا ماشاءَ اللہ ثمّ شاء فلانٌ لمجرّد الرّخصۃ ولوقال ھُنا قولوا ماشاء اللہ ثمّ شاء محمدٌ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکانَ اَمرٌ وَجوبٌ او نُدبٌ ولیس الامر کذٰلک اھ۔

مقصد تو یہ تھا کہ وہی نبی کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اور دوسروں کی مشیت میں فرق ظاہر کریں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فلاں کی مشیت کا ذکر لفظ "ثُمّ" کے ساتھ کردیا لیکن اپنی مشیت کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ فرق اُن کے ایک وجہ کے بیان سے مستفاد ہے جیسا کہ آپ ہم سے اس کی تقریر سُن چکے ہیں، مجھے معلوم نہیں ہوسکا کہ اس اعتراض سے ان کا مقصد کیا ہے۔ پھر فرق کی ایک اور وجہ بیان کرتے ہوئے ملّا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جو فرمان گزر چکا ہے "لیکن کہو جو چاہے اللہ تعالٰی پھر چاہے فلاں" یہ محض رخصت کیلئے ہے اور اگر اس جگہ یوں فرماتے "کہو جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم" تو یہ امر وجوب یا استحباب کے لئے ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے اھ۔

اقول کانّہٗ یستنبط من ترک لفظۃ لکن ھٰھُنا فانہٗ یکون حینئذٍ امرًا مقصودًا واَقَلّہٗ النّدب بخلاف الاوّل فانہ استدراک علی النھی فیفید مجرّد الرخصۃ ھٰذا ما ظھرلی فی تقریر مرامہ وانت تعلم انہ یرجع الفرق علٰی ھذا الٰی جھۃ العبارۃ فلو ذکر ھٰھنا لکن لساغ ان یذکر العطف بثم

اقول دوسرے ارشاد میں لفظ "لکن" مذکور نہیں ہے۔ گویا کہ ملّا علی قاری اس سے اس بات کا استنباط کرتے ہیں کہ اس صورت میں امر مقصودی ہوگا جو کم از کم استحباب کے لئے ہوتا ہے برخلاف پہلے ارشاد کے کہ وہاں نہی کے بعد لفظ "لکن" استدراک کیلئے ہے اس لئے محض رخصت کا فائدہ دے گا۔ یہ وہ بات ہے جو انکے مقصد کی وضاحت کیلئے مجھے ظاہر ہوئی ہے۔ قارئین کرام! آپ جانتے ہیں کہ اس تقریر کے مطابق فرق عبارت

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۳۳

www.alahazratnetwork.org

ولو ترکہا ثمہ لقال قولوا ماشاء اللہ وحدہٗ ثم قال مع المشیئۃ المسندۃ الٰی فلان انما ھی مشیئۃ جزئیۃ لایجوز حملہا علی المشیئۃ الکلیۃ کما رمزنا الیہ فیما سبق من الکلام[1] اھ۔

ذکر کیا جاتا تو "ثم" کے ساتھ عطف جائز ہوتا اور اگر اس جگہ لفظ "لکن" ترک کردیا جاتا تو فرماتے کہ کہو ماشاء اللہ وحدہٗ" پھر علامہ قاری نے فرمایا کہ فلاں کی طرف جس مشیت کی نسبت کی گئی ہے وہ مشیتِ جزئیہ ہے اسے مشیتِ کلیہ پر محمول کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ ہم کلامِ سابق اسکی طرف اشارہ کرچکے ہیں اھ۔

اقول ھذا شئ متحاز عن البحث ومشیئۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایضًا لاتحیط بجمیع مرادات اللہ تعالٰی سبحٰنہ ھذا قد کان افادۃ العلامۃ الطیبی وجہا رابعًا وھو انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ھذا ای قولوا ماشاء اللہ وحدہ دفعا لمظنۃ التہمۃ قولہم ماشاء اللہ و شاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تعظما لہ ورِیاء لسمعتہ[2] اھ۔

اقول نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مشیت بھی اللہ تعالٰی کی تمام مرادوں کا احاطہ نہیں کرتی۔ اسکو یاد کرلو۔ علامہ طیبی نے ایک چوتھی وجہ بھی بیان کی تھی اور وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کہو ماشاء اللہ وحدہٗ" اس لئے کہ اگر صحابہ کرام یوں کہتے "ماشاء اللہ وشاء محمد" تو اس میں آپ کی عظمت کے بطور ریاء وسُمعہ اظہار کے وہم کا گمان ہوتا، اس وہم کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ کہو "ماشاء اللہ وحدہ۔"

اقول ای والمظنۃ بحالہا فی ذکر اسمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولو بثم فعدل الٰی ذکر اللہ تعالٰی وحدہ ولیس یرید ان المظنۃ نشأت

اقول نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک لفظ "ثم" کے ساتھ بھی ذکر کیا جاتا تب بھی وُہ وہم برقرار رہتا، اس لئے وہاں بھی صرف اللہ تعالٰی کا ذکر ہونا چاہئے تھا، ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہم لفظ "واو" کی وجہ سے

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۳۳

[2] الکاشف عن حقائق السنن (شرح الطیبی علی المشکوٰۃ) " " " " " " ادارۃ القرآن کراچی ۹/ ۷۹

www.alahazratnetwork.org

من الواؤ اذلو اراده لہ یصلح ما ذکرہ وجہا للفرق بذکر مشیئۃ غیرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بثم لا مشیئۃ ھو فان المحذور علٰی ھذا ان کان ففی الواؤ لا فی ثم و فیہا الکلام فارادۃ ھذا اخروج عن اصل المرام ھٰذا تقریر کلامہ علٰی ما ظھر لی۔

سے پیدا ہوا ہے، اگر یہ ان کا مقصد ہوتا تو جو کچھ انھوں نے بیان کیا ہے وہ وجہِ فرق نہیں بن سکتا، یعنی "ثم" کے بعد غیر کی مشیت کا ذکر کیا جا سکتا ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مشیت کا ذکر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس تقریر کے مطابق اگر خرابی لازم آتی ہے تو "واؤ" میں ہے نہ کہ "ثم" میں، حالانکہ گفتگو "ثم" ہی میں ہے۔ لہٰذا یہ مطلب مراد لینے سے اصل مقصد سے خارج ہونا لازم آئے گا، یہ ان کے کلام کی تقریر ہے جو میری سمجھ میں آئی ہے۔

اقول وھو ارؤوا الوجوہ عندی وکیف یظن ان یظن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بصحابتہ فی ذکر نفسہ السمعۃ والریاء وحاشاہ وحاشاھم عن ذٰلک واحسن الوجوہ ما ذکرنا سابقا عن الطیبی وما قدمنا عن الشیخ المحقق مع ان کل ذٰلک مستغنی عنہ کما علمت وقد اشار الیہ القاری ایضا اذ قال اصل السؤال مدفوع لانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اقول (میں کہتا ہوں کہ) میرے نزدیک یہ سب سے کمزور وجہ ہے۔ اس گمان کا کیا جواز ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنا ذکر فرما دیں تو آپ کو اپنے صحابہ کے بارے میں یہ گمان ہو کہ انھیں ریاء اور سمعہ کا وہم ہوگا۔ یہ گمان نہ تو نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لائق ہے اور نہ ہی صحابہ کرام کے۔ سب سے بہتر وجہ وہ ہے جو ہم علامہ طیبی اور شیخ محقق کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں، اگرچہ ان توجیہات کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ آپ جان چکے ہیں، اور ملا علی قاری نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے، انھوں نے فرمایا کہ اصل سوال (باقی بر صفحہ آیندہ)

عہ کما توھم الفاضل الرادفقاہ بما قد علمت بطلانہ بدلائل قاھرۃ لاقبل لاحد بھا نعم منہ ان الواؤ نص فی التسویۃ لامجرد مظنۃ تھمۃ و باللہ العصمۃ ۱۲ منہ

جیسا کہ رد کرنے والے فاضل (ملا علی قاری) نے وہم کیا ہے کہ واؤ میں محض تہمت کا گمان نہیں ہے بلکہ وہ برابری میں نص ہے۔ اور آپ ان کے وہم کا ناقابلِ تردید وجوہ سے باطل ہونا جان چکے ہیں، اور عصمت اللہ تعالٰی ہی کی طرف سے ہے (ت)

www.alahazratnetwork.org

داخل فی عموم فلان فیجوز ان یقال ماشاء اللہ ثم ماشاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولایجوز ان یقال ما شاء اللہ و شاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اھ[1]۔

مندفع ہے، کیونکہ نبی کریم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلانؓ کے عموم میں داخل ہیں، اس لئے "ما شاء اللہ ثم ماشاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم" کہنا جائز ہے اور "ماشاء اللہ و شاء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم" کہنا جائز نہیں ہے۔

اقول ولواستحضر حدیث ابن ماجۃ لم یحتج الی عموم فلان کما ان السائل لواستظھر لما سائل کما ان المجیبین لوتذکروہ لما ذھبوا الی ھنا وھنا فسبحان من لایعزب عنہ شئ۔

اقول (میں کہتا ہوں) اگر ملا علی قاری کو ابن ماجہ کی حدیث مستحضر ہوتی تو انھیں فلانؓ کے عموم کی حاجت نہ ہوتی اور یہ حدیث سائل کے پیش نظر ہوتی تو وہ سوال ہی نہ کرتا اور جواب دینے والے حضرات کو یاد ہوتی تو انھیں طرح طرح کی توجیہوں کی ضرورت نہ پڑتی۔ پاک ہے وہ ذات جس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی (ت)

الحمدللہ! یہ وصل مبارک کہ اعظم مقصد کتاب تھا بروجہ احسن واجمل اختتام کو پہنچا اور ہنوز اس کی ابحاث میں رَدِّ وہابیت کا بہت کلام باقی جس کا بعض ان شاء اللہ العزیز خاتمۂ کتاب میں مذکور ہوگا، یہاں تک اس باب میں وجہ دوم پر بعد واسم پاک جامع ایک سو چودہ ۱۱۴ حدیثیں متعلق بذاتِ اقدس حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مذکور ہوئیں اور بعض آئندہ آتی ہیں اور پچاس حدیثیں کہ ہم نے شمار کرکے شمار نہ کیں علاوہ ہم ابنائے زماں میں کسل وتقاعد ہے، لہٰذا بخوفِ ملالت زیادہ اطالت نہ کیجئے اور بتوفیقہ تعالٰی بقیہ وصلوں کے وصل سے راحت وبرکت لیجئے وباللہ التوفیق۔

وصل دوم

احادیث متعلقہ بحضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء

حدیث ۱۷۵: طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیرالمومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا نَعَمْ فرماتے یعنی اچھا، اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے، کسی چیز کو لا یعنی نہ نہ فرماتے۔

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۴۷۷۹ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۳۳

www.alahazratnetwork.org

ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہوکر سوال کیا حضور خاموش رہے، پھر سوال کیا سکوت فرمایا، پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا: سل ماشئت یا اعرابی! اے اعرابی! جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ فرماتے ہیں: فغبطناہُ فقلنا الاٰن یسأل الجنۃ یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اُس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا' اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہُوں۔ فرمایا: عطا ہُوا۔ عرض کی، حضور سے زادِ راہ مانگتا ہوں۔ فرمایا: عطا ہوا۔ ہمیں اُس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا میں اُترنے کا حکم ہوا کنارِ دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: الٰہی! یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا: تم قبرِ یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا: اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو، اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: تو مجھے بتادے۔ عرض کی: لا واللہ حتّٰی تعطینی ما اسئلك خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں۔ فرمایا: ذٰلِكِ لَكِ تیری عرض قبول ہے۔ قالت فانی اسئلك ان اکون معك فی الدرجۃ التی تکون فیہا فی الجنۃ پیرزن نے عرض کی، تو میں حضور سے یہ مانگتی ہُوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوں اُس درجے میں جس درجے میں آپ ہوں گے۔ قال سلی الجنۃ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جنت مانگ لے' یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر۔ قالت لا واللہ الا ان اکون معك پیرزن نے کہا: خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں۔ فجعل موسیٰ یردّدھا فاوحی اللہ ان اعطھا ذٰلك فانہٗ لن ینقصك شیئًا فاعطاھا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس سے یہی رَدّ و بدل کرتے رہے اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ! وہ جو مانگ رہی ہے تم اُسے وہی عطا کردو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں اُسے اپنی رفاقت عطا فرمادی، اُس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بتادی'

www.alahazratnetwork.org

موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔[1]

اقول وباللہ التوفیق، بحمدہٖ تعالٰی اس حدیثِ نفیس کا ایک ایک حرف جانِ وہابیت پر کوکبِ شہابی ہے۔

اولاً حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ "جو جی میں آئے مانگ لے" حدیثِ ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموم مستفاد کیا یہاں صراحۃً خود ارشادِ اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارک علیہ وعلٰی اٰلہ قدر جودہٖ ونوالہ ونعمہ وافضالہٖ (اللہ تعالٰی درود وسلام اور برکت نازل فرمائے آپ پر اور آپ کی آل پر آپ کے جود وسخا اور انعام واکرام کے مطابق۔ت)

ثانیاً یہ ارشاد سن کر مولٰی علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا حضور تو اُسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ معلوم ہُوا کہ بحمداللہ تعالٰی صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائنِ رحمت دُنیا وآخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلٰی نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ثالثاً خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اُس وقت اُس اعرابی کے قصورِ ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیارِ عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے بیٹھا پیرزنِ اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلٰی سے اعلٰی درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اُسے عطا فرما دیتے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

رابعاً اُن بڑی بی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں بھلا اُنھوں نے موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلٰی درجے عطا کر دینے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسٰی کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ باآں شانِ غضب وجلال اُس شرک پر انکار نہیں فرماتے اُس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو اُن چیزوں کا جو

---

[1] کنز العمال بحوالہ طس والخرائطی الخ حدیث ۴۸۹۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲/۱۷-۶۱۶
المعجم الاوسط عن علی رضی اللہ عنہ " ۷۷۶۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/۳۷۶ و ۳۷۷

www.alahazratnetwork.org

اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے ہیں ان میں میرا کیا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر و کفران میں فرمائیں گے کہ:

"انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے انھیں عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو۔"[1]

میں تو میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت اُن کی وحی باطنی میں اُترے گا کہ:

"جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"[2]

خود انھیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ:

"میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دُوسرے کا کیا کر سکوں۔"[3]

نیز کہا جائے گا:

"پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سُنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اُسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے یہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرلے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔"[4]

بڑی بی! کیا تم سٹھ گئی ہو، دیکھو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون، محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور معاملہ بھی کس کا، خود اُن کے جگر پارے کا۔ اور وُہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچالینا اُس کا تو انھیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آسکتے تو کہاں وُہ

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۷

[2] " الفصل الرابع " " " " " ۲۸

[3] " الفصل الثانی " " " " " ۱۷

[4] " الفصل الثالث " " " " " ۲۵

www.alahazratnetwork.org

اور کہاں میں، کہاں اُن کی صاحبزادی اور کہاں تم، کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت، اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا۔ بھلا بڑی بی! تم مجھے خدا بنا رہی ہو، پہلے تمہارے لئے کچھ اُمید ہو بھی سکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کچھ نہ فرمایا، اُس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خامساً انکار درکنار اور رجسٹری کہ سَلِی الْجَنَّۃَ اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کر دیں گے تمہیں یہی بہت ہے ——— افسوس موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا شکایت کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصلِ اوّل میں ثابت ہو چکا ہے مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے، خود محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جہنم پہنچایا۔ ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا، اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحۃً عطا فرما دینے کو متوقع کر دیا اب اگر وہ جل جل کر اُن کی توہین نہ کرے اُن کا نام سَو سَو گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے بیچارہ کلیم کا مردود حبیب کا مارا اپنے جلے دل کے پھپھولے بھی نہ پھوڑے، مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین و لکن المنٰفقین لایعلمون[1] — اور عزت اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنین کے لئے، لیکن منافقین نہیں جانتے (ت)

سادساً سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے، کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امام الوہابیہ سے یہ رُکھائی برتی تو اُسے جائے عذر تھی کہ موسیٰ بدین خود ماندین خود حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تقویۃ الایمان کی یہ صریح تذلیل و تضلیل فرمائی تو اُسے آنسو پونچھنے کو جگہ تھی کہ وہ نبی امّی ہیں پڑھے لکھے نہیں کہ تقویۃ الایمان پڑھ لیتے ان احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب مسجّل و مکمّل فرما دیا۔ وحی آئی تو کیا آئی کہ اَعْطِھَا ذٰلِکَ موسیٰ! یہ جو مانگ رہی ہے تم اسے عطا کر بھی دو اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ واہ ری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا، یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ! تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے، ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرہ بھر اختیار ہے ہی نہیں یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/۸

www.alahazratnetwork.org

سے نہیں بچا سکتے تم ایک بڑھیا کو جنت پھنٹائے دیتے ہو، اپنی گرمجوشی اٹھا رکھو، تقویۃ الایمان میں آچکا ہے کہ ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرلے بلکہ علی الرغم اُلٹا یہ حکم آتا ہے کہ موسٰی! تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کردو۔ اب کہئے یہ بیچارہ کس کا ہوکر رہے جس کے لئے توحید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی، دین وایمان پر دولتی جھاڑی، صاف کہہ دیا کہ:

"خدا کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے"۔[1]

اُسی خدا نے یہ سلوک کیا اب وہ بیچارہ ازیں سو ماندہ وزآں سو راندہ (نہ ادھر کا رہا نہ اُدھر کا۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ ت) سوا اس کے کیا کرے کہ اپنی اکلوتی چہیتی توحید کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پہ ہاتھ رکھ کر چلائے ؎

ما ز یاراں چشم یاری داشتیم　　خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

(ہم نے دوستوں سے مدد کی امید رکھی، جو ہمارا گمان تھا وہ خود غلط تھا۔ ت)

مجھے امام الوہابیہ کے حال پر ایک حکایت یاد آئی اگرچہ میں ذکرِ احادیث میں ہوں مگر بمناسبتِ محل ایک آدھ لطیف بات کا ذکر خالی از لطف نہیں ہوتا جسے تحییض کہتے ہیں اور یہ بھی سنت سے ثابت ہے کما فی حدیث خرافۃ و ام زرع (جیسا کہ خرافہ اور ام زرع کی حدیث میں ہے۔ ت) میں نے ایک عالم سُنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو فرماتے سُنا کہ رافضیوں کے کسی محلے میں چند غریب سُنّی رہتے تھے روافض کا زور تھا اُن کا مجتہد پچھلے پہر سے اذان دیتا اور اس میں کلماتِ ملعونہ بکتا اُن غریبوں کے قلب پر آرے چلتے، آخر مرتا کیا نہ کرتا، چار شخص مستعد ہوکر پہلے سے مسجد میں جا چھپے، وہ اپنے وقت پر آیا جبھی تبرا شروع کیا، اُن میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور اُس بُڈھے کو گرا کر دست ولکد ونعل سے خوب خدمت کی کہ ہیں میں ابوبکر ہوں تو مجھے بُرا کہتا ہے۔ آخر اس نے گھبرا کر کہا حضرت! میں آپ کو نہیں کہتا تھا میں نے تو عمر کو کہا تھا۔ دوسرے صاحب تشریف لائے اور مارتے مارتے بیدم کردیا کہ ہیں مجھے کہتا تھا، کہا: یا حضرت! توبہ ہے میں تو عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب آئے اور ایسی ہی تواضع فرمائی کہ ہیں مجھے کہے گا۔ اب سخت گھبرایا بیتاب ہوکر چلایا کہ مولٰی دوڑیئے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں۔ اس پر چوتھے حضرت ہاتھ

---

[1] تقویۃ الایمان　الفصل الاول　مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور　ص ۱۲

[2] 〃 〃　پہلا باب　〃 〃 〃 〃 〃　ص ۵

www.alahazratnetwork.org

میں اُسترا لئے نمودار ہوئے اور ناک جڑ سے اُڑا لی کہ مردک تو خدا کے محبوبوں اور ہمارے دین کے پیشواؤں کو بُرا کہے گا اور ہم سے مدد چاہے گا اب موذن صاحب درد کے مارے شرم و ذلت سے گور کنارے کسی کونے میں سرک رہے۔ مومنین آئے نمازیں پڑھتے اور کہتے جاتے ہیں آج قبلہ و کعبہ تشریف نہ لائے۔ جناب قبلہ بولیں تو کیا بولیں، جب اجالا ہوا ارے حضرت قبلہ تو یہ پڑے ہیں، قبلہ! خیر ہے؟ (رو کر) خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے تھے مارتے مارتے کچومر نکال گئے تمہارا دیکھنا مقدر میں تھا کہ سانس باقی ہے۔ قبلہ! پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو کیوں نہ یاد فرمایا؟۔ جب کئی بار یہی کہے گئے تو آخر جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ یہ کوتک تو انھیں کے ہیں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے انھوں نے تو جڑ سے پونچھ لی ؎

ما ز یاراں چشمِ یاری داشتیم　　خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم[1]

(ہم نے دوستوں سے مدد کی امید رکھی، جو ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔ ت)

واستغفروا اللّٰہ العظیم ولاحول ولاقوۃ الّا باللّٰہ العزیز الحکیم۔

سابعًا پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے فاعطاھا موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادی۔ والحمدُ للّٰہ رب العٰلمین۔

مسلمانو! دیکھا تم نے کہ اللہ اور اس کے مرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وہابیت کے شرک کا کیا کیا بُرا دن لگاتے ہیں کہ بیچارے کو اسفل السافلین میں بھی پناہ نہیں ملتی کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون[2] (مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ ت)

حدیث ۱۷۶: کہ حضور سیّد عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہوازن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرمارہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا۔ ارشاد ہوا: صَدَقتَ فاحتکم ماشئت تو نے سچ کہا اچھا جو جی میں آئے حکم لگا دے۔ عرض کی: اسّی دُنبے اور اُن کا چرانے والا غلام عطا ہو۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تجھے عطا ہُوا اور تُو نے بہت تھوڑی چیز مانگی ولصاحبۃ موسٰی التی دلّتہ علٰی

---

[1] ؎

[2] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳

www.alahazratnetwork.org

عظام یوسف کانت افھم منك حین حکمھا موسٰی فقالت حکمی ان تردنی شابۃ وادخل معك الجنۃ اور بیشک موسٰی جس نے انھیں یوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانشمند تھی جبکہ اسے موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار دیا تھا کہ جو چاہے مانگ لے، اس نے کہا: میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس کردیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں۔ یونہی ہوا کہ وہ ضعیفہ فوراً نوجوان ہوگئی اس کا حسن وجمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا۔ ابن حبان[1] والحاکم فی المستدرك مع اختلاف عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ یہاں جوانی بھی موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھیر دی۔

حدیث ۱۷۷: کہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب عزوجل نے وحی بھیجی:

یا موسٰی کن للفقراء کنزاً وللضعیف حصناً وللمستجیر غیثاً۔ ابن النجار عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اوحی اللہ تعالٰی الٰی موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام فذکرہ فی حدیث طویل۔[2]

اے موسٰی! فقیروں کے لئے خزانہ ہوجا اور کمزور کے لئے قلعہ اور پناہ مانگنے والے کے لئے فریادرس۔ (ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے، فرمایا: اللہ تعالٰی نے موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی فرمائی پھر طویل حدیث میں اس کا ذکر کیا۔ ت)

وہابیہ کے طور پر اس حدیث کا حاصل یہ ہوگا کہ اے موسٰی! تو خدا ہوجا کہ جب یہ خاص شانِ الوہیت ہیں اور ان باتوں میں بڑے چھوٹے سب برابر ہیں اور یکساں عاجز تو موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان باتوں کا حکم ضرور خدا بن جانے کا حکم ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب التفسیر سورۃ الشعراء دار الفکر بیروت ۲/ ۴۰۴
اتحاف السادۃ المتقین بحوالہ ابن حبان والحاکم کتاب آفات اللسان الخ دار الفکر بیروت ۷/ ۵۰۹

[2] کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۱۶۶۶۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۴۸۷

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۷۸ و ۱۷۹: ترمذی و حاکم حضرت ابوہریرہ اور امام احمد و ابوداؤد طیالسی و ابن سعد و طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب حضرت عزت جل وعلا نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا ان کی پیٹھ کو مسح فرمایا جس قدر لوگ اُن کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والے تھے سب ظاہر ہوگئے۔ رب عزوجل نے ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور چمکایا پھر انھیں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش فرمایا۔ عرض کی: الٰہی! یہ کون ہیں؟ فرمایا: تیری اولاد ہیں۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن میں ایک مرد کو دیکھا اُن کی پیشانی کا نور انھیں بہت بھایا، عرض کی: الٰہی! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ تیری اولاد سے پچھلی اُمتوں میں ایک شخص داؤد نام ہے۔ عرض کی: الٰہی! اس کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا: ساٹھ برس۔ عرض کی: الٰہی! اس کی عمر زیادہ فرما۔ رب جل وعلا نے فرمایا: لا اِلّا اَن تزید انت من عمرك میں زیادہ نہ فرماؤں گا مگر یہ کہ تُو اپنی عمر سے اس کی عمر میں زیادت کردے (آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کے ہزار برس تھے) عرض کی: تُو میری عمر سے چالیس سال اس کی عمر میں بڑھا دے۔ فرمایا: ایسا ہے تو لکھ لیا جائے گا اور مہر کرلیجائیگی اور پھر بدلے گا نہیں (نوشتہ لکھ کر ملائکہ کی گواہیاں کرالی گئیں) فلما انقضی عمر اٰدم الا اربعین جاءہٗ ملك الموت فقال اٰدم اولم یبق من عمری اربعون سنة قال اولم تعطها ابنك داؤد جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر سے صرف چالیس برس باقی رہے یعنی نوسو ساٹھ ۹۶۰ برس گزر گئے ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے پاس آئے۔ فرمایا: کیا میری عمر سے ابھی چالیس سال باقی نہیں؟ کہا: کیا آپ اپنے بیٹے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دے چکے (پھر اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہزار اور داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سو برس پورے کردیے) ھذا حدیث ابی ھریرۃ[1] الا ما بین الخطین

---

[1] سنن الترمذی کتاب التفسیر سورۃ الاعراف حدیث ۳۰۸۷ دار الفکر بیروت ۵/ ۵۳
المستدرک للحاکم کتاب الایمان قصۃ خلق آدم علیہ السلام " " " ۱/ ۶۴
السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب الشہادات باب الاختیار فی الاشہاد دار صادر بیروت ۱۰/ ۱۴۶
مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۵۱ و ۲۵۲

(باقی بر صفحہ آئندہ)

www.alahazratnetwork.org

فمن حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم (یہ حدیث ابوہریرہ ہے مگر قوسین کے درمیان حدیثِ ابن عباس ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ ت)

ان حدیثوں کا ارشاد ہے کہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمر عطا فرمائی۔

حدیث ۱۸۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا ضل احدکم شیئًا واراد عونًا وھو بارضٍ لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی، فان للہ عبادًا لا یراھم۔

الطبرانی[1] عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اُسے چاہئے یُوں پکارے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اللہ تعالٰی کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا۔ وہ اس کی مدد کرینگے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(طبرانی نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۸۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے فلینادیا عباد اللہ احبسوا تو یُوں ندا کرے: اے اللہ کے بندو! روک دو۔ عباد اللہ اسے روک دیں گے۔ ابن السنی[2] عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ (ابن السنی نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۲۹۲۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۲/ ۲۱۴
مسند ابی داؤد الطیالسی " ۲۶۹۲ دار المعرفۃ بیروت الجزء الحادی عشر ص ۳۵
کنز العمال عن ابن عباس " ۱۵۱۵۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۶/ ۱۳۴ و ۱۳۵
الدر المنثور بحوالہ الطیالسی تحت الآیۃ ۲/ ۲۸۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۱۶
الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر من ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار صادر " ۱/ ۲۸ و ۲۹

[1] المعجم الکبیر عن عتبہ بن غزوان حدیث ۲۹۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/ ۱۱۷ و ۱۱۸

[2] عمل الیوم واللیلۃ حدیث ۲۰۸ دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدرآباد دکن ص ۱۳۶

www.alahazratnetwork.org

ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۸۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: یوں ندا کرے:

اعینونی یا عباد اللہ۔ ابن ابی شیبۃ[1] و البزار عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میری مدد کرو اے اللہ کے بندو۔ (ابن ابی شیبہ اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

یہ تین حدیثیں وہابیت کُش کہ تین صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی روایت سے آئیں، قدیم سے اکابر علماءِ دین رحمہم اللہ تعالٰی کی مقبول و مجرب رہیں، اس مطلب جلیل کی قدرے تفصیل فقیر کا رسالہ انہار الانوار من یم صلوۃ الاسرار[ف] کہ نماز غوثیہ شریف کے فضل رفیع اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلنے وغیرہ ایک ایک فعل کے سِرِّ بدیع میں تصنیف کیا ملاحظہ ہو۔ ان حدیثوں اور حدیثِ اجل و اعظم یا محمد انی توجہت بك الی ربی کی شوکتِ قاہرہ کے حضور وہابیہ کی حرکتِ مذبوحی کا حال خاتمۂ رسالہ میں عنقریب آتا ہے اِن شاء اللہ تعالٰی۔

حدیث ۱۸۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من کنتُ ولیّہٗ فعلیٌّ ولیّہٗ۔ احمد[2] والنسائی والحاکم عن بُریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندٍ صحیحٍ۔

جس کا میں مددگار و کارساز ہوں علی اس کا مددگار و کارساز ہے کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم۔ (احمد و نسائی و حاکم نے بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسندِ صحیح روایت کیا۔ ت)

---

[1] المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب الدعاء حدیث ۲۹۷۱۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۹۲
البحر الزخار (مسند البزار) حدیث ۴۹۲۲ ۱۱/ ۱۸۱ و المعجم الکبیر حدیث ۲۹۰ ۱۷/ ۱۱۸
کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الاذکار حدیث ۳۱۲۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۳۴

[2] مسند احمد بن حنبل عن بریدۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۳۵۸ و ۳۶۱
المستدرک للحاکم کتاب قسم الفیء من کنت ولیہ فان علیًا ولیہ دارالفکر بیروت ۲/ ۱۳۰
الجامع الصغیر عن بریدۃ حدیث ۹۰۰۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۵۴۲

ف: رسالہ "انہار الانوار من یم صلوۃ الاسرار" فتاوٰی رضویہ جلد ہفتم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور کے صفحہ ۵۶۹ پر مرقوم ہے۔

www.alahazratnetwork.org

علامہ مناوی نے شرح میں فرمایا: یدفع عنہ ما یکرہ[1] علی اس کے مددگار ہیں اس سے مکروہات وبلیات دفع فرماتے ہیں۔

اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی و والی ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

النبی اَولٰی بالمؤمنین من انفسھم[2] نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولٰی بالمؤمنین من انفسھم۔ احمد[3] والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

میں مسلمانوں کا اُن کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔ (احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں:

لِاَنِّی الْخَلِیْفَۃُ الْاَکْبَرُ الْمُمِدُّ لِکُلِّ مَوْجُوْدٍ[4] اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوقِ الٰہی کا مددرساں ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث من کنت ولیہ الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۴۴۲

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۶

[3] صحیح البخاری کتاب الکفالۃ باب جوار ابی بکر الصدیق فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۰۸
" کتاب النفقات ۲/ ۸۰۹ وکتاب الفرائض ۲/ ۹۹۷ و باب ابنی عم احدھما الخ ۲/ ۹۹۸
صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۵
سنن النسائی کتاب الجنائز الصلوۃ علی من علیہ دین نور محمد کارخانہ کراچی ۱/ ۲۷۹
سنن ابن ماجۃ ابواب الصدقات التشدید فی الدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۶
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۹۰ و ۴۵۳

[4] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث انا اولٰی بالمومنین الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۳۷۷

www.alahazratnetwork.org

ما من مؤمن الّا وانا اولیٰ بہ فی الدنیا والاٰخرۃ اِقرءوا ان شئتم النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم فایّما مؤمن مات وترک مالاً فلیرثہ عصبتہ من کانوا ومن ترک دَیناً اوضیاعاً فلیاتنی فانا مولاہ۔ البخاری[1] ومسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ وابوداؤد والترمذی عن جابر بن عبدِ اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دُنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ اُس کا والی نہ ہوں، تمھارے جی میں آئے تو یہ آیۂ کریمہ پڑھو کہ "نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا اُن کی جانوں سے" تو جو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دَین بیکس بے زر بچے چھوڑے وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولٰی میں ہوں صلی اللہ تعالٰی علیک وعلٰی آلک وبارک وسلّم۔ (بخاری و مسلم و ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابوداؤد و ترمذی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

امام عینی عمدۃ القاری میں زیرِ حدیث مذکور فرماتے ہیں: المولی الناصر[2] یہاں مولٰی بمعنٰی مددگار ہے۔

تو لاجرم بحکمِ حدیث مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ بھی ہر مسلمان کے ولی و مددگار و دافع بلا و مکروہات ہیں، والحمد للہ رب العٰلمین، اسی لئے شاہ صاحب نے فرمایا: حضرت

---

[1] صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض واداء الدین باب الصلٰوۃ علٰی من ترک دَینا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۳
" کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب " " " ۲/۷۰۵
صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدَّین قبل الوصیۃ الخ " " " ۲/۳۶
سنن الترمذی
سنن ابی داؤد کتاب الامارۃ باب فی ارزاق الذریۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۵۴
مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۳۴ و ۳۳۵
شرح السنۃ کتاب الفرائض حدیث ۲۲۴۱ " " " ۸/۳۲۴
سنن الکبرٰی للبیہقی باب العصبۃ ۶/۲۳۸ و کتاب النکاح ۷/۵۸ دارصادر بیروت

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب تحت حدیث ۳۰۲/۴۷۸۱ بیروت ۱۹/۱۶۴

www.alahazratnetwork.org

امیر ذریۂ طاہرہ اور ا الخ[1]

اقول عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی داخل اور تخصیص کی اصلاً حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں، قال اللہ تعالٰی:

ینصرون اللہ ورسولہ[2] — مہاجرین اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں۔

وقال تعالٰی:

فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل[3] (الآیۃ) — نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مددگار اللہ ہے اور جبریل و ابوبکر و عمر و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

حدیث ۱۸۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ابنتی فاطمۃ حوراء آدمیۃ لم تحض ولم تطمث وانما سمّاھا فاطمۃ لان اللہ تعالٰی فطمھا ومحبیھا من النار۔ الخطیب[4] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

میری صاحبزادی فاطمہ آدمیوں میں حور ہے کہ نجاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے ہیں اُن سے پاک و منزہ ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کا فاطمہ اس لئے نام رکھا کہ اُسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو آتشِ دوزخ سے آزاد فرمادیا۔ (خطیب نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

غلامانِ زہرا کو نار سے چھڑایا تو اللہ عزوجل نے مگر نام حضرتِ زہرا کا ہے فاطمہ چھڑانے والی آتشِ جہنم سے، نجات دینے والی۔ صلی اللہ تعالٰی علٰی ابیہا وعلیہا وبعلہا وابنیہا وبارک وسلم۔

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

[2] القرآن الکریم ۸/۵۹

[3] " ۶۶/۴

[4] تاریخ بغداد ترجمہ غانم بن حمید ۶۷۷۲ دار الکتاب العربی بیروت ۱۲/۳۳۱

کنز العمال عن ابن عباس حدیث ۳۴۲۲۶ موسسۃ الرسالہ ۱۲/۱۰۹

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۸۵:

اِنّ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ دعا امّ کلثوم بنت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہما وکانت تحتہٗ فوجدھا تبکی فقال ما یبکیک ، فقال یا امیر المؤمنین ھذا الیھودی یعنی کعب الاحبار یقول انّک علٰی باب من ابواب جھنم فقال عمر ماشاء اللہ واللہ انی لارجو اَن یکون ربّی خلقنی سعیدا ثم ارسل الٰی کعب فدعاہ فلما جاءہ کعب قال یا امیر المؤمنین لا تعجل علیّ والذی نفسی بیدہٖ لا ینسلخ ذوالحجۃ حتی تدخل الجنۃ فقال عمر ای شئ ھذا مرۃ فی الجنۃ مرۃً فی النار فقال یا امیر المؤمنین والذی نفسی بیدہٖ انّا لنجدک فی کتاب اللہ عزوجل علٰی بابٍ من ابواب جھنّم تمنع الناس ان یقعوا فیھا فاذا مِتّ

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زوجۂ مقدسہ حضرت اُم کلثوم دختر امیر المومنین مولٰی علی و بتولِ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہم کو بلایا انھیں روتے پایا سبب پوچھا، کہا یا امیر المومنین! یہ یہودی کعب احبار (رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اجلّۂ ائمۂ تابعین و علمائے کتابین و اعلم علمائے توراۃ سے ہیں پہلے یہودی تھے خلافتِ فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے، شاہزادی کا اُس وقت حالتِ غضب میں انھیں اس لفظ سے تعبیر فرمانا بربنائے نازک مزاجی تھا کہ لازمۂ شاہزادگی ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین) یہ کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں، امیر المومنین نے فرمایا جو خدا چاہے خدا کی قسم بیشک مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہو، پھر حضرت کعب کو بُلا بھیجا، انھوں نے حاضر ہو کر عرض کی: امیر المومنین! مجھ پر جلدی نہ فرمائیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجہ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے۔ فرمایا: یہ کیا بات ہے کبھی جنت میں کبھی نار میں؟ عرض کی: یا امیر المومنین! قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں

www.alahazratnetwork.org

لم یزالوا یقتحمون فیہا الی یوم القیٰمۃ۔ ابن سعد[1] فی طبقاتہ وابو القاسم بن بُشران فی امالیہ عن الجاری مولٰی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں جب آپ انتقال فرمائیں گے قیامت تک لوگ نار میں گرا کریں گے (وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ رب عمر الجلیل)۔ (ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور ابو القاسم بن بشران نے اپنی امالی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آزاد کردہ غلام سے روایت کیا ہے۔ت)

بھلا دوزخ میں گرنے سے بچانا دفعِ بلا کا ہے کو ہوا۔

حدیث ۱۸۶: معانی الآثار امام طحاوی میں ہے:

حدثنا ابن مرزوق ثنا ازھر السمان عن ابن عون عن محمد قال قال عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ: لنا رقاب الارض[2] یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: زمین کے مالک ہم ہیں۔

حدیث ۱۸۷:

بعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی عثمان یستعینہ فی جیش العسرۃ فبعث الیہ عثمٰن بعشرۃ الافِ دینارٍ یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے لئے لشکرِ اسلام کو تیاری کا حکم دیا مسلمانوں پر بہت حالتِ تنگی وعُسرت تھی اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استعانت فرمائی ان سے مدد چاہی، ذوالنورین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دس ہزار اشرفیاں حاضر کیں حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمٰن! اللہ تیری چھپی اور ظاہر خطائیں اور آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد عثمٰن کو کچھ پرواہ نہیں کوئی عمل کرے۔ ابن عدی[3] والدارقطنی و

---

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۳/ ۳۳۲
کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابی القاسم بن بشران حدیث ۳۵۷۸۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۷۰ و ۵۷۱

[2] شرح معانی الآثار کتاب السیر باب احیاء الارض المیتۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۱۷۶

[3] کنز العمال بحوالہ عد، قط حدیث ۳۶۱۸۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۳۸

www.alahazratnetwork.org

ابونعیم فی فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما (ابن عدی و دارقطنی و ابونعیم نے فضائلِ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

کیوں وہابی صاحبو! غیرِ خدا سے استعانت شرک تو نہیں، ایاک نستعین کے کیا معنے کہتے ہو۔

حدیث ۱۸۸: ایک مصری نے امیرالمومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی:

یاامیرالمؤمنین عائذٌ بک من الظلم۔ — امیرالمومنین! میں حضور کی پناہ لیتا ہوں ظلم سے۔

امیرالمومنین نے فرمایا:

عُذتَ معاذاً تو نے سچی جائے پناہ کی پناہ لی۔

ہمارا مطلب تو حدیث کے اتنے ہی لفظوں سے ہوگیا، پناہ لینے والوں نے امیرالمومنین کی دُہائی دی اور امیرالمومنین نے اپنی بارگاہ کو سچی جائے پناہ فرمایا۔ مگر تتمہ حدیث بھی ذکر کریں کہ اس میں امیرالمومنین کے کمال عدل کا ذکر ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ مصر پر امیرالمومنین کے صوبیدار تھے، یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے اُن کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ لگائی میں آگے نکل گیا صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا: میں دو معزز و کریم والدین کا بیٹا ہوں۔ اس کی فریاد پر امیرالمومنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرو بن عاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے۔ امیرالمومنین نے مصری کو حکم دیا: کوڑا لے اور مار۔ اس نے بدلہ لینا شروع کیا۔ اور امیرالمومنین فرماتے جاتے ہیں، مارو دو لئیموں کے بیٹے کو۔ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، خدا کی قسم جب اس فریادی نے مارنا شروع کیا ہمارا جی یہ چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے۔ اس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش! اپنا ہاتھ اٹھالے۔ جب مصری فارغ ہوا امیرالمومنین نے فرمایا: اب یہ کوڑا عمرو بن عاص کی چندیا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے انھوں نے کیوں نہ دادرسی کی، بیٹے کا کیوں لحاظ پاس کیا) مصری نے عرض کی: یاامیرالمومنین! ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا اُس سے میں عوض لے چکا۔ امیرالمومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

www.alahazratnetwork.org

مُذ کم تعبدتم الناس وولدتھم امھاتھم احرارا۔

تم لوگوں نے بندگانِ خدا کو کب سے اپنا غلام بنالیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔

عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یاامیر المومنین! نہ مجھے کوئی خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا۔ ابن عبدالحکم عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ (ابن عبدالحکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۸۹: خلافتِ فاروقی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ایک سال مدینہ میں قحط عظیم پڑا اس سال کا "عام الرمادہ" نام رکھا گیا یعنی ہلاک و تباہیِ جان و مال کا سال۔ امیر المومنین نے عمرو بن العاص کو مصر میں فرمان بھیجا:

یہ شقہ ہے بندۂ خدا عمر امیر المومنین کی طرف سے ابن عاص کے نام

سلامٌ اما بعد فلعمری یاعمرو ماتبالی اذا شبعت انت ومن معك ان اھلك انا ومن معی فیاغوثاہ ثم یاغوثاہ یردّد قولہ۔

سلام کے بعد واضح ہو مجھے اپنی جان کی قسم اے عمرو! جب تم اور تمہارے ملک والے سیر ہوں تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں کہ میں اور میرے ملک والے ہلاک ہوجائیں ارے فریاد کو پہنچ ارے فریاد کو پہنچ۔ اور اس کلمے کو بار بار تحریر فرمایا۔

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جواب حاضر کیا:

یہ عرضی بندۂ خدا امیر المومنین عمر کو عمرو بن عاص کی طرف سے

اما بعد فیالبیك ثم یالبیك وقد بعثت الیك بعیرا اولھا عندك واٰخرھا عندی والسلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بعد سلام معروض حضور میں بار بار خدمت کو حاضر ہوں پھر بار بار خدمت کو حاضر ہوں میں نے حضور میں وہ کارواں روانہ کیا ہے جس کا اول حضور کے پاس ہوگا اور آخر میرے پاس اور حضور پر سلام اور اللہ عزوجل کی رحمت اور برکتیں۔

عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایسا ہی کارواں حاضر کیا کہ مدینہ طیبہ سے مصر تک یہ

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن عبدالحکم حدیث ۳۶۰۱۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۶۶۰ و ۶۶۱

www.alahazratnetwork.org

تمام منزلہائے دور دراز اونٹوں سے بھری ہوئی تھیں یہاں سے وہاں تک ایک قطار تھی جس کا پہلا اونٹ مدینہ طیبہ میں تھا اور پچھلا مصر میں، سب پر اناج تھا، امیرالمومنین نے وہ تمام اونٹ تقسیم فرمادیئے ہر گھر کو ایک ایک اونٹ مع اپنے بار کے عطا ہُوا کہ اناج کھاؤ اور اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت کھاؤ، چربی کھاؤ، کھال کے جُوتے بناؤ، جس کپڑے میں اناج بھرا تھا اس کا لحاف وغیرہ بناؤ۔ یوں اللہ عزوجل نے لوگوں کی مشکل دفع کی، امیرالمومنین حمد بجالائے۔

ابن خزیمة فی صحیحه والحاکم فی المستدرك والبیهقی فی السنن عن اسلم مولیٰ عمر رضی الله تعالٰی عنه وابن عبد الحکم واللفظ لهٗ عن اللیث بن سعد۔

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم سے اور ابن عبدالحکم نے لیث بن سعد سے روایت کیا ہے لفظ ابن عبدالحکم کے ہیں۔(ت)

حدیث ۱۹۰: حضور سیدِ عالم تو سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضور کے نائب کریم علی مرتضٰی امیرالمومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم فرماتے ہیں،

انی لاستحی من الله ان یکون ذنب اعظم من غفری او جهل اعظم من حلمی او عورة لایواریها ستری او خلة لایسدها جودی۔ ابن عساکر عن جُبیر عن الشعبی عن علی کرم الله تعالٰی

بے شک اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میری صفتِ مغفرت سے بڑھ جائے وہ گناہ کرے اور میری مغفرت اُس کی بخشش میں تنگی کرے کہ میں نہ بخش سکوں یا کسی کی جہالت میرے علم سے زائد ہوجائے کہ وہ جہل سے پیش آئے اور میں حلم سے کام نہ لے سکوں یا کسی عیب کسی شرم کی بات کو میرا پردہ نہ چھپائے یا

ل المستدرک للحاکم کتاب الزکوٰۃ دارالفکر بیروت ۱/ ۴۰۵
السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب قسم الفیٔ والغنیمۃ باب یکون للوالی الاعظم الخ دارصادر بیروت ۶/ ۳۵۵
صحیح ابن خزیمۃ باب ذکر الدلیل علٰی ان العامل الخ حدیث ۲۳۶۷ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۶۸
کنز العمال بحوالہ ابن خزیمہ حدیث ۳۵۸۸۹ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۲/ ۶۰۹ و ۶۱۰
〃 〃 ابن عبدالحکم عن اللیث 〃 ۳۵۹۰۶ 〃 〃 〃 ۱۲/ ۶۱۴ تا ۶۱۷

www.alahazratnetwork.org

وجہہ۔ کسی حاجتمندی کو میرا کرم بند نہ فرمائے۔ (ابن عساکر[1] نے جُبیر سے انھوں نے شعبی سے انھوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کیا۔ ت)

وہابیو! دیکھا تم نے محبوبانِ خدا کا احسان، اُن کی غفران، اُن کی حاجت برآری، اُن کی شانِ ستاری۔

اللّٰھم انفعنا بفضلھم وعفوھم و حلمھم و جودھم وکرمھم فی الدنیا والاٰخرۃ اٰمین!

یااللہ! ہمیں ان کے فضل، ان کے عفو، ان کے حلم، ان کے جُود اور ان کے کرم سے دنیا و آخرت میں نفع عطا فرما آمین! (ت)

حدیث ۱۹۱: فرماتے ہیں کرم اللہ تعالٰی وجہہ:

لا ادری ایّ النعمتین اعظم علیّ منّۃً من رجل بذل مصاص وجھہ الیّ فرانی موضعًا لحاجتہ واجری اللہ قضاءھا او یُسرہٗ علٰی یدی ولان اقضی لامرئ مسلم حاجۃ احب الیّ من ملا الارض ذھبا وفضۃ۔ ابوالغنائم[2] النرسی فی کتاب قضاء الحوائج عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بے شک میں نہیں جانتا کہ ان دو نعمتوں میں کون سی مجھ پر زیادہ احسان ہے کہ ایک شخص میری سرکار کو اپنی حاجت روائی کا محل جان کر اپنا معزز منہ میرے سامنے لائے اور اللہ تعالٰی اس کی حاجت کا روا ہونا اسکی آسانی میرے ہاتھ پر رواں فرمائے، یہ تمام رُوئے زمین بھر کر سونا چاندی ملنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسلمان کی حاجت روا فرمادُوں۔ (ابوالغنائم النرسی نے کتاب قضاء الحوائج میں مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۹۲: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ھجاھم حسانُ فشفٰی واشتفٰی حسان نے کافروں کی ہجو کہی تو

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ علی بن ابی طالب ۵۰۲۹ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۵/ ۳۹۹

کنز العمال بحوالہ کر عن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۳۶۳۶۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۱۱۱

[2]

www.alahazratnetwork.org

شفادی شفالی۔ مسلم[1] عن ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا (مسلم نے ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی۔ ت)

حدیث ۱۹۳: جب کفارِ قریش نے شانِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں اشعارِ گستاخی بکے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکمِ جواب ہوا، انھوں نے جواب دیا، حضور نے ناکافی پایا، پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ارشاد ہوا، ان کا جواب بھی پسندِ خاطرِ اقدس نہ آیا۔ پھر حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ارشاد ہوا۔ انھوں نے کفار کی ہجو کہی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد شفیت یاحسّان واشتفیت۔ ابن عساکر[2] عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

حسان! تم نے شفادی اور شفالی (ابن عساکر نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۹۴: حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ام المومنین نے ان کے لئے مسند بچھوائی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما نے گزارش کی، آپ انھیں مسند پر بٹھاتی ہیں۔ وقد قال ما قال ام المومنین نے فرمایا:

انہ کان یجیب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویشفی صدرہٗ من اعدآئہٖ۔ ابن عساکر[3] عن عطاء ابن ابی رباح۔

یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا کرتے اور رنجِ اعداء سے سینۂ اقدس کو شفاء دیتے (ابن عساکر نے عطاء ابن ابی رباح سے روایت کیا۔ ت)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل حسان بن ثابت قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۰۱
تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۴۶ حسان بن ثابت داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳/ ۲۸۵

[2] " " " " " " " " " " " " ۱۳/ ۲۷۸
کنز العمال بحوالہ کر حدیث ۳۶۹۵۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۴۱ و ۳۴۲

[3] " " ۳۶۹۵۵ " " " ۱۳/ ۳۳۹
تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۴۶ حسان بن ثابت داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳/ ۲۷۷

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۹۵ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

اکرموا الانصار فانھم ربوا الاسلام کما یربی الفرخ فی وکرہ۔ الدارقطنی[1] فی الافراد والدیلمی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

انصار کی عزت کرو کہ انھوں نے اسلام کو پالا ہے جس طرح پرند کا بچہ آشیانے میں پالا جاتا ہے۔ (دارقطنی نے افراد میں اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

وصل سوم

احادیث متعلقہ بملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

حدیث ۱۹۶ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

ان العبد المؤمن لیدعوا اللہ تعالٰی فیقول اللہ تعالٰی لجبریل لاتجبہ فانی احب ان اسمع صوتہ، و اذا دعاہ الفاجر قال یا جبریل اقض حاجتہ فانی لا احب ان اسمع صوتہ۔ ابن النجار[2] عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک بندۂ مومن اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے تو رب جل وعلا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے: اس کی دعا قبول نہ کر کہ میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جب فاجر دعا کرتا ہے رب جل جلالہ فرماتا ہے: اے جبریل! اس کی حاجت روا کردے کہ میں اس کی آواز سننا نہیں چاہتا (ابن النجار نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اس حدیث سے واضح کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں قبول کرتے حاجتیں روا فرماتے ہیں۔ دینِ وہابیت میں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔

حدیث ۱۹۷ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم :

---

[1] کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد والدیلمی حدیث ۳۳۷۲۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/۱۲
الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۲۲۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۷۵

[2] کنز العمال بحوالہ ابن النجار " ۳۲۶۱ و ۴۹۰۵ مؤسسۃ الرسالہ " ۲/۶۲۰۹۸۵

www.alahazratnetwork.org

ان للہ ملٰئکۃ موکلین بارزاق بنی اٰدم قال لھم ایما عبدٍ وجدتموہ جعل الھم ھمًا واحدًا فضمنوا رزقہ السمٰوٰت والارض وبنی اٰدم وایما عبدٍ وجدتموہ طلب فان تحری الصدق فطیبوا لہٗ ویسروا ومن تعدّٰی ذٰلک فخلوا بینہٗ وبین مایرید ثم لاینال فوق الدرجۃ التی کتبتھا لہٗ۔ الترمذی[1] الاکبر الامام فی النوادر۔

اللہ تعالٰی کے کچھ فرشتے بنی آدم کے رزقوں پر موکل ہیں انھیں اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ جس بندے کو ایسا پاؤ کہ سب فکریں چھوڑ کر آخرت کا ہو رہا ہے آسمان وزمین وانسان سب کو اس کے رزق کا ضامن کردو یعنی بے طلب ہر طرف سے اُسے رزق پہنچاؤ اور جسے روزی کی تلاش میں دیکھو وہ اگر راستی کا قصد کرے تو اس کے لئے اس کا رزق پاک وآسان کردو اور جو حد سے بڑھے اُسے اس کی خواہش پر چھوڑ دو پھر ملے گا تو اُتنا ہی جو میں نے اس کے لئے لکھ دیا ہے (اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۹۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ملک قابض علٰی ناصیتک فاذا تواضعت للہ رفعک واذا الجبرت علی اللہ قصمک وملک قائم علٰی فیک لایدع الحیۃ ان تدخل فی فیک۔ ابن جریر عن کنانۃ العدوی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ھذا مختصر[2]۔

ایک فرشتہ تیری پیشانی کے بال تھامے ہوتے ہے جب تو اللہ عزوجل جل شانہٗ کے لئے تواضع کرے تجھے بلندی بخشتا ہے اور جب تو اس پر معاذ اللہ تکبر کرے تجھے توڑ ڈالتا ہلاک کردیتا ہے، اور ایک فرشتہ تیرے منہ پر کھڑا ہے کہ سانپ کو تیرے منہ میں نہیں جانے دیتا۔ (ابن جریر نے کنانہ عدوی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ یہ مختصر ہے۔ ت)

دیکھو متواضعوں کو فرشتہ بلند قدری دیتا ہے، متکبروں کو فرشتہ ہلاک کرتا ہے، اور

---

[1] نوادر الاصول للترمذی الاصل الحادی والسبعون والمائتان فی جمع الھموم دارصادر بیروت ص ۳۹۵

[2]

www.alahazratnetwork.org

کیوں صاحبو! یہ فرشتہ جو منہ کی حفاظت کر رہا ہے دافع البلا تو نہ ہوا شاید دفع بلا اس کا نام ہوگا کہ وہ چھوڑ دے کہ سانپ تمہارے مُنہ میں گھس جائے۔

حدیث ۱۹۹: کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان ابن اٰدم لفی غفلۃ عما خلق لہ ویبعث اللہ ملکا فیحفظہ حتی یدرک۔ ابنا ابوی[1] حاتم و الدنیا و ابونعیم عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہم ھذا مختصر۔

آدم زاد اس کام سے غافل ہے جس کے لئے پیدا کیا گیا اور اللہ تعالٰی فرشتہ بھیجتا ہے کہ وقت پہنچنے تک اُس کا نگہبان رہتا ہے۔ (اس کو ابوحاتم وابوالدنیا کے بیٹوں اور ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، یہ مختصر ہے۔ ت)

حدیث ۲۰۰: صحیح مسلم شریف میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مر بالنطفۃ اثنتان واربعون لیلۃ بعث اللہ الیھا ملکا فصورھا و خلق سمعھا وبصرھا وجلدھا ولحمھا وعظامھا[2] الحدیث۔

جب نطفے پر بیالیس راتیں گزرتی ہیں اللہ تعالٰی اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے وہ آکر اس کی صورت بناتا، کان، آنکھ، کھال، گوشت، ہڈیاں خلق کرتا ہے۔

انھیں کی دوسری روایت میں ہے:

یتسور علیھا الملک۔ قال زھیر حسبتہ قال الذی یخلقھا[3]۔

فرشتہ آکر اس پر گرتا ہے، زہیر نے کہا میرے خیال میں حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ وہ فرشتہ جو اسے خلق کرتا ہے۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۳۵ محمد بن علی الباقر دارالکتاب العربی بیروت ۳/ ۱۹۰
الدرالمنثور بحوالہ ابن ابی الدنیا وابن ابی حاتم الخ تحت الآیۃ ۵۰/ ۲۱ داراحیاء التراث ۷/ ۵۲۴

[2] صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیت خلق الآدمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۳

[3] " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

انھیں کی تیسری روایت میں ہے:

ان ملکاً موکلاً بالرحم اذا اراد اللہ ان یخلق شیئاً باذن اللہ الحدیث[1]

بیشک عورتوں کے رحم پر ایک فرشتہ متعین ہے جب اللہ تعالٰی چاہتا ہے کہ وہ فرشتہ باذنِ الٰہی کچھ خلق کرے۔

طبرانی کی روایت میں ہے:

ان النطفۃ اذا استقرت فی الرحم فمضٰی لہا اربعون یوماً جاء ملک الرحم فصور عظمہ ولحمہ ودمہ وبشرہ[2]

نطفے کو جب رحم میں ٹھہرے چالیس گزر جاتا ہے فرشتہ کہ رحم پر موکل ہے آکر اس کی ہڈیوں، گوشت، خون اور بال کھال کی تصویر کرتا ہے۔

حدیث ۲۰۱: صحیحین بخاری ومسلم وغیرہما میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بچے کا مادہ آفرینش چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں جمع ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن جما ہوا خون رہتا ہے، پھر اتنے ہی دن خون کی بوٹی، ثم یرسل اللہ الیہ الملک فینفخ فیہ الروح جب تین چلّے گزر لیتے ہیں اللہ تعالٰی اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ اس میں جان ڈالتا ہے، ھذا لفظ مسلم[3] (یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔ت)۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء[4]

اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤں کے پیٹوں میں جیسے چاہے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۳

[2] المعجم الکبیر عن حذیفۃ بن اسید رضی اللہ عنہ حدیث ۳۰۴۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۱۷۷
کنز العمال حدیث ۵۷۵ مؤسسۃ الرسالہ ۱/ ۱۲۱

[3] صحیح البخاری کتاب بدء الخلق ۱/ ۴۵۶ وکتاب الانبیاء ۱/ ۴۶۹ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۲

[4] القرآن الکریم ۳/ ۶

www.alahazratnetwork.org

اور فرماتا ہے جل وعلا:

ھل من خالق غیر اللہ [1] کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا۔

یہاں مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جن کا نام پاک ماحی ہے یعنی کفر وشرک کے مٹانے والے، صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم، وہ خود صحیح حدیثوں میں فرمارہے ہیں کہ فرشتہ تصویر کرتا ہے، فرشتہ صورت بناتا ہے۔ فرشتہ آنکھ کان، گوشت، استخوان، بال، کھال، خون خلق کرتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ سب کچھ فرشتے کے ہاتھ سے ہوکر جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے۔ شرک پسند گمراہوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تو اتنا ہی فرماکر چپ ہورہے تھے:

لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا [2] میں تجھے ستھرا بیٹا دوں۔

یہاں تو ان سے کم درجہ شخص کے ہاتھوں پر دنیا بھر کے بیٹی بیٹوں کی خلق وتصویر ہورہی ہے۔ احمق جاہلو! اپنے سسکتے ایمان کی جان پر رحم کرو، یہ فرق نسبت اٹھانا اقسام اسناد مٹانا خدا جانے تمھیں کن بُرے حالوں پر پہنچائے گا۔ مسلمانوں کو مشرک بنانا ہنسی کھیل سمجھا ہے۔

حدیث ۲۰۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لو لم اُبعث فیکم لبعث عمر اَیّد اللہ عمر بملکین یوفقانہ ویسددانہ فاذا اخطأ صرفاہ حتی یکون صواباً۔ الدیلمی [3] عن ابی بکر الصدیق وابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بیشک عمر نبی کرکے بھیجا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے عمر کی تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر امر میں اُسے ٹھیک راہ پر رکھتے ہیں اگر عمر کی رائے لغزش کرتی ہے تو فرشتے عمر کو ادھر سے پھیر دیتے ہیں تاکہ عمر سے حق ہی صادر ہو (دیلمی نے ابوبکر صدیق اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۳۵/ ۳

[2] " ۱۹/ ۱۹

[3] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۵۱۲۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۳۷۲

کنز العمال " ۳۲۷۶۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۸۱

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۲۰۳: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

بیشک عمر (رضی اللہ عنہ) کا اسلام عزت تھا اور ان کی ہجرت فتح و نصرت اور ان کی خلافت میں رحمت۔ خدا کی قسم گردِ کعبہ علانیہ نماز نہ پڑھنے پائے جب تک عمر اسلام نہ لائے۔ جب وہ مسلمان ہوئے کافروں سے قتال کیا یہاں تک کہ ہم نے علانیہ گردِ کعبہ نماز ادا کی۔ وانی لاحسب بین عینی عمر ملکا یسددہ اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے کہ انھیں راستی و درستی دیتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے اور جب نیک بندوں کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر لاؤ۔

ابن عساکر[1] رضی اللہ تعالٰی عنہ و قد مر بعضہ اواخر الباب الاول بتخریج اٰخر غیر محدود۔

(اس کو ابن عساکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا اور اس کا بعض حصہ دوسری تخریج کے ساتھ باب اول کے آخر میں گزر گیا ہے۔ ت)

حدیث ۲۰۴: کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا جلس القاضی فی مجلسہ ھبط علیہ ملکان یسددانہ ویوفقانہ ویرشدانہ مالم یجر فاذا جار عرجا و ترکاہ۔ البیہقی[2] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جب قاضی مجلسِ حکم میں بیٹھتا ہے اس پر دو فرشتے اُترتے ہیں کہ وہ اسے راستی دیتے توفیق بخشتے سیدھی راہ چلاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرلے جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے اُسے چھوڑا اور اُڑ گئے۔ (بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

جو مسلمان کسی مسلمان کا دل خوش کرتا ہے اللہ عزوجل اُس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا

---

[1] تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۳۰۲ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۷/ ۶۷

کنز العمال حدیث ۳۵۸۶۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۹۹

[2] " عن ابن عباس " ۱۵۰۱۵ " " " ۶/ ۹۹

السنن الکبرٰی للبیہقی آداب القاضی باب فضل من ابتلی بشیٔ الخ دار صادر بیروت ۱۰/ ۸۸

www.alahazratnetwork.org

پیدا کرتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی تمجید و توحید کرتا ہے جب وہ مسلمان اپنی قبر میں جاتا ہے اس کے پاس آکر کہتا ہے کیا مجھے نہیں پہچانتا ؟ وہ مسلمان پوچھتا ہے تو کون ہے ؟ کہتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تو نے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی انا الیوم اُونس وحشتك والقنك حُجّتك واثبتك بالقول الثابت واشهدك مشاهدك يوم القيمة واريك منزلك من الجنة آج میں تیرا جی بہلا کر تیری وحشت دُور کروں گا میں تجھے تیری حجت سکھاؤں گا، میں تجھے نکیرین کے جواب میں حق بات پر ثبات دوں گا، میں تجھے محشر کی بارگاہ میں لے جاؤں گا، میں تیرے رب کے حضور تیری شفاعت کروں گا، میں تجھے جنت میں تیرا مکان دکھاؤں گا۔

ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج وابوالشیخ فی الثواب عن الامام جعفر الصادق عن ابیہ عن جدّہ رضی اللہ تعالٰی عنہم وکرم وجوھھم۔

اس کو ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں اور ابوالشیخ نے ثواب میں امام جعفر صادق سے، انھوں نے اپنے باپ سے، اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے، اللہ تعالٰی ان سے راضی ہوا اور ان کے چہروں کو مکرم بنایا۔(ت)

حدیث ۲۰۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

بیشک میں کتاب اللہ میں ایک سُورت تیئس آیتوں کی پاتا ہوں جو اسے سوتے وقت پڑھے اللہ عزوجل اس کے لئے تیس نیکیاں لکھے اور اس کے تیس گناہ محو فرمائے اور اس کے تیس درجے بلند کرے،

وبعث اللہ الیہ ملکا من الملٰئکۃ لیبسط علیہ جناحہ و یحفظہ من کل سوء حتّٰی یستیقظ و ھی المجادلۃ تجادل عن صاحبھا فی القبر وھی تبارك الذی سُورۃ الملك

اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے کہ اپنا بازو اس پر کشادہ رکھے جب تک سو کر اٹھے وہ فرشتہ اسے ہر برائی سے محفوظ رکھے وہ سورت مجادلہ ہے اپنے قاری کی طرف سے اس کی قبر میں جھگڑے گی وہ تبارك الذی سورۃ ملک ہے

لہ موسوعۃ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۱۱۵ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۲/۸۶

کنز العمال بحوالہ ابن ابی الدنیا حدیث ۱۶۴۰۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۴۳۱

www.alahazratnetwork.org

الدیلمی[1] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

(دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حمٰی مؤمنا منافق یغتابہ بعث اللہ لہ ملکا یحمی لحمہ من نار جہنم۔ احمد[2] و ابوداؤد عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جب کوئی منافق کسی مسلمان کو پیٹھ پیچھے برا کہہ رہا ہو تو جو شخص اس منافق سے اس مسلمان کی حمایت کرے اللہ عزوجل اس کے لئے ایک فرشتہ بھیجے کہ آتشِ دوزخ سے اس کے گوشت کو بچائے (احمد و ابوداؤد نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

رأیت جعفرا یطیر ملکا فی الجنۃ تدمی تادمتاہ و رأیت زیدا دون ذٰلک فقلت ما کنت اظن ان زیدا دون جعفر فقال جبریل (علیہ الصلٰوۃ والتسلیم) ان زیدا بدون جعفر ولکنا فضلنا جعفر بقرابتہ منک

میں نے جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اُڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شہپروں سے خون رواں ہے اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو میں نے اُن سے کم مرتبہ پایا۔ میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا۔ جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے عرض کی: زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے اس لئے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔

---

[1] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۱۷۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۶۲ و ۶۳

کنز العمال " ۲۷۰۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۵۹۴

[2] مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن انس الجہنی المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۴۱

سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الرجل یذب عن عرض اخیہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۱۳

www.alahazratnetwork.org

ابن سعد[1] عن محمد بن عمرو بن علیٍ مرسلاً۔ (ابن سعد نے محمد بن عمرو بن علی سے مرسلاً روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۹: طلحہ بن عبیداللہ احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں،

روزِ اُحد میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کندھیاں لے کر ایک چٹان پر بٹھا دیا کہ مشرکین سے آڑ ہوگئی، سیّدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے پسِ پشت دستِ مبارک سے ارشاد فرمایا،

هذا جبریل یخبرنی انه لایراك یوم القیٰمة فی هولٍ الّا انقذك منه۔ ابن عساکر[2] رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے طلحہ! وہ روزِ قیامت تمھیں جس کسی دہشت میں دیکھیں گے اس سے تمھیں چھڑا دیں گے۔ (ابن عساکر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۰: جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ابولؤلؤ مجوسی خبیث نے خنجر مارا اور امیر المومنین نے مشورے کا حکم دیا (کہ میرے بعد عثمان غنی و علی مرتضٰی و طلحہ و زبیر و عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہم چھ صاحبوں سے مسلمان جسے مناسب تر جانیں خلیفہ بنائیں) حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا خدمتِ امیر المومنین میں آئیں اور کہا: اے باپ میرے! بعض لوگ کہتے ہیں یہ چھ شخص پسندیدہ نہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا: مجھے تکیہ لگا کر بٹھا دو۔ بٹھائے گئے، ارشاد فرمایا "علی کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا اے علی! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لاؤ تو روزِ قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔ بھلا عثمان کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا جس دن عثمان انتقال کرے گا آسمان کے فرشتے اس پر نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ فضیلت خاص عثمان کے لئے ہے یا ہر مسلمان

---

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر جعفر بن ابی طالب دار صادر بیروت ۴/ ۳۸
کنز العمال حدیث ۳۳۲۱۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۶۶۵

[2] " " ۳۶۶۰۶ " " " ۱۳/ ۲۰۲
تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۳۰۶۴ طلحہ بن عبیداللہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷/ ۵۰

www.alahazratnetwork.org

کے لئے۔ فرمایا: خاص عثمان کے لئے۔ طلحہ بن عبیداللہ کو کیا کہیں گے، ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کجاوا پشتِ مرکب سے گرگیا تھا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کون ہے کہ میرا کجاوا ٹھیک کردے اور جنت لے لے۔ یہ سُنتے ہی طلحہ دوڑے اور کجاوا درست کردیا، حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سوار ہوئے اور ان سے ارشاد فرمایا، یا طلحۃ ھذا جبریل یقرئك السلام ویقول انا معك فی اھوال یوم القیٰمۃ حتی انجیك منھا اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ اُن سے تمہیں نجات دوں گا۔ زبیر بن عوام کو کیا کہیں گے میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور آرام فرماتے تھے زبیر بیٹھے پنکھا جھلتے رہے یہاں تک کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیدار ہوئے، فرمایا: اے ابوعبداللہ! (زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کنیت ہے) کیا جب سے تو جھل رہا ہے؟ عرض کی: میرے ماں باپ حضور پرنثار جب سے برابر جھل رہا ہوں۔ سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ھذا جبریل یقرئك السلام ویقول انا معك یوم القیٰمۃ حتّٰی اَدُبَّ عن وجھك شرر جھنّم یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روزِ قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرے سے جہنم کی اڑتی ہوئی چنگاریاں دُور کروں گا۔ سعد بن ابی وقاص کو کیا کہیں گے، میں نے روزِ بدر دیکھا سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چودہ[14] بار اُن کی کمان چلّہ باندھ کر انھیں عطا کی اور فرمایا تیر مار، تیرے قربان میرے ماں باپ۔ عبدالرحمٰن بن عوف کو کیا کہیں گے، میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالٰی عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے دونوں صاحبزادے رضی اللہ تعالٰی عنہما بھوکے روتے بلکتے تھے، سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کون ہے کہ کچھ ہماری خدمت میں حاضر کرے، اس پر عبدالرحمٰن بن عوف حیس (کہ خرمائے خستہ برآوردہ، اور پنیر کو باریک کوٹ کر گھی میں گوندھتے ہیں) اور دو روٹیاں کہ اُن کے بیچ میں روغن رکھا تھا لے کر حاضر ہوئے، رحمتِ دو عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کفاك اللہ امر دنیاك و امّا امر اٰخرتك فانا لھا ضامنٌ اللہ تعالٰی تیرے دنیا کے کام درست کردے اور تیری آخرت کے معاملہ کا تو میں ذمہ دار ہوں۔" معاذ بن المثنّٰی[1] فی زیادات مسند مسدّد والطبرانی فی

---

[1] کنز العمال بحوالہ معاذ بن المثنّٰی حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۴۷-۲۴۶

www.alahazratnetwork.org

الاوسط وابونعیم فی فضائل الصحابۃ وابوبکرنِ الشافعی فی الغیلانیات و ابوالحسن بن بشران فی فوائدہٖ والخطیب فی التلخیص المتشابہ وابن عساکر فی تاریخ دمشق والدیلمی فی مسند الفردوس عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

امام جلیل جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں: سندہٗ صحیح[1] اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

تکملۂ کاملہ: وصلِ اول کی طرف پھر عود کرنا والعَودُ احمد ؎

اعد ذکر والینا لنا انّ ذکرہٗ　　هو المسك ما کررته یتضوّع

(ہمارے والی کا ذکر ہمارے لئے پھر لوٹاؤ کہ بیشک ان کا ذکر ایسی کستوری ہے جسے جتنا رگڑو وہ خوشبو دیتی ہے۔ت)

؎ باز ہوائے چمنم آرزو ست　　جلوۂ سرو وسمنم آرزو ست

(پھر مجھے چمن کی ہوا کی خواہش ہے چنبیلی کے نغمے کے جلوے کی خواہش ہے۔ت)

؎ پھر اٹھا ولولۂ یادِ بیابانِ حرم　　پھر کھنچا دامنِ دل سوئے مغیلانِ حرم

اللہ اللہ اس حدیث صحیح کے پچھلے جملے نے پھر وصل اول احادیث متعلقہ محبوب اجل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آتشِ شوق سینے میں بھڑکا دی، کتا اپنے پیارے آقا مہربان مولٰی کا دروازہ چھوڑ کر کہاں جائے، ہر پھر کر وہیں کا وہیں رہا چاہے بلکہ واللہ یہ کتا اپنے پیارے کریم مالک کے درِ اطہر سے ہٹا ہی نہیں انبیاء کے دروازے پر جائے تو انھیں کا گھر ہے اولیاء کے یہاں آئے تو انھیں کا در ہے، ملائکہ کی منزلوں پر گزرے تو انھیں کا نگر ہے ع

کوئی اور اُن کے سوا کہاں وہ اگر نہیں تو جہاں نہیں

؎ یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں　　ہر کجا در نگری انجمنے ساختہ اند

(اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کی روشنی سے جہاں دیکھو ایک انجمن بنائے ہوئے ہیں۔ت)

؎ آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان　　صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

؎ بندہ ات غیرت برد کے بر در غیرت رود　　در رود چوں بنگرد ہم شاہِ آں ایواں توئی

(تیرا غیرتمند غلام درِ غیر پر کیسے جا سکتا ہے اور اگر جائے تو دیکھے گا کہ اُس ایوان کا بادشاہ بھی تو ہی ہے۔ت)

حدیث ۲۱۱: نزال بن سبرہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم

---

[1] کنز العمال　تحت الحدیث ۳۶۷۳۶　مؤسسۃ الرسالہ بیروت　۱۳/ ۲۴۶ و ۲۴۷

www.alahazratnetwork.org

کو خوش دل پایا، عرض کی: یا امیر المومنین! اپنے یاروں کا حال ہم سے بیان کیجئے۔ فرمایا: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سب صحابہ میرے یار ہیں۔ ہم نے عرض کی: اپنے خاص یاروں کا تذکرہ کیجئے۔ فرمایا: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہیں کہ میرا یار نہ ہو۔ ہم نے عرض کی: ابوبکر صدیق کا حال بیان کیجئے۔ فرمایا: یہ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبریل امین و محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہما وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا، وہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں ہمارے دین کی امامت کو پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انھیں کو پسند کیا۔ ہم نے عرض کی: عمر بن خطاب کا حال بیان فرمائیے۔ فرمایا: یہ وہ صاحب ہیں جن کا نام اللہ عزوجل نے فاروق رکھا، انھوں نے حق کو باطل سے جدا کردیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عرض کرتے سُنا کہ الٰہی! عمر بن خطاب کے سبب اسلام کو عزت دے۔ ہم نے عرض کی: عثمان کا حال کہئے۔ فرمایا: ذٰلك امرؤ تُدعٰی فی الملاء الاعلٰی ذا النورین کان ختن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابنتیہ ضمن لہ فی الجنۃ یہ وہ صاحب ہیں کہ ملاءِ اعلٰی و بزمِ بالا میں ذی النورین پکارے جاتے ہیں، سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دو شاہزادیوں کے شوہر ہوئے، سرورِ اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن کے لئے جنت میں ایک مکان کی ضمانت فرمائی ہے۔

خیثمۃ[1] واللالکائی والعشاری فی فضائل الصدیق وابن عساکر عنہ عن علیٍ کرم اللہ تعالٰی وجہہ وما رواہ عنہ ابونعیم قال سألنا علیًا عن عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہما قال ذاك امرؤ فذکرہ[2]

خیثمہ، لالکائی اور عشاری نے فضائلِ صدیق میں اور ابن عساکر نے انہی سے بحوالہ حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے اسکو روایت کیا کہ ہم نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا رضی اللہ تعالٰی عنہما حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسے عظیم شخص ہیں، پھر پوری حدیث ذکر کی۔ (ت)

حدیث ۲۱۲: کہ سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں کسی سے فرمایا کہ اپنا گھر میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مسجدِ حرام میں زیادت فرماؤں اور تیرے لئے جنت میں مکان کا ضامن ہوں۔ اس نے

---

[1] کنز العمال بحوالہ خیثمۃ واللالکائی والعشاری حدیث ۳۶۶۹۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۳۱ و ۲۳۲

[2] معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم حدیث ۲۳۹ مکتبۃ الحرمین ریاض ۱/ ۲۴۶

www.alahazratnetwork.org

عذر کیا۔ پھر فرمایا۔ انکار کیا۔ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خبر ہوئی، یہ شخص زمانۂ جاہلیت میں ان کا دوست تھا اس سے باصرارِ تمام دس ہزار اشرفی دے کر خرید لیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور! اب وُہ گھر میرا ہے فھل انت اٰخذھا ببیتٍ تضمن لی فی الجنۃ کیا حضور مجھ سے ایک مکان بہشت کے عوض لیتے ہیں جس کے حضور میرے لئے ضامن ہو جائیں۔ قال نعم فرمایا: ہاں۔ فاخذھا منہ وضمن لہ بیتًا فی الجنۃ واشھد لہ علٰی ذٰلک المؤمنین حضور نے اُن سے وہ مکان لے کر جنت میں ان کے لئے ایک مکان کی ضمانت فرمائی اور مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ کر لیا۔

احمد[1] الحاکمی فی فضائل عثمٰن عن سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

احمد حاکمی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فضائل میں سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۲۱۳: کہ جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا، بنی غفار سے ایک شخص کی مِلک میں ایک شیریں چشمہ مسمّٰی بہ رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتے، سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: بِعنیھا بعینٍ فی الجنۃ یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمۂ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔ عرض کی: یارسول اللہ! میری اور میرے بچّوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے پینتیس[۳۵] ہزار روپے کو خرید لیا، پھر خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ اتجعل لی مثل الذی جعلت لہ عینا فی الجنۃ اشتریتھا یارسول اللہ! کیا جس طرح حضور اُس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے؟ قال نعم فرمایا: ہاں۔ عرض کی: میں نے بئر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔ الطبرانی[2] فی الکبیر وابن عساکر عن بشیر رضی اللہ تعالٰی

---

[1] الریاض النضرۃ بحوالہ الحاکمی الباب الثالث دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۲۰ و ۲۱

[2] المعجم الکبیر عن بشیر اسلمی حدیث ۱۲۲۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۴۱ و ۴۲

تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۴۷۱۵ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۱/ ۴۹

کنز العمال بحوالہ طب کر۔ حدیث ۳۶۱۸۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۳۵ و ۳۶

www.alahazratnetwork.org

عنہ (طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۴: ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اِشتری عثمان بن عفان من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجنۃ مرّتین یوم رُومَۃ ویوم جیش العسرۃ۔ الحاکم[1] وابنا عدی وعساکر عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دو بار۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جنت خرید لی بئر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگدستی کے روز۔ (حاکم اور ابن عدی اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۵: کہ حضور مالکِ جنت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

لک الجنۃ علیّ یا طلحۃ غدًا۔ ابونعیم[2] فی فضائل الصحابۃ عن امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

کل تمہارے لئے جنت میرے ذمہ ہے (ابونعیم نے فضائلِ صحابہ میں امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۶: صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من یضمن لی مابین لحییہ ومابین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ۔[3]

جو میرے لئے اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہوجائے (کہ ان سے میری نافرمانی نہ کرے) میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اشتری عثمان الجنۃ مرتین دار الفکر بیروت ۳/ ۱۰۷
تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۴۷۱۵ عثمان بن عفان داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۱/ ۴۹
الکامل لابن عدی ترجمہ بکر بن بکار دار الفکر بیروت ۲/ ۴۶۴

[2] کنز العمال بحوالہ ابی نعیم حدیث ۳۳۳۶۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۶۹۵

[3] صحیح البخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۵۸ و ۹۵۹
السنن الکبری للبیہقی کتاب قتال اہل البغی باب ما علی الرجل من حفظ اللسان دار صادر بیروت ۸/ ۱۶۶

www.alahazratnetwork.org

امام الوہابیہ علیہ ما علیہ اپنے مقر کو پہنچا، اب یہ حدیثیں کیسے دکھائیں کہ او بے بصر بد زبان! تیرے نزدیک تو "وہ کسی چیز کے مختار نہیں اُن کو کسی نوع کی قدرت نہیں کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں اپنی جان تک کے نفع ونقصان کے مالک نہیں دوسرے کا تو کیا کرسکیں اللہ کے یہاں کا معاملہ اُن کے اختیار سے باہر ہے وہاں کسی کی حمایت نہیں کرسکتے کسی کے وکیل نہیں بن سکتے"[1]

ان حدیثوں کو سوجھ کہ وہ بتملیکِ الٰہی عزوجل جنت کے مالک، کارخانۂ الٰہی کے مختار ہیں، ضمانتیں فرماتے ہیں، اپنے ذمے لیتے ہیں، عطا فرماتے ہیں، بیع کر دیتے ہیں، ہر عاقل جانتا ہے کہ بیع وہی کرے گا جو خود مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذون ومختار، ورنہ فضولی ہے جس کا قصد فضول اور عقد بیکار۔

الحمدُ للہ اہلِ حق کے نزدیک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نفاذ تصرف کی دونوں وجہیں حاصل، حقیقت عطائیہ لیجئے تو وہ ضرور مالکِ جنان، بلکہ مالکِ جہان ہیں۔ اور ذاتیہ لیجئے تو مالک حقیقی کے ماذونِ مطلق ونائبِ کامل۔ ہاں گمراہ بددین وہ جو دونوں شقیں باطل جانے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معاذ اللہ فضولی محض مانے، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2] (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

حدیث ۲۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من یکرّ یوم السبت فی طلبِ حاجۃٍ فانا ضامنٌ بقضائھا۔ ابو نعیم[3] عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جو شنبے کے دن ترڑ کے کسی حاجت کی تلاش کو جائے میں اس کی حاجت روائی کا ذمہ دار ہوں۔ (ابو نعیم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حضرت سیدی نظام الحق والدین محبوبِ الٰہی سلطان الاولیاء قدست اسرارہم کی نسبت لوگ کہتے ہیں:

بعد جمعہ جو کیجئے کام اس کے ضامن شیخ نظام۔"

---

[1] تقویۃ الایمان الفصل الثالث مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۹ تا ۲۵

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[3] کنز العمال بحوالہ ابی نعیم عن جابر حدیث ۱۶۸۱۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۲۰

www.alahazratnetwork.org

وہابی اسے شرک کہتے ہیں، وہی حکم اس حدیث پر لازم۔

حدیث ۲۱۸: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل بعثتِ حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یمن کو تاجرانہ جاتے تھے ایک پیرمرد عسکلان بن عواکر کے یہاں قیام فرماتے، وہ ان سے مکہ معظمہ کا حال پوچھتے تم میں کوئی مشہور بلند چرچے والا پیدا ہوا؟ کسی نے تم پر تمھارے دین میں خلاف کیا؟ ۔ یہ انکار کرتے۔ جب بعد بعثتِ اقدس گئے پیرمرد نے کہا: میں تمھیں وہ بشارت دیتا ہوں کہ تمھارے لئے تجارت سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے تمھاری قوم سے نبی برگزیدہ مبعوث فرمایا، اُن پر اپنی کتاب اتاری، وہ اصنام سے روکتے اور اسلام کی طرف بلاتے ہیں، حق کا حکم دیتے اور اس کے فاعل ہیں، باطل سے منع کرتے اور اس کے مبطل ہیں، وہ ہاشمی ہیں۔ اور تم اے عبدالرحمٰن ان کے ماموں! جلد پلٹو اور اُن کی خدمت وتصدیق کرو، اور یہ اشعار میری طرف سے انکی بارگاہِ والا میں پہنچاؤ، چند اشعار دربارۂ تصدیق رسالت واظہارِ شوق وعذرِ پیرانہ سالی و استعانت سرکار عالی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے ازاں جملہ یہ دو شعر ؎

اذا ناءَ بالدّیارِ بُعدٌ ۔۔۔ فانت حِرزی و مستراحی

فکن شفیعی الٰی ملیک ۔۔۔ یدعو البرایا الی الفلاحی

جب کہ شہروں کو دوری فاصلہ نے بعید کر دیا، تو حضور میری پناہ اور میری راحت ملنے کی جگہ ہیں۔ تو حضور میرے شفیع ہوں اُس بادشاہ کے یہاں جو مخلوق کو نجات کی طرف بُلاتا ہے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے واپس آکر یہ حال صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے گزارش کیا، اُنھوں نے فرمایا: یہ محمد بن عبداللہ ہیں جنھیں اللہ عزوجل نے اپنی تمام مخلوق کی طرف رسول کیا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، تم اُن کے حضور حاضر ہو، یہ حاضر ہوئے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا: میں ایک سزاوار چہرہ دیکھتا ہوں جس کے لئے خیر کی امید ہے کہو کیا خبر ہے؟ انھوں نے عرض کی، کیسی؟ فرمایا: پیام بھیجنے والے نے جو پیام ہمارے حضور بھیجا ہے وہ امانت ادا کرو، سنتے ہو اولادِ حمیر خواص مومنین سے ہیں۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سُنتے ہی مسلمان ہوئے، پھر وہ اشعار حضور میں عرض کئے۔ سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

رُبَّ مومن بی ولم یرنی ومصدّق ۔۔۔ یعنی مجھ پر بعض ایمان لانے والے (ایسے ہیں)

www.alahazratnetwork.org

بی و ما شَہِدَنی اولٰئک اخوانی[1] جنھوں نے مجھ کو دیکھا نہیں اور بعض لوگ میری تصدیق کرنے والے (ایسے ہیں) جن کو میرے پاس حضوری حاصل نہ ہوسکی، یہ لوگ میرے بھائی ہیں[1] (کلمۂ اخوت کو ان کے اعزاز کے لئے تواضعاً فرمایا)

وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیرخلقہ محمدٍ و اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین، اٰمین!

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

رسالہ

الامن والعلٰی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء

ختم ہوا

---

[1] کنزالعمال بحوالہ کر حدیث ۳۶۶۹۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/ ۲۲۷ تا ۲۲۹